اَللّٰھُمَّ اسْقِنِیْ شَرَابَ مَحَبَّتِکَ

ترجمہ: "اے اللہ عزوجل! مجھے اپنی محبت کی شراب پلا۔"

(دعائے غوثِ پاک رضی اللہ عنہ)

شرابِ محبتِ الٰہی

اللہ رب العزت سے محبت اور اس کے اسباب و علامات پر
جامع مدلل اور مستند کتاب (احادیث کی تخریج کے ساتھ)

مصنف:
محمد عاطف رمضان سیالوی

زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ، لاہور

اَللّٰهُمَّ اسْقِنِیْ شَرَابَ مَحَبَّتِكَ

ترجمہ: "اے اللہ عزوجل! مجھے اپنی محبت کی شراب پلا۔"

(دعائے غوثِ پاک رضی اللہ عنہ)

شرابِ محبتِ الٰہی

اللہ ربّ العزت سے محبت اور اس کے اسباب و علامات پر

جامع مدلل اور مستند کتاب (احادیث کی تخریج کے ساتھ)

مُصنّف:

محمد عاطف رمضان سیالوی

زاویہ پبلشرز

8-C دربار مارکیٹ - لاہور

Ph: 042-37248657- 37112954

Mob: 0300-9467047- 0321-9467047- 03004505466

Email:zaviapublishers@gmail.com

2013ء

باراول.........1000

ہدیہ.........200

زیرِ اہتمام.........نجابت علی تارڑ

کمپوزنگ.........ایمان گرافکس (عبدالقادر)

﴿لیگل ایڈوائزر﴾

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

رائے صلاح الدین کھرل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

﴿ملنے کے پتے﴾

راولپنڈی کے سول ڈسٹری بیوٹرز

اسلامک بُک کارپوریشن

فضل داد پلازہ۔ اقبال روڈ۔ کمیٹی چوک ۰ راولپنڈی 051-5536111

سلام بک شاپ، مین ایم اے جناح روڈ، کراچی 021-32212167

مکتبہ برکات المدینہ، کراچی 021-34219324

مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، حیدرآباد 022-2780547

مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی 021-32216464

مکتبہ سبحانیہ، اردو بازار، لاہور 0315-4318640

نورانی ورانشی ہاؤس، بلاک نمبر4، ڈیرہ غازی خان 0321-7387299

کتب خانہ حاجی نیاز احمد، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان 0313-8461000

مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف 0301-7241723

مکتبہ غوثیہ عطاریہ، اوکاڑہ 0321-7083119

مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد 041-2631204

مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد 0333-7413467

مکتبہ سخی سلطان، حیدر آباد 0321-3025510

مکتبہ قادریہ سرکلر روڈ گوجرانوالہ 055-4237699

فہرست

وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ (الدھر:۲۱)

ترجمہ: ''اور انہیں ان کے رب نے شراب طہور پلائی۔''

ابتدائیہ

اس عالم رنگ و بو میں بے شمار حسی و معنوی لذتیں ہیں۔متعدد اقسام کے مطعومات، ماکولات، مشروبات اور ملبوسات ہیں۔ پھر اُن میں سے ہر ایک کا ذائقہ، ہر ایک کی لذت اور ہر ایک کی چاشنی دوسرے سے مختلف ہے۔کھانے کی لذت مشروب سے جدا ہے، مشروب کی لذت کھانے سے جدا ہے۔لباس کی لذت کا ایک علیحدہ ذوق ہے۔حسین نظارے، خوب صورت آوازیں، دلکش مناظر یہ سب اس زندگی کے سامان تلذذ ہیں۔لیکن یہ حقیقت بجا طور پر مسلم ہے کہ ان میں سے کسی بھی لذت اور کسی بھی ذائقہ کو استقرار و دوام میسر نہیں۔کھانے، پینے اور پہننے کی لذت صرف چند لمحات کے لیے ہے۔اس کے بعد بدستور وہی پہلے والی کیفیت عود کر آتی ہے۔اور یہ بھی حقیقت ہے کہ بندہ ان سب لذتوں سے کسی نہ کسی وقت اکتا جاتا ہے۔لیکن ایک ایسا مشروب ہے کہ جس خوش نصیب نے اُس مشروب کا ذائقہ چکھ لیا تو اس کا نشہ، اس کی کیفیت، اس کا استغراق اور اُس کی حلاوت و چاشنی دن بہ دن بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور یہ ایسا مشروب ہے کہ اس کے پینے سے پیاس بجھتی نہیں بلکہ جوں جوں وہ شراب بندہ پیتا ہے اُس کی پیاس اور اُس کی طلب بڑھتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ سمندر کے سمندر اس شراب مصفّٰی کے پی لیتا ہے لیکن اس کے ہر سانس سے یہ کلمات نکلتے ہیں:

ھل من مزید۔

اے شراب طہور کے ساقی کچھ اور پلا دے۔

یہ ایسی شراب ہے جو سرور روح میں آگ بھڑکا دیتی ہے۔ یہ ایسی شراب ہے جو ماہیٔ بے آب اور مرغِ بسمل کی طرح بے چین و مضطرب اور بے قرار و بے کل کر دیتی ہے۔ یہ ایسی شراب ہے جو بندے کو اپنے تن، من، دھن سے بیگانہ کر دیتی ہے۔ جیسا کہ ایک شعر ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

قارئین! آپ کو معلوم ہے کہ یہ شراب کون سی ہے؟ یہ شراب مصفّٰی، شراب مزکّٰی، شرابِ طہور، شراب محبت الٰہی عزوجل ہے۔ جس بیدار بخت نے اس شراب محبت کے چند قطرے چکھ لیے اُس کے سامنے یہ دنیا کی سب لذتیں ہیچ ہیں۔ اُس کے قلب و روح کی توجہ ان سب لذتوں سے ہٹ کر صرف اسی شراب کی لذت کی طرف رہتی ہے۔ اور جو لوگ اس دنیا کی مادی لذتوں میں منہمک رہتے ہیں اور جن کا مقصودِ زیست فقط اس دنیا کی لذتیں، مال و دولت اور نفوذ و اقتدار ہے۔ دراصل انہوں نے اس شراب کی لذت نہیں چکھی وگرنہ ان کی کیفیت ایسی نہ ہوتی۔

اور یہ شراب ہر ایک کا مقدر نہیں بلکہ خاص اللہ رب العزت کے منتخب بندوں کو نصیب ہوتی ہے۔ پھر ہر ایک کا پیمانہ مختلف ہوتا ہے کسی کو چند قطرے ملتے ہیں تو کسی کو بھرا ہوا جام ملتا ہے۔ کسی کو نہر جتنا پلایا جاتا ہے تو کسی کو دریا بھر شراب پلائی جاتی ہے۔ اور کوئی خوش نصیب وہ ہے جس کو سمندر کے سمندر شراب محبت الٰہی عزوجل کے پلائے جاتے ہیں۔ ایک مشہور واقعہ ہے:

کتب یحیی بن معاذ إلی ابی یزید: سکرت من کثرۃ ما شربت من کأس محبتہ. فکتب الیہ

ابویزید: غیرك شرب بحور السموات والارض وما روی بعد. و لسانه خارج و یقول: هل من مزید.

واو نشدوا.

شربت الحب کاسا بعد کاس
فما نفذ الشراب وما رویت

(الرسالۃ القشیریہ باب: المحبۃ صفحہ ۳۵۴ دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: "امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۶۵ھ نقل فرماتے ہیں:
"یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابویزید کی طرف خط لکھا کہ میں نے اتنی کثرت کے ساتھ جام محبت نوش کیے ہیں کہ میں ہر وقت نشہ میں رہتا ہوں۔ تو اُن کی طرف ابویزید نے لکھا۔ تمہارے غیر نے (مراد ان کی اپنی ذات ہے) آسمان اور زمین جتنے سمندر پی ڈالے ہیں اور وہ ابھی تک سیراب نہیں ہوا اور اُس کی زبان نکلی ہوئی ہے (یعنی پیاس کی وجہ سے) اور وہ یہ عرض کرتا ہے۔ اے ساقی کچھ اور پلا دے۔"

چنانچہ شعر ہے:
"میں نے ایک جام کے بعد اور جام محبت کی شراب کا پیا۔ پس نہ شراب ختم ہوئی اور نہ میں سیراب ہوا۔"

مولائے قدوس ہمیں بھی مے خانہ مدینہ سے ساقی کوثر و تسنیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس سے اپنی محبت کی شراب پینے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

بقول شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ:

بدہ ساقیا آب آتش لباس
کہ مستی کند اہل دل التماس
مئے لعل در ساغر زر نگار
بود روح پرور چو لعل نگار
خوشا آتش شوق ارباب عشق
خوشا لذت درد اصحاب عشق
بیار آں شراب چو آب حیات
کہ یابد زبویش دل از غم نجات
خوش آں دل کہ دارد تمنائے دوست
خوش آں کس کہ در بند سودائے دوست

محمد عاطف رمضان سیالوی
غفر اللہ تعالیٰ لہ
0301-7698701

❁❁❁❁

حقیقت ایمان اور اس کے اثرات

الحمد لله الذی نزه قلوب اولیاء ه من ملاحظه غیر حضرته. ثم استخلصها للعکوف علی بساط عزته. ثم تجلّٰی لهم باسمائه و صفاته حتی اشرقت بانوار معرفته. ثم کشف لهم عن سبحات وجهه حتی احترقت بنار محبته۔ والصلوٰة والسلام علی سیدنا محمد خاتم الانبیاء بکمال نبوته. و علی آله و اصحابه سادة الخلق و ائمته و قادة الحق و ازمته وسلم کثیرا۔ اما بعد!

انسان کی اس فانی، ناپائیدار اور بے ثبات زندگی کے بعد اگلی منزل، مقام اور ٹھکانہ قبر کا گڑھا ہے۔ اور قبر ایک انتہائی ہولناک، اندوہ ناک اور وحشت انگیز مکان ہے۔ جس میں ظلمات در ظلمات ہیں کوئی نور اور روشنی کا نام ونشان نہیں۔ جس میں وحشت، غربت اور اجنبیت ہے کوئی مونس اور غم گسار نہیں۔ جس میں تنگی اور ضیق ہے وسعت نہیں اور حدیث پاک کے مطابق آخرت کی جملہ سخت اور کڑی منازل میں سے سب سے زیادہ کڑی، سخت، غم انگیز اور ہولناک منزل قبر کی منزل ہے۔ جو خوش نصیب اس تاریک مکان میں کامیاب ہوگیا وہ اگلی منازل میں بھی کامیاب ہو جائے گا اور جو اس میں کامیاب نہ ہو سکا تو وہ اگلی منازل میں بھی کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ حدیث پاک

میں ہے:

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "اکثروا من ذکر هاذم اللذات: الموت، فانه لم یات علی القبر یوم الا تکلم فیه فیقول: انا بیت الغربة، و انا بیت الوحدة، و انا بیت التراب، و انا بیت الدود۔ الخ۔

(سنن الترمذی، کتاب: القیامۃ والرقائق، باب: ۹۱، رقم الحدیث: ۲۴۶۰ دار المعرفہ بیروت)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لذات کو منقطع کرنے والی یعنی موت کو کثرت سے یاد کرو۔ کیونکہ قبر ہر دن یہ کلام کرتی ہے کہ میں اجنبیت کا گھر ہوں، اور میں تنہائی کا گھر ہوں، اور میں مٹی کا گھر ہوں اور میں کیڑوں کا گھر ہوں۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

کان عثمان رضی الله عنه اذا وقف علی قبر بکی حتی یبل لحیته، فقیل له: تذکر الجنة والنار، فلا تبکی و تبکی من هذا؟ فقال: ان رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم قال: ان القبر اول منزل من منازل الأخرة، فان نجا منه، فما بعده ایسر منه، و ان لم ینج منه فما بعده اشد منه، قال: و قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم "ما

رایت منظر اقط، الا القبر افظع منه۔

(سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب: ماجاء فی ذکر الموت، رقم الحدیث: ۲۳۰۸، دارالمعرفہ بیروت) (سنن ابن ماجہ، کتاب: الزھد، باب: ذکر القبر، رقم الحدیث: ۴۲۶۷ دارالسلام ریاض) (المستدرک، رقم الحدیث: ۱۴۱۳)

ترجمہ: ''حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ آپ سے کہا جاتا کہ آپ جنت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہیں اور نہیں روتے۔ جب کہ اس قبر سے آپ روتے ہیں۔ تو فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قبر آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر بندہ اس میں کامیاب ہوگیا تو جو اس کے بعد منزلیں ہوں گی وہ اس سے آسان ہوں گی اور اگر بندہ نے اس میں نجات نہ پائی تو جو اس کے بعد ہوگی وہ اس سے زیادہ سخت ہوں گی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے قبر سے زیادہ سخت کوئی منظر نہیں دیکھا۔''

اور قبر کی اس زندگی میں جس سے کوئی مفر نہیں، جس کے سوا کوئی مقر نہیں، نجات اور کامیابی کا دارومدار اور انحصار صرف ایمان پر ہے۔ گر ایمان نہیں تو العیاذ باللہ یہ قبر، ہلاکت، تباہی اور عذاب کا گڑھا ہے۔ حدیث میں ہے:

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه. قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "انما القبر: روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفر النار."

(سنن الترمذی، کتاب: القیامۃ والرقائق، رقم الحدیث: ۲۴۶۰ دارالمعرفہ بیروت).

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبر یا جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے (یعنی مومن کے لیے) یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔''

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا دفن العبد الفاجر او الكافر. قال له القبر: لامر حبا ولا اهلا. اما ان كنت لابغض من يمشي على ظهري الى، فاذو ليتك اليوم و صرت الى، فسترى صنيعي بك. قال فيلتئم عليه حتى تلتقي عليه و تختلف اضلاعه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: باصابعه. فادخل بعضها فى جوف بعض قال: و يقيض الله له سبعين (و فى رواية تسعين) تنينا. لو ان واحدا منها نفخ فى الارض ما انبتت شيئا ما بقيت الدنيا.

(سنن الترمذی، کتاب: القیامۃ والرقائق، رقم الحدیث: ۲۴۶۰)

ترجمہ: ''جب فاجر یا کافر انسان کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اُس سے کہتی ہے نہ تجھے مرحبا نہ خوش آمدید، بہر حال جب تو میری پشت پر چلتا تھا تو تو مجھے مبغوض ترین تھا۔ پس آج جب تو میرے سپرد ہوا ہے اور میری طرف لوٹ کر آیا ہے تو تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا کرتی ہوں۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پھر قبر

اُس کو دباتی ہے حتیٰ کہ (اس قدر شدت سے دباتی ہے) کہ اُس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں مبارک ایک دوسرے میں ڈال کر فرمایا (اس طرح)۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ رب العزت اُس پر ستر (ایک روایت میں نوے ۹۰) سانپ مسلط کرتا ہے۔ (اور وہ ایسے زہریلے سانپ ہیں) کہ اگر اُن میں سے کوئی ایک سانپ زمین کی طرف پھونک دے تو زمین تاقیامت سبزہ اُگانا چھوڑ دے۔"

ایک اور حدیث میں ایمان سے محروم کافر انسان کے عذاب کی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن انس رضی اللہ عنه. قال: ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: و اما المنافق والکافر فیقال له: ما کنت تقول فی هذا الرجل؟ فیقول: لا ادری. کنت اقول ما یقول الناس. فیقال: لا دریت ولا تلیت. و یضرب بمطارق من حدید ضربة. فیصیح صیحة یسمعها من یلیه غیر الثقلین.

(صحیح بخاری. کتاب: الجنائز. باب: ما جاء فی عذاب القبر. رقم الحدیث: ۱۳۷۴ دار الکتاب العربی بیروت)
(سنن ابوداؤد: ۳۲۳۱، ۴۷۵۲، سنن نسائی: ۲۰۴۸، ۲۰۵۰، مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۱۲۶، صحیح ابن حبان: ۳۱۲۰)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بہرحال منافق یا کافر، اُس سے پوچھا جائے گا کہ تو

اس ہستی پاک کے متعلق کیا کہا کرتا تھا؟ تو وہ جواب دے گا۔
مجھے معلوم نہیں۔ میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ تو اس سے کہا
جائے گا کہ نہ تو نے جانا اور نہ تو پڑھا۔ پھر اس کے سر پر بڑی شدت
سے لوہے کا ایک گرز مارا جائے گا تو وہ اتنی شدت کے ساتھ چیخے گا
کہ جن و انس کے علاوہ اس کے قریب تمام مخلوق اس کی آواز کو
سماعت کرے گی۔"

الامان والحفیظ۔ ایک طرف تاریکی، تنگی، وحشت اور تنہائی اور دوسری طرف جہنم کی آگ، جہنم کے بچھونے، زہریلے سانپ اور ایسے لوہے کے گرز کا مارا جانا کہ جو اگر پہاڑ پر مارے جائیں تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائے اور یہ انجام ہے کفر کا۔ جس سے قطعی طور پر معلوم ہوا کہ ایمان ایک ایسی دولت سرمدی ہے جس کی بدولت بندہ نہ صرف قبر و آخرت کے عذاب سے عافیت پاتا ہے بلکہ وہ انعام و اکرام اور اللہ رب العزت کی رحمت وفضل کا مستحق بن جاتا ہے۔ تیمنا و تبرکا ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

عن انس رضی اللہ عنہ۔ قال: قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم: ان العبد اذا وضع فی قبرہ،
و تولی عنہ اصحابہ۔ انہ یسمع قرع نعالھم۔ قال:
یاتیہ ملکان۔ فیقعدانہ۔ فیقولان لہ: ما کنت
تقول فی ھذ الرجل۔ فاما المومن فیقول: اشھد
انہ عبداللہ و رسولہ۔ فیقال لہ: انظر الی
مقعدك من النار۔ قد ابدلك اللہ بہ مقعدا من

الجنة (و فی روایة. فینادی مناد: ان قد صدق فافر شوه من الجنة والبسوه من الجنة) قال: یفسح له فی قبره سبعون ذراعا و یملا علیه خضر.

(صحیح بخاری بکتاب: الجنائز. باب: ماجاء فی عذاب القبر. رقم الحدیث: ۱۳۷۴ دار الکتاب العربی بیروت)
(صحیح مسلم: ۷۲۱۸، سنن ابوداود: ۳۲۳۱، ۴۷۵۲، سنن نسائی: ۲۰۴۸، مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۱۲۶، صحیح ابن حبان: ۳۱۲۰)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:" بے شک جب بندے کو اُس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی واپس جاتے ہیں تو وہ میت اُن کے قدموں کی آہٹ کو سن لیتا ہے۔ اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اُس کو بٹھاتے ہیں اور وہ اس سے کہتے ہیں: اس ہستی پاک کے متعلق کیا کہتا تھا؟ پس بہر حال مومن کہے گا: میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ عزوجل کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ تو اس سے کہا جائے گا کہ تو جہنم میں اپنے ٹھکانے کو دیکھ، تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کے بدلہ میں جنت کا ٹھکانہ عطا فرمایا ہے (اور ایک روایت میں ہے کہ اُس مومن سے فرمایا جائے گا کہ اُس نے سچ کہا اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ اور اُسے جنت کا لباس پہناؤ) فرمایا۔ اُس کی قبر کو ستر گز تک وسیع کر دیا جاتا ہے اور اُس کی قبر کو سبزہ سے بھر دیا جاتا ہے۔"

قارئین! میت کو یہ عزت و کرامت اور میت کے لیے یہ انعام و اکرام محض

اُس کے ایمان کی وجہ سے ہے جس سے واضح ہوا کہ ایمان ہی ایک ایسا خزانہ جس کے بدولت انسان دنیا، قبر اور آخرت کے عذاب خلود، عذاب الیم اور عذاب مہین سے بچ سکتا ہے۔ یہی بات قرآن مجید میں ارشاد فرمائی۔ ارشاد ربانی ہے:

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ۔ (البقرۃ:۲۵)

ترجمہ: ''اور اے محبوب بشارت دے دو اُن کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے کہ بے شک اُن کے لیے جنتیں ہیں۔''

نیز ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ (البقرۃ:۸۲)

ترجمہ: ''اور وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے وہی جنتی ہیں۔''

نیز ارشاد ربانی ہے:

يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ (التحریم:۸)

ترجمہ: ''جس دن اللہ اپنے نبی اور اُن کے ساتھ ایمان والوں کو رسوا نہیں کرے گا۔''

چند آیات کفار کی یوم آخرت میں ذلت، رسوائی اور عذاب کے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ (البقرۃ:۳۹)

ترجمہ: "اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کی تکذیب کی وہ لوگ جہنمی ہیں۔"

نیز ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ. (البقرۃ:۱۶۱)

ترجمہ: "بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور وہ مرے اس حال میں کہ وہ کفار تھے۔ انہی لوگوں پر اللہ کی لعنت ہے۔"

فَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَاُعَذِّبُھُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ. (آل عمران:۵۶)

ترجمہ: "پس بہرحال وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تو میں اُن کو دنیا اور آخرت میں سخت عذاب دوں گا۔"

یہ حقیقت سمجھنے کے بعد کہ ایمان پر ہی ہر خیر اور ہر کامیابی کا مدار ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین فرمالیں کہ ایمان کی بھی ایک حقیقت، ایک معیار اور ایک کسوٹی ہے۔ ایمان کوئی محض تلفظ شہادت کا نام نہیں۔ بلکہ قرآن مجید نے واضح طور پر ایمان والوں کی علامات اور حقیقت ایمان کے معیار کو بیان کیا ہے۔ سو ضروری ہے کہ اُس ایمان کی حقیقت اور اس کی معرفت کا ادراک کیا جائے جس کی بدولت دنیا و آخرت میں فلاح و نجات ملے گی۔ اور اس معرفت ایمان اور حقیقت ایمان کے ادراک کا سب سے بہترین ذریعہ اور ماخذ قرآن مجید ہے۔ لاریب جس کو قرآن مومن کہے۔ درحقیقت، مومن وہی ہے اور جس پر قرآن مومن کا اطلاق نہ کرے تو خواہ وہ لاکھ دعویٰ ایمان کرے اُس کا دعویٰ مردود و ناقابل قبول ہے اور ایسا شخص حقیقت ایمان سے محروم ہے۔ سو ملاحظہ

فرمائیں کہ قرآن مجید فرقان حمید نے حقیقت ایمان کو کن لفظوں میں بیان فرمایا۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد پاک ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ (البقرۃ:۱۶۵)

ترجمہ: ''اور ایمان والوں کو اللہ سے انتہائی شدت کی محبت ہے۔''

قرآن مجید نے اس آیت میں بڑے واضح اور صریح الفاظ میں ایمان کی حقیقت کو بیان فرمایا کہ ایمان اس چیز کا نام ہے کہ ہر ایک سے بڑھ کر اللہ رب العزت سے محبت کی جائے اور اس کو ایمان کے ساتھ لازم ملزوم کر دیا۔ جہاں ایمان ہوگا وہاں لازماً، حتماً اور قطعاً اللہ رب العزت کی انتہائی شدت کی محبت ہوگی۔ اور جہاں اللہ رب العزت سے بڑھ کر کسی سے محبت ہوگی وہاں ایمان ہی نہ ہوگا۔ اور جب یہ بات معلوم ہے کہ ایمان ہی ذریعہ بخشش ونجات اور وسیلہ فوز وفلاح ہے تو ایمان نام ہوا۔ اللہ رب العزت کی انتہائی شدت کی محبت کا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا، قبر اور آخرت میں کامرانی اور کامیابی اسی کا مقدر ہے جسے ہر ہر چیز سے بڑھ کر اپنے خالق، مالک اور مولا سے محبت ہوگی۔ لہٰذا جب ایمان کا مدار ہی اسی محبت پر ہے تو ضروری ہوا کہ اس محبت اور اس کی حقیقت اور اس کی علامات، اسباب اور لوازمات کی معرفت حاصل کی جائے تاکہ حقیقت ایمان سے بہرہ مند ہو کر دائمی فوز وفلاح تک رسائی ممکن ہو سکے۔

لزوم محبت الٰہی پر قرآنی دلائل

اللہ رب العزت نے قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ (البقرۃ:۱۶۵)

ترجمہ: ''اور ایمان والوں کو اللہ سے انتہائی شدت کی محبت ہے۔''

محبت کے تین درجات ہیں:

۱۔ محبت کا پہلا درجہ یہ ہے کہ جس شے سے محبت ہے وہ عام اور معمولی قسم کی محبت ہو اور اس میں وہ محبت شدت اختیار نہ کرے۔ مثلاً عمدہ لباس سے محبت. عمدہ کھانوں سے محبت. دیدہ زیب مناظر سے محبت علی ھذا القیاس۔

۲۔ محبت کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ محبت عام اور معمولی درجہ سے بلند ہو کر شدت اختیار کر جائے مثلاً مال کی محبت. اولاد کی محبت. ماں باپ کی محبت. اعزہ و اقارب سے محبت اور اپنی جان سے محبت وغیرہ۔ اور ان میں سے بھی ہر ایک کے ساتھ محبت ایک طرح کی نہیں ہوتی۔ بلکہ کسی میں محبت کی شدت کم اور کسی میں زیادہ ہوتی ہے ظاہر ہے کہ اولاد. ماں باپ سے جو محبت انسان کو ہوتی ہے وہ اپنے مال کے ساتھ نہیں۔

۳۔ محبت کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ جس شے سے محبت ہے اس کی محبت انتہائی شدت اختیار کر جائے یعنی محبت اپنے نقطہ کمال پر پہنچ جائے اس درجے میں محبوب کی محبت. مال و اولاد سے. ماں باپ سے. اعزہ و اقارب سے حتیٰ کہ اپنی جان سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ اور دوسرے درجہ کی طرح محبت کے اس تیسرے درجے میں بھی کیفیت کا فرق ہے۔ ایک آدمی کو اپنے محبوب سے انتہائی شدت کی محبت ہے لیکن ایک وہ ہے کہ جس کی جملہ توجہات کا مرکز و محور محبوب ہی ذات ہے اور اسے اپنے محبوب کی محبت میں مقام استغراق میسر ہے اور وہ اپنے محبوب کی محبت میں اس قدر خود رفتہ اور وارفتہ ہے کہ اس کا ہر لمحہ محبوب کی یاد میں بسر ہوتا ہے اور اس کے خانہ دل میں خیال محبوب کے سوا کوئی خیال باقی نہیں رہتا۔ جس کو اس شعر میں بیان کیا گیا ہے۔

عشق آں شعلہ است کہ چوں بر فروخت
ہر کہ جزو معشوق باشد جملہ سوخت

اللہ رب العزت نے اس آیت کریمہ میں اپنی ذات سے جس محبت کو ایمان کا لازمہ اور بنیادی عنصر قرار دیا ہے وہ نہ پہلے درجہ کی محبت ہے اور نہ دوسرے درجہ کی محبت ہے۔ بلکہ وہ محبت کا انتہائی درجہ ہے جس سے بڑھ کر کسی کی محبت تصور میں نہیں آ سکتی۔ جس میں مال، اولاد، اعزہ و اقارب، گھر، کاروبار، والدین حتیٰ کہ اپنی جان کی محبت بھی ہیچ ہو جائے اور اللہ رب العزت کی محبت ان سب محبوب اشیاء سے فروتر اور بالاتر ہو جائے۔ اس آیت کریمہ کے تناظر میں ہمیں غور کرنا ہے کہ کیا واقعتاً ہم اللہ رب العزت کی ذات کے بارے میں اس درجہ تک فائز ہیں؟ کیا ہمیں واقعی اللہ رب العزت کی محبت ہر ہر چیز سے بڑھ کر میسر ہے؟ اگر ہے تو اس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں اور اگر نہیں تو ہمیں فکر کرنی چاہیے کہ ایمان کا مدار ہی اللہ رب العزت کے ساتھ اس درجہ کی محبت ہے اور پھر قبر و آخرت کی نجات کا مدار، ایمان پر ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ اگر اس دنیا سے وقت رخصت العیاذ باللہ اپنے مالک و مولا کی محبت میں کمی آ گئی تو ہمیشہ کا خسران اور گھاٹا ہے۔ جس کو اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ (التوبۃ: ۲۴)

ترجمہ: ''(اے محبوب) تم فرمادو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکان جن کو تم پسند رکھتے ہو. تمہارے نزدیک اللہ (جل مجدہ) اور اس کے رسول (ﷺ) اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب کا) لے آئے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

اللہ رب العزت نے اس آیت کریمہ میں انسان کی محبوب ترین چیزوں کا ذکر کر کے. واضح الفاظ میں بیان فرمادیا کہ اگر ان میں سے کسی ایک کی محبت. اللہ رب العزت. اس کے حبیب مکرم ﷺ اور اقامت دین کے لیے جہاد سے بڑھ گئی تو وہ بندہ اللہ رب العزت کے غضب اور اس کے عذاب کا مستحق بن جاتا ہے۔ اور عذاب کا مستحق تب بنے گا جب یہ مانا جائے کہ اللہ رب العزت اور اس کے حبیب مکرم ﷺ سے انتہائی شدت کی محبت ایمان کا لازمہ ہے۔

ایک مقام پر اللہ رب العزت اپنے محب بندوں کی تعریف و تحسین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ (المائدۃ: ۵۴)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو عنقریب اللہ (ان کی جگہ) ایسی قوم کو لائے گا جن سے وہ محبت فرماتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو خوش نصیب اللہ رب العزت سے محبت کرتے ہیں ۔ وہ صرف اللہ جل مجدہٗ کے محب ہی نہیں بلکہ خالق کائنات کے محبوب بھی ہیں بلکہ ان کی محبوبیت کو اللہ رب العزت نے اُن کی محبت سے پہلے بیان کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خوش نصیب پہلے اللہ رب العزت کا محبوب ہوتا ہے ۔ جبھی اُس کے دل میں اللہ رب العزت کی انتہائی شدت کی محبت ہوتی ہے ۔ اور یہ محبت خدا عزوجل کا کیا اعلیٰ ثمرہ ہے کہ بندہ خاکی شہنشاہ حقیقی اور مالک الملک کی محبوبیت اور ولایت کی مسند پر جلوہ افروز ہو جائے ۔

ایک مقام پر اللہ رب العزت نے اپنے ساتھ محبت کرنے والے بندوں کی علامت بیان فرمائی ۔ ارشاد ربانی ہے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ﴿٨﴾ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ﴿٩﴾ (الدھر:۸،۹)

ترجمہ: ''اور وہ کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت میں ۔ مسکین اور یتیم اور قیدی کو ۔ (اور کہتے ہیں کہ) ہم صرف اللہ کی رضا کے لیے تمہیں کھانا کھلا رہے ہیں ہمیں تم سے اس کی کوئی جزا مقصود نہیں اور نہ شکرگزاری کے خواہش مند ہیں ۔''

نیز ارشاد ربانی ہے:

وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ﴿٢١﴾ (الدھر:۲۱)

ترجمہ: ''اور پلائے گا انہیں ان کا رب نہایت پاکیزہ شراب ہے ۔''

مفسر شہیر پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں:

"دو قسم کی شرابوں کا ذکر پہلے ہو چکا۔ ایک وہ جس میں کافور کے چشمے کا پانی ملا ہوگا۔ دوسری وہ جس میں زنجبیل کے چشموں کا پانی ملا ہوگا۔ اب تیسری قسم کی شراب کا ذکر ہے لیکن اس میں دو ایسی خصوصیتیں ہیں جو پہلی دو قسموں میں نہیں پائی جاتیں۔ اس شراب کو شراب طہور کہا گیا ہے نیز اس کو پلانے والا خود رب العالمین ہے اس لیے حضرت یعقوب چرخی لکھتے ہیں:

"سابقان و مقربان حضرت حق را جل جلالہ از زیر عرش قدح ہائے شراب طہور رساند و مقتصدان را فرشتگان دہند و عاصیاں را غلمان دہند چوں از شراب بہشتی بخورند مست ذوالجلال برگیرند تا بے چون و بے چگونہ و بے جہت حق تعالیٰ را بینند۔ اللھم ارزقنا واجعلنا بکرمك من المقربین۔" (تفسیر چرخی)

یعنی سابقین اور مقربین کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے نیچے سے شراب طہور کے بھرے ہوئے پیالے بلا واسطہ پلائے گا۔ درمیانی درجے والوں کو فرشتے پلائیں گے اور عام لوگوں کے ساقی غلمان ہوں گے۔ جب وہ بہشت کے شراب کو پئیں گے تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مست ہو جائیں گے۔ پردوں کو الٹ دیں گے، بے چون و چگونہ و بے جہت حق تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔ الٰہی! ہمیں بھی یہ نعمتیں عطا فرما اور اپنے کرم سے مقربین میں داخل فرما۔" (تفسیر ضیاء القرآن، جلد ۵ صفحہ ۴۴۸ لاہور)

اور آخرت میں یہ جام محبت جس کی بدولت دیدارِ الٰہی عزوجل کی نعمت کبریٰ

میسر آئے گی خاص انہی لوگوں کو پلائے جائیں گے۔ جو اس دنیا میں اُس کے حسن مطلق کی تجلیات کے مشاہدہ میں اور اس کے قرب و وصال کو پانے کے لیے ماہی بے تاب اور مرغ بسمل کی طرح پھڑ کتے ہوں گے۔ جن کی راتوں کی نیند اپنے مولا عزوجل سے مناجات کی لذت میں اڑ جائے گی۔ جو تتجافی جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم خوفا و طمعا کالبادہ اوڑھے ہوں گے۔ جن کی آنکھوں سے محبت الٰہی عزوجل کی بناء پر اشکوں کا سیل رواں جاری ہوگا۔ تو یہ وہ خوش نصیب ہوں گے جنہیں پروردگار عالم بلاواسطہ اپنے دست محبت و رحمت سے شراب طہور و شراب محبت کے جام بھر بھر کر پلائے گا تاکہ اُن طلب اور پیاس اور بڑھ جائے اور اُن کی توجہ جنت کی کسی نعمت کی طرف نہ رہے۔ بلکہ وہ صرف اُسی کے دیدار کے طالب رہیں بالآخر مولائے قدوس اپنے ان محبان صادقان کو اپنے دیدار کی دولت عظمٰی عطا فرمائے گا۔ اور وہ جب اپنے محبوب و مطلوب، معبود و مسجود کا دیدار کریں گے تو اس کی حسن بے کیف کی لذت میں ایسے محو و مستغرق ہو جائیں گے کہ ان کی توجہ کسی بھی نعمت کی طرف نہ رہے گی اور یہی اُن طالبان حق کا مطلوب و مقصود تھا۔

لزوم محبت الٰہی جل مجدہ احادیث مبارکہ سے

۱- انه عن انس رضی الله عنه. عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: ثلاث من كن فيه وجد حلاوة الايمان: ان يكون الله و رسوله احب اليه مما سواهما. و ان يحب المرء لا يحبه الا لله. و ان يكره ان يعود فی الكفر كما يكره ان يقذف فی النار.

(صحیح بخاری، کتاب: الایمان، باب: حلاوة الایمان، رقم الحدیث: ۱۶، وفی کتاب: الایمان، باب: من کرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یلقی فی النار من الایمان رقم الحدیث: ۲۱) (صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: بیان خصال من اتصف بھن وجد حلاوة الایمان، رقم الحدیث: ۴۳) (سنن الترمذی، کتاب: الایمان، باب: ۱۰) (سنن النسائی، کتاب: الایمان وشرائعہ، باب: طعم الایمان، رقم الحدیث: ۴۹۸۷)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص میں تین وصف ہوں وہ ایمان کی مٹھاس پالے گا۔ (۱) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اسے باقی تمام چیزوں سے بڑھ کر ہو۔ (۲) جس شخص سے بھی اسے محبت ہو وہ محض اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہو۔ (۳) کفر سے نجات پانے کے بعد دوبارہ کفر میں لوٹنے کو وہ اس طرح ناپسند کرتا ہو جیسے آگ میں پھینکے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔''

۲۔ عن عبدالله بن يزيد الخطمي الانصاري رضي الله عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان يقول في دعائه: اللهم ارزقني حبك و حب من ينفعني حبه عندك، اللهم ما رزقتني مما احب فاجعله قوة لي فيما تحب، اللهم وما زويت عني مما احب فاجعله لي فرغا فيما تحب.

(سنن الترمذی، کتاب: الدعوات، باب: ۷۹، رقم الحدیث: ۳۴۹۱) (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: ۲۹۵۹۲، کتاب الزھد لابن المبارک، رقم الحدیث: ۴۳۰)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن یزید خطمی انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعا میں یہ عرض کرتے تھے۔ اے اللہ

عزوجل! مجھے اپنی محبت عطا فرما اور ہر اس شخص کی محبت عطا فرما جس کی محبت تیرے نزدیک مجھے نفع دے۔ یا اللہ! مجھے جو پسندیدہ چیز عطا فرمائے اسے اپنی محبت میں میری قوت و طاقت بنا۔ اور جس پسندیدہ چیز کو تو مجھ سے روک رکھے تو مجھے اپنی محبوب چیزوں میں مصروف رکھ کر اس سے فارغ البال بنا دے۔''

۳۔ عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان من دُعاء داود علیہ السلام یقول: اللھم انی اسالک حبک و حب من یحبک والعمل الذی یبلغنی حبک اللھم اجعل حبک احب الی من نفسی و اھلی و من الماء البارد قال: و کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ذکر داود علیہ السلام یحدث عنہ قال: کان اعبد البشر۔

(رواہ الترمذی، کتاب: الدعوات، باب: ۷۳، رقم الحدیث: ۳۴۹۰) (المستدرک جلد ۲ صفحہ ۴۸۰، رقم الحدیث: ۳۶۲۱، مسند الدیلمی، جلد ۳، صفحہ ۲۷۱، رقم الحدیث: ۴۸۱۰)

ترجمہ: ''حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت داؤد کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے: ''اللھم انی اسالک حبک و حب من یحبک، والعمل الذی یبلغی حبک، اللھم اجعل حبک احب الی من نفسی و اھلی و من الماء البارد'' (یا اللہ میں تجھ سے تیری محبت، تجھ سے محبت کرنے والوں کی محبت

اور تیری محبت کرنے والے عمل کا سوال کرتا ہوں۔ یا اللہ! اپنی محبت میرے لیے میرے نفس، میری اولاد اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب بھی حضرت داؤد علیہ السلام کا تذکرہ کرتے اور آپ سے کوئی بات نقل کرتے تو فرماتے وہ (اپنے دور میں) سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔"

۴۔ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ ان قال: یا رسول اللہ، الرجل یحب القوم ولا یستطیعُ ان یعمل کعملھم. قال: انت یا اباذرٍ مع من اَحْبَبْتَ قال: فانی احب اللہ و رسولہ. قال: فانک مع من اَحْبَبْتَ.

رواہ ابوداؤد والبزار باسنادٍ جید۔

(سنن ابوداؤد، کتاب: الادب، باب: اخبار الرجل الرجل بمحبتہ الیہ، رقم الحدیث: ۵۱۲۶) (مسند البزار، رقم الحدیث: ۳۹۵۵، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۵۵۶، مسند دارمی، رقم الحدیث: ۲۷۸۷، مسند احمد: رقم الحدیث: ۲۱۵۰۱، الادب المفرد، رقم الحدیث: ۳۵۱)

ترجمہ: "حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک آدمی کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے لیکن ان جیسے عمل نہیں کرسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! تو ان کے ساتھ ہوگا جن سے تجھے محبت ہے۔ انہوں (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ) نے کہا میں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: (اے ابوذر رضی اللہ عنہ) تو یقیناً ان کے ساتھ

ہو گا جن سے تجھے محبت ہے۔ اس حدیث کو امام ابو داؤد اور بزار نے عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔"

۵- عن انس بن مالك رضی الله عنه ان اعرابیًا قال لرسول الله ﷺ متى الساعة؟ قال له رسول الله ﷺ ما اعددت لها؟ قال: حب الله و رسوله قال: "انت مع من احببت" متفق علیه و هذا لفظ مسلم.

(صحیح بخاری، کتاب: فضائل الصحابۃ، باب: مناقب عمر بن الخطاب، رقم الحدیث: ۳۴۸۵) (صحیح مسلم، کتاب: البر والصلۃ والآداب، باب: المرء مع من احب، رقم الحدیث: ۲۶۳۹) (سنن الترمذی، کتاب: الزہد، باب: ماجاء ان المرء مع من احب، رقم الحدیث: ۲۳۸۵)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا: میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کے ساتھ ہو جس سے تجھے محبت ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔"

امام ابو القاسم قشیری ۴۶۵ھ فرماتے ہیں:

قال جعفر، سمعت سمنونا يقول:

ذهب المحبون لله تعالى بشرف الدنيا والآخرة لان النبی ﷺ قال: "المرء مع من احب" فهم مع

اللہ تعالیٰ۔ (الرسالۃ القشیریہ صفحہ ۳۵۱)

ترجمہ: ''جعفر نے فرمایا کہ میں نے سمنون کو فرماتے سنا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے دنیا اور آخرت کو پا گئے کیونکہ حدیث میں ہے آدمی اُس کے ساتھ ہے جس سے محبت کرتا ہے۔ پس وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔''

۶- عن عائشه رضی الله عنها ان النبی ﷺ بعث رجلاً علی سریة و کان یقرأ لاصحابه فی صلاته فیختم بقل هو الله احد. فلما رجعوا ذکروا ذلك للنبی ﷺ فقال: سلوه لای شیءٍ یصنع ذلك؟ فسألوه. فقال: لانها صفة الرحمٰن و انا احب ان اقرأ بها فقال النبی ﷺ اخبروه ان الله یحبه. متفق علیه.

(صحیح بخاری۔کتاب: التوحید۔باب: ماجاء فی دعاء النبی ﷺ امتہ الی توحید اللہ تبارک وتعالیٰ۔رقم الحدیث: ۶۹۴۰) (صحیح مسلم۔کتاب: صلاۃ المسافرین۔باب: فضل قراۃ قل ھو اللہ احد۔رقم الحدیث: ۸۱۳) (سنن النسائی۔کتاب: الافتتاح۔باب: الفضل فی قراۃ قل ھو اللہ احد۔رقم الحدیث: ۹۹۳۔ وفی السنن الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۳۴۱۔رقم الحدیث: ۱۰۶۵)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو فوجی دستے کا امیر بنا کر بھیجا۔ جب وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا تو اسے سورت اخلاص پر ختم کرتا جب وہ واپس لوٹے تو لوگوں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا تھا؟ انہوں نے اس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ اس میں

خدائے رحمٰن کی صفت ہے اس لیے میں اسے پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے بتا دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔"

۷۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: "من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ، و من لم یحب لقاء اللہ لم یحب اللہ لقاءہ۔"

(صحیح بخاری، کتاب: الرقاق، باب: من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ، رقم الحدیث: ۶۵۰۷) (صحیح مسلم، کتاب: الذکر والدعاء، باب: من احب لقاء اللہ، احب اللہ لقاءہ، رقم الحدیث: ۶۷۶۱) (سنن الترمذی، کتاب: الجنائز، باب: ما جاء فیمن احب لقاء اللہ، رقم الحدیث: ۱۰۶۷، ۲۰۶۶، دارالمعرفہ بیروت) (سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب: فیمن احب لقاء اللہ، رقم الحدیث: ۱۸۳۵) (سنن ابن ماجہ، کتاب: الزہد، باب: ذکر الموت، رقم الحدیث: ۴۲۶۴)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو اللہ ذوالمجد والعلی سے لقاء وصل کو پسند کرتا ہے اللہ رب العزت اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کو پسند نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کو پسند نہیں کرتا۔"

۸۔ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، قال: نظر رسول اللہ ﷺ، الی مصعب بن عمیر مقبلا و علیہ اہاب کبش قد تنطق بہ فقال النبی ﷺ انظروا الی ہذا الرجل الذی نور اللہ قلبہ، لقد رایتہ بین ابوین، یغذوانہ باطیب الطعام والشراب، ولقد رایت علیہ حلۃ شراہا او شریت بمائتی درہم،

فدعاه حب الله و حب رسوله الی ما ترون۔

(شعب الایمان للبیہقی بلد ۵ صفحہ ۱۶۰، رقم الحدیث: ۶۱۸۹، حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، جلد ا، صفحہ ۱۰۸،
الترغیب والترہیب بلد ۳ صفحہ ۳۱۶۳)

ترجمہ: ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا کہ ایک مینڈھے کی کھال کمر کے گرد لپیٹے چلے آرہے ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اس شخص کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا دل نور سے بھر دیا ہے۔ میں نے اسے اس کے ماں باپ کے ساتھ دیکھا تھا کہ اسے عمدہ کھانا پینا دیا کرتے تھے اور میں نے اس پر ایک ایسی پوشاک دیکھی جسے دو سو درہم میں اس نے خریدا تھا یا اس کے لیے خریدی گئی تھی اور اب اللہ (جل مجدہٗ) اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نے اس کا یہ حال کر دیا ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔''

۹۔ عن ابن عباس رضی الله عنهما. قال: قال رسول الله ﷺ: احبوا الله لما يغذوكم من نعمه. و احبونی بحب الله. و احبوا اهل بيتی لحبی۔

(سنن الترمذی، کتاب: المناقب، باب: مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۳۷۸۹ دار المعرفہ بیروت) (المستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۶۲، رقم الحدیث: ۴۷۱۶، شعب الایمان للبیہقی جلد ا صفحہ ۳۶۶، رقم الحدیث: ۴۰۸)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت کرو ان نعمتوں کی وجہ سے جو اس نے تمہیں عطا فرمائیں اور مجھ سے محبت کرو اللہ تعالیٰ

کی محبت کے سبب اور میری اہلِ بیت سے میری محبت کی خاطر
محبت کرو۔"

حقیقتِ محبت الٰہی عزوجل پر اقوالِ عرفاء

۱- قال ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ:
من ذاق من خالص محبة الله تعالٰی شغله ذلك
عن طلب الدنیا واوحشه عن جمیع البشر۔

(احیاء العلوم الدین جلد ۴ صفحہ ۳۷۷ بیروت)

ترجمہ: "حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: "جس نے اللہ
تعالیٰ کی محبت کی خالص شراب چکھ لی تو وہ اسے (اس قدر خود
رفتہ کر دیتی ہے کہ) دنیا کی طلب سے بے نیاز کر دیتی ہے اور وہ
تمام لوگوں سے غیر مانوس ہو جاتا ہے۔"

۲- ان عیسٰی علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام مر
بثلاثة نفر قد نحلت ابدانهم و تغیرت الوانهم
فقال لهم۔ ما الذی بلغ بکم ما اری؟ فقالوا
الخوف من النار. فقال: حق علی الله ان یؤمن
الخائف ثم جاوزهم اِلٰی ثلاثة آخرین فاذاهم
اشد نحولا و تغیرا فقال: ما الذی بلغ بکم ما
اری؟ قالوا: الشوق الی الجنة. فقال: حق علی الله
ان یعطیکم ما ترجون ثم جاوزهم الی ثلاثة

آخرين فاذاهم اشد نحولا و تغيرا كان وجوههم المرائى من النور. فقال: ما الذى بلغ بكم ما ارى؟ قالوا: نحب الله عزوجل فقال انتم المقربون انتم المقربون۔

(احیاء العلوم الدین جلد ۴ صفحہ ۳۷۸، بیروت) (التفسیر الکبیر للامام الفخر الرازی جلد ۶)

ترجمہ: ''حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام تین گروہوں کے پاس سے گزرے جن کے بدن کمزور اور رنگ متغیر تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم اس حالت تک کیسے پہنچے؟ انہوں نے جواب دیا۔ جہنم کے خوف سے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ عزوجل پر حق ہے کہ وہ جہنم سے خوف زدہ کو امان عطا فرمائے۔ پھر آپ تین دوسرے گروہوں کے پاس سے گزرے جو انتہائی کمزور اور متغیر تھے۔ آپ نے فرمایا: تم اس حالت تک کیسے پہنچے؟ انہوں نے جواب دیا: جنت کے شوق سے۔ فرمایا: اللہ جل مجدہٗ پر حق ہے کہ تم جس کی امید رکھتے ہو وہ تمہیں عطا فرمائے۔ پھر آپ دوسرے تین گروہوں کے پاس سے گزرے جو انتہائی کمزور اور متغیر الحال تھے گویا کہ ان کے چہروں سے نور عیاں تھا۔ آپ نے فرمایا: تم اس حال تک کیسے پہنچے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ عزوجل سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم مقرب ہو، تم مقرب ہو۔''

۳- قال هرم بن حيان: "المومن اذا عرف ربه

عزوجل احبه و اذا احبه اقبل اليه۔"

(احیاء العلوم جلد ۴ صفحہ: ۳۷۸، بیروت)

ترجمہ: "ھرم بن حبان نے فرمایا:" مومن کو جب اپنے رب عزوجل کی معرفت ہو جاتی ہے تو وہ اپنے رب عزوجل سے محبت کرتا ہے اور جب وہ اس سے محبت کرتا ہے تو (قلب و روح کے ساتھ) اُس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔"

۴۔ قال ابوبكر الكتاني، جرت مسألة في المحبة، بمكة، ايام الموسم، فتكلم الشيوخ فيها، و كان جنيد اصغرهم سنا، فقالوا له: هات ما عندك يا عراقي، فاطرق راسه و دمعت عيناه، ثم قال: عبد ذاهب عن نفسه، متصل بذكر ربه، قائم باداء حقوقه، ناظر اليه بقلبه، احرق قلبه انوار هويته، و صفا شربه من كأس وده، و انكشف له الجبار من استار غيبه، فان تكلم فبالله، و ان نطق فمن الله، و ان تحرك فبامر الله، و ان سكن فمع الله، فهو بالله ولله و مع الله فبكى الشيوخ و قالوا: ما على هذا مزيد، جبرك الله يا تاج العارفين۔

(الرسالۃ القشیریہ، باب: المحبۃ صفحہ ۳۵۵، ۳۵۶، دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: "امام ابوبکر کتانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:" حج کے ایام میں مکہ معظمہ شریف میں محبت (الٰہی عزوجل) کے متعلق بحث چلی۔

بہت سے شیوخ نے مسئلہ محبت پر کلام کیا۔ اور حضرت جنید بغدادی اُن میں سب سے چھوٹی عمر والے تھے۔اُن شیوخ نے حضرت جنید سے فرمایا: اے عراقی! مسئلہ محبت پر جو تمہارے پاس علم ہے اسے بیان کرو۔ حضرت جنید نے اپنا سر جھکا لیا اور آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلک پڑیں۔ پھر فرمایا: (اللہ جل مجدہٗ کی محبت یہ ہے کہ) بندہ خود رفتہ ہو جائے، اپنے رب عزوجل کے ذکر سے متمسک ہو، اُس کے حقوق کی ادائیگی پر ثابت قدم ہو۔ دل سے اس کے انوار کا مشاہدہ کرے، اور اس کی حضوری کے انوار نے اس کے دل کو جلا دیا ہو۔ اور اُس کی محبت کی شراب کے جام سے وہ مزکیٰ و مصفٰی ہو۔ اور جبار تعالیٰ اپنے غیب کے پردے اُس پر کھول دے پس اگر وہ تکلم کرے تو اللہ کے ساتھ۔ بولے تو اللہ عزوجل کے بارے میں، حرکت کرے تو اللہ ذوالمجد والعلیٰ کے حکم سے، ساکن ہو تو اللہ عزوجل کی معیت سے۔ پس ایسا محب، اللہ عزوجل کے ساتھ ہے اور اللہ عزوجل کے لیے ہے اور اللہ عزوجل کی معیت میں ہے۔ (یہ سن کر) شیوخ رو پڑے اور کہنے لگے اس پر زیادتی نہیں ہو سکتی۔ اللہ تجھے عظمت عطا کرے اے عرفاء کے تاج۔"

۵- امام ابوالقاسم قیشری متوفی ۴۶۵ھ فرماتے ہیں کہ

المحبة سکر لا یصحوا صاحبه الا بمشاهدة محبوبه۔ (الرسالۃ القشیریہ، باب: المحبۃ، صفحہ ۳۵۴)

ترجمہ: ''محبت ایک ایسا نشہ ہے جس سے بندے کو محبوب کے مشاہدہ کے بغیر افاقہ نہیں ہوتا۔''

۶- قال ابو یزید البسطامی:

المحبة: استقلال الكثير من نفسك و استكثار القليل من حبيبك.

(الرسالة القشیریہ، صفحہ ۳۵۰ بیروت)

ترجمہ: ''محبت یہ ہے کہ تیرا اکثیر عمل تجھے قلیل نظر آئے اور محبوب کی قلیل عطا تجھے کثیر نظر آئے۔''

۷- عن الامام القشيری رحمه الله تعالیٰ قال: قيل: اوحی الله عزوجل الیٰ داؤد عليه السلام: لو يعلم المدبرون عنی كيف انتظاری لهم و رفقی بهم و شوقی الیٰ ترك معاصيهم لما توا شوقا الی، و انقطعت اوصالهم من محبتی، يا داؤد، هذه ارادتی فی المدبرين عنی، فكيف ارادتی فی مقبلين الی؟

(الرسالة القشیریہ صفحہ ۳۳۲، احیاء العلوم الدین)

ترجمہ: ''امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اگر وہ لوگ جو مجھ سے منہ موڑ لیتے ہیں، یہ جان لیں کہ میں ان کا کیسے انتظار کر رہا ہوں اور ان پر کیسے مہربانی کرنے والا ہوں اور ان کے معصیت کاریوں کو ترک کرنے کو کتنا پسند کرتا ہوں تو وہ میرے شوق میں مر جائیں اور ان کے جوڑ میری محبت کی وجہ سے منقطع ہو جائیں، اے داؤد! یہ میرا ارادہ

ان لوگوں کے متعلق ہے جو مجھ سے منہ موڑتے ہیں پس جو لوگ میری طرف آتے ہیں ان کے ساتھ میرا ارادہ کیا ہوگا؟"

۸- سئل معروف عن المحبة. فقال المحبة نورت لیست من تعلیم الخلق انما ھی من مواھب الحق و فضله۔ (الطبقات الصوفیہ للامام السلمی صفحہ ۸۹)

ترجمہ: "حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ کوئی مخلوق کی تعلیم کا نام نہیں ہے بلکہ یہ تو حق تعالیٰ کے تحفوں میں سے ایک تحفہ اور اس کا فضل ہے۔"

۹- قال ابو الحسن رحمة الله: مخافة خوف القطیعة اذ بلت نفوس المحبین و احرقت اکباد العارفین واسهرت لیل العابدین و اظمأت نهار الزاهدین و اکثرت بکاء التائبین و نفصت حیاة الخائفین۔ (الطبقات الصوفیہ للامام السلمی صفحہ:۳۰۰)

ترجمہ: "حضرت ابوالحسین وراق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: محبوب حقیقی سے تعلق ٹوٹ جانے کے خوف نے محبین کے نفوس کو پگھلا کر رکھ دیا۔ عارفین کے جگروں کو جلا کر رکھ دیا۔ عابدین کی راتوں کی نیندیں اڑا دیں۔ زاہدین کی نہروں کو پیاسا کر دیا توبہ کرنے والوں کی آہ و بکا کو اور زیادہ بڑھا دیا اور ڈرنے والے کی زندگی کو بے کیف کر دیا۔"

۱۰- عن الامام القشیری رحمة الله علیه قال: قیل:

المحبة نار فی القلب تحرق ما سوی مراد المحبوب۔ (الرسالۃ القشیریہ صفحہ ۳۲۸)

ترجمہ: ''امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: مروی ہے کہ محبت دل میں ایک آگ ہوتی ہے جو محبوب کی مراد کے سوا سب کچھ جلا دیتی ہے۔''

۱۱- قال یحیٰی بن معاذ رحمة الله علیه مثقال خردلة من الحب احب الی من عبادة سبعین سنة بلا حب۔ (الرسالۃ القشیریۃ صفحہ ۳۲۴)

ترجمہ: ''حضرت یحیٰی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: محبت اگر رائی کے دانے جتنی بھی ہو تو مجھے وہ ایسی ستر سالہ عبادت سے زیادہ محبوب ہے جو بغیر محبت کے کی جائے۔''

۱۲- قال ابو حفص رضی الله عنه: من تجرع کاس الشوق یهیم هیاما. لا یفیق الا عند المشاهدة واللقاء۔ (طبقات الصوفیہ صفحہ ۱۱۹)

ترجمہ: ''حضرت ابو حفص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی جام شوق نوش کر لیتا ہے پھر وہ اس مستی و عشق و محبت میں مارا مارا پھرتا رہتا ہے اس کو مشاہدہ اور ملاقات سے ہی افاقہ ہوگا۔''

۱۳- قال ابوحفص رضی الله عنه. اذا رایت المحب ساکنا هادئا. فاعلم انه وردت علیه غفلة. فان الحب لا یترك صاحبه یهدا بل یزعجه فی الدنو

والبعد واللقاء والحجاب۔ (طبقات الصوفیہ صفحہ ۱۹۹)

ترجمہ: ''حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تو کسی عاشق کو حالت سکون و اطمینان میں دیکھے تو جان لے کہ اس وقت اس پر حالت غفلت وارد ہو چکی ہے کیونکہ عشق. عاشق کو آرام نہیں کرنے دیتا بلکہ اس کو کبھی پاس بلا کر، کبھی دور کر کے، کبھی ملاقات دے کر اور کبھی حجابات اوڑھ کر بے چین کرتا ہے۔''

۱۴- قال سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ: اعلم الناس باللہ اشدھم حبا و تعظیما لاھل لا الہ الا اللہ۔ (الطبقات الکبریٰ للامام الشعرانی صفحہ ۳۴)

ترجمہ: ''حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اور لا الہ الا اللہ کہنے والوں کی تعظیم کرتا ہے۔''

۱۵- قال ابویزید البسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ: ان للہ عبادا لو حجبھم فی الجنۃ عن رویتہ لاستغاثوا من الجنۃ کما یستغیث اھل النار من النار۔

(الرسالۃ القشیریہ صفحہ ۳۳۱)

ترجمہ: ''حضرت ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر جنت میں اللہ تعالیٰ انہیں اپنے دیدار سے محجوب رکھے تو وہ اس طرح فریاد کریں گے جس طرح دوزخی دوزخ میں فریاد کریں گے۔''

۱۶- قال الشبلی رحمہ اللہ تعالیٰ: سمیت المحبۃ محبۃ،

لانہا تمحو من القلب ما سوی المحبوب۔

(الرسالۃ القشیریہ،صفحہ:۳۲۱)

ترجمہ: "امام شبلی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: محبت کو محبت اس لیے کہا گیا کہ یہ دل سے محبوب کے سوا تمام چیزوں کو محو کر دیتی ہے۔"

کما قال الشاعر:

عشق آں شعلہ است کہ چوں بر فروخت
ہر کہ جز محبوب باشد جملہ سوخت

❁❁❁❁

محبت الٰہی عزوجل کے اسباب

محبت الٰہی عزوجل کے اسباب

انسان کو جس سے محبت ہے یقیناً اس محبت کی وجوہات اور اس کے چند اسباب ہوتے ہیں۔ جن اسباب و وجوہات کی وجہ سے انسان اپنے محبوب کا گرویدہ اور عاشق بن جاتا ہے اور ابھی آپ نے پڑھا کہ اللہ رب العزت سے محبت تمام مخلوقات سے بڑھ کر ہونا ایمان کا لازمہ اور اُس کا بنیادی و اساسی عنصر ہے۔ اور اسی محبت پر جملہ عقائد و اعمال کی عمارت استوار ہے۔ سو یقیناً اس محبت کی بھی بہت سی وجوہات اور بہت سے اسباب ہیں۔ بلکہ دنیا کے محبوبوں میں ضروری نہیں کہ تمام وجوہاتِ محبت پائی جائیں اور کچھ وجوہات موجود بھی ہیں تو وہ بھی علیٰ وجہ التمام والکمال نہیں۔ ان وجوہات میں نقائص و عیوب بھی ہوتے ہیں اور تغیر و تبدل بھی ممکن ہے۔ مثلاً اگر کسی کے حسن و جمال کی وجہ سے کسی سے محبت ہے تو یہ ضروری نہیں کہ محبت کے باقی اسباب بھی اس میں پائے جائیں اور پھر اس حسن و جمال کو بھی بقاء و استمرار نہیں اور جو حسن و جمال اس میں موجود ہے وہ علی وجہ الکمال بھی نہیں۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر جمیل و جمیل موجود ہیں اور ذاتِ باری تعالیٰ، انسان کا وہ مطلوب و مقصود اور محبوب و مذکور ہے کہ جس ذات میں محبت کی تمام وجوہات اور اسباب علیٰ وجہ الکمال پائے جاتے ہیں اور اس طرح کہ اس میں تغیر و تبدل بھی ممکن نہیں اور وہ ذات ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک اور مبرا و منزہ ہے۔ سو اگر کسی میں محبت کی صرف ایک وجہ یا ایک سبب پایا جائے وہ بھی کامل و تام نہیں، بلکہ ناقص و ممکن التغیر ہے تو اس سے محبت میں انسان خودرفتہ و وارفتہ ہو جائے تو

اس ذات سے انسان کی محبت کا عالم کیا ہونا چاہیے جس میں محبت کے جملہ اسباب و وجوہات انتہائی کمال وتمام سے پائے جاتے ہیں۔جس ذات کا حسن مطلق بھی بے مثل و بے مثال، جس کا علم بھی بے انتہا و لامحدود، جس کے احسانات و انعامات بھی بے شمار، جس کی وفا بھی عدیم النظیر ۔جس ذات اقدس و ارفع کی قدرت، سلطنت، سطوت و اقتدار لازوال اور باقی۔ اگر اس ذات اقدس سے انتہائی شدت کی محبت نہ کی جائے تو دنیا کے مجازی محبوبوں میں کوئی ایک بھی محبت کے قابل نہیں۔اب اس اجمالی تصور پر تفصیلی دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

❁❁❁❁

محبت کا پہلا سبب

حسن و جمال

محبت کا ایک سبب حسن و جمال اور رعنائی و زیبائی ہے۔ انسان اگر کسی کا خوبصورت چہرہ دیکھتا ہے تو اس خوبصورت انسان کی محبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے اور وہ رفتہ رفتہ اتنی شدت اختیار کر جاتی ہے اور اس قدر فزوں تر ہو جاتی ہے کہ اس انسان کی جملہ توجہات وخیالات کا مرکز ومحور وہ حسین انسان بن جاتا ہے۔ وہ اس کی محبت میں تڑپتا و پھڑکتا ہے۔ وہ اس کی لقاء و وصل کی طلب میں گریہ وزاری اور آہ و بکاء کرتا ہے۔ وہ جذب وشوق میں دیوانہ وار اس کے گلی وکوچہ کے پھیرے لگاتا ہے۔ وہ اتنا مضطرب، اتنا بے چین اور اتنا بے کل ہو جاتا ہے کہ دیدارِ محبوب کے بغیر نہ اسے کھانے میں لذت ملتی ہے اور نہ اسے سکون وچین ملتا ہے اور وہ محب وعاشق اپنے محبوب کی یاد میں نیندیں قربان کر دیتا ہے اس کی ایک مثال قرآن مجید، فرقانِ حمید میں بیان کی گئی ہے۔ اور وہ مثال حضرت یوسف علیہ السلام کی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام انتہائی حسین وجمیل اور مرقع رعنائی وزیبائی تھے۔ جو ایک نظر آپ کے حسن صباحت کو تک لیتا وہ گرویدہ وعاشق بن جاتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کے متعلق حدیث میں یہ لفظ وارد ہوئے ہیں:

انه اعطی نصف الحسن و قسم النصف الآخر بین الناس۔ (المستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۲۳، رقم الحدیث: ۴۰۸۷)

ترجمہ: "حضرت یوسف علیہ السلام کو پورے حسن کا آدھا اور دوسرا آدھا حصہ (تمام) لوگوں کو عطا ہوا۔"

حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت و عشق کرنے والی عزیز مصر کی بیوی زلیخا تھی۔ وہ آپ کے حسن و جمال کو تک کر اس قدر آپ کی محبت میں گم گشتہ اور فریفتہ ہو چکی تھی کہ اس کی محبت کے چرچے دور دور تک پھیل گئے۔ یہاں تک کہ زلیخا کی سہیلیوں نے زلیخا پر تنقید کی جس کو قرآن مجید نے بیان فرمایا:

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۞ (یوسف:۳۰)

ترجمہ: "اور عورتیں شہر میں یہ باتیں کرنے لگیں کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے نوجوان کو اپنی طرف راغب کر رہی ہے، اس کی محبت اس کے دل پر چھا چکی ہے بے شک ہم اس کو صریح گہری محبت میں دیکھ رہی ہیں۔"

زلیخا نے جب اپنی سہیلیوں کا طعنہ سنا تو اس نے سوچا کہ یہ مجھ پر صرف اس لیے اعتراض کر رہی ہیں کہ انہوں نے ابھی اس حسن کی جھلک نہیں دیکھی، اس اعتراض سے گلو خلاصی کا صرف یہی طریقہ ہے کہ انہیں بھی ایک بار اس حسن کا جلوہ دکھا دوں تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ میں جس کی محبت میں دیوانگی کی حد تک پہنچ چکی ہوں اس کا حسن و جمال کیسا ہے۔ قرآن مجید میں بیان ہوا:

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ

اَخۡرُجۡ عَلَيۡهِنَّ‌ ۚ فَلَمَّا رَاَيۡنَهٗۤ اَكۡبَرۡنَهٗ وَقَطَّعۡنَ اَيۡدِيَهُنَّ وَقُلۡنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيۡمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتۡ فَذٰلِكُنَّ الَّذِىۡ لُمۡتُنَّنِىۡ فِيۡهِ‌ ؕ (یوسف: ۳۱،۳۲)

ترجمہ: ''جب اس نے (یعنی زلیخا نے) ان عورتوں کی نکتہ چینی سنی تو اس نے ان کو بلوایا اور اس نے ان کے لیے تکیے سجا کر ایک محفل منعقد کی اور ان میں سے ہر ایک کو ایک چھری دے دی اور (یوسف سے) کہا ان کے سامنے باہر آؤ. اُن عورتوں نے جب یوسف کو دیکھا تو بہت عظیم جانا اور انہوں نے (جلوہ حسنِ یوسف علیہ السلام دیکھ کر) اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہا سبحان اللہ! یہ بشر نہیں ہے یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔ (زلیخا نے) کہا یہی ہے وہ جس کی وجہ سے تم مجھ کو ملامت کرتی تھیں!''

قارئین! اندازہ فرمائیں کہ ہاتھوں اور انگلیوں کا کٹ جانا کس قدر اذیت ناک اور تکلیف دہ معاملہ ہے۔ لیکن قرآن مجید نے یہ ذکر نہیں فرمایا کہ انہوں نے ہاتھوں کٹ جانے پر ہائے وائے کی بلکہ یہ ذکر فرمایا کہ وہ عین اُس تکلیف کے عالم میں بھی حسن یوسف علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف و توصیف میں محو و مگن تھیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ وہ عورتیں حسن یوسف کی دلکشی اور رعنائی دیکھ کر اس قدر کیف اور لذت محسوس کر رہی تھیں کہ انہیں اپنے ہاتھ کی انگلیاں کٹنے کا احساس تک نہ ہوا۔

اسی طرح حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جن کو تمام مخلوقات و موجودات سے بڑھ کر حسن و جمال عطا فرمایا گیا۔ اور ساری کائنات کی دلکشیاں جن کے حسن میں جمع فرمادی گئیں۔

بلکہ بقول اعظم چشتی:

سمجھا نہیں ہنوز مرا عشق بے ثبات
کہ تو کائناتِ حسن ہے یا حسنِ کائنات

جن کو اللہ رب العزت نے اپنی ذات وصفات کے حسن اور انوار کا مظہر بنایا۔

جن کے احسن الخلق ہونے کو آپ کے صحابہ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

عن انس: ما بعث الله نبیا اِلا حسن الوجه، حسن الصوت. و کان نبیکم احسنهم وجها. و احسنهم صوتا۔ (الشفاء بحوالہ شمائل ترمذی وسنن دار قطنی، صفحہ ۷۸)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے ہر نبی کو حسین چہرہ اور خوبصورت آواز عطا فرمائی ہے اور تمہارے نبی علیہ السلام کو تمام انبیاء سے بڑھ کر حسین چہرہ اور حسین آواز عطا فرمائی ہے۔''

چونکہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احسن الخلق و اجمل الخلق ہیں اس لیے جس نے ایک بار رخِ تاباں اور مہرِ درخشاں کی ضیا پاشیاں تک لیں وہ آپ کے عشق اور محبت میں ایسا خود رفتہ ہوگیا کہ اسے جمالِ محبوب کے دیدار کے بغیر کسی شے میں چین وسکون میسر نہ آیا اور سچ بات یہ ہے کہ باقی حسینوں کا حسن و جمال دیکھ کر لوگ عاشق بنتے ہیں لیکن حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسن و جمال اس اوجِ کمال پر ہے اور آپ کی رعنائی اس قدر بے مثل و بے مثال اور منفرد و یکتا ہے کہ آج چودہ سو سال تک دنیا بن دیکھے محض آپ کے حسن و جمال کا سن سن کر آپ کی اس قدر عاشق ہے کہ آپ کے جانثار آپ پر اپنا تن، من، دھن، عزت، مال، آبرو اور سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور حسنِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرق کو بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت، مولانا شاہ احمد

رضا خان فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زنان

اور سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

قارئین! جب مخلوق اور مصنوع کے حسن میں اس قدر کشش و جاذبیت ہے کہ دیکھنے والے گم گشتہ اور خود رفتہ ہو جاتے ہیں تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ کے حسن و جمال کا عالم کیا ہوگا؟ جس نے سورج، چاند، ستارے، زمین و آسمان، کوہ و کوہسار، اشجار و نباتات، حور و قصور، جناتِ و باغات، ملائکہ اور انبیاء و مرسلین کو اس قدر حسین و جمیل بنایا ہے اس ذات اقدس و ارفع و اعلیٰ کے اپنے حسن مطلق اور نور مطلق کی تجلیات کا عالم کیا ہوگا؟ سو اگر انسان حسن و جمال کی وجہ سے کسی سے محبت کرتا ہے تو اس محبت کی سب سے زیادہ حق دار ذات باری تعالیٰ ہے کہ باقی سب اس کے حسن کی تجلیات کا پرتو ہیں اور حقیقی اور ذاتی حسن صرف اسی ذات عالی کا ہے۔ چند احادیث اس موضوع پر ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی الکریم ﷺ قال: ان اللہ جمیل و یحب الجمال۔

(صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: تحریم الکبر و بیانہ، رقم الحدیث: ۲۶۵، دار الکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: ''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ (جل مجدہ) جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔''

۲۔ عن صہیب رضی اللہ عنہ، عن النبی ﷺ قال: اذا دخل اھل الجنۃ الجنۃ، قال: یقول اللہ عزوجل تریدون شیئا ازیدکم؟ فیقولون: الم تبیض

وجوهنا؟ الم تدخلنا الجنة و تنجنا من النار؟ قال: فيكشف الحجاب فما اعطوا شيئا احب اليهم من النظر الى ربهم عزوجل ثم تلا هذه الاية۔ (للذين احسنوا الحسنى و زيادة)

(صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: اثبات رؤیۃ المومنین فی الآخرۃ ربہم، رقم الحدیث: ۱۸۱) (سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب: ومن سورۃ یونس، رقم الحدیث: ۳۱۰۵) (مسند احمد، جلد ۴ صفحہ ۳۳۲، الترغیب والترھیب: ۵۷۴۴)

ترجمہ: ''حضرت صہیب رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم کچھ اور چاہتے ہو کہ میں تمہیں وہ بھی عطا کروں؟ وہ عرض کریں گے: (اے ہمارے پروردگار!) کیا تو نے ہمارے چہرے منور نہیں فرمائے؟ اور کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں فرمایا؟ اور دوزخ سے نجات نہیں دی؟ (پس اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے؟) فرمایا: اس کے بعد اللہ تعالیٰ پردہ اٹھائے گا۔ انہیں اپنے پروردگار کے دیدار سے بہتر کوئی چیز نہیں عطا کی گئی ہوگی پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''ایسے لوگوں کے لیے جو نیک کام کرتے ہیں نیک جزا ہے (بلکہ) اس پر اضافہ بھی ہے۔'' (یونس: ۱۰:۲۶) اسے امام مسلم، ترمذی اور احمد نے روایت کیا ہے۔''

عن سعيد بن المسيب رضى الله عنه انه لقى ابا هريرة رضى الله عنه فقال ابو هريرة رضى الله عنه

اسال الله ان يجمع بينى و بينك فى سوق الجنة
فقال سعيد: افيها سوق؟ قال: نعم. اخبرنى
رسول الله ﷺ ان اهل الجنة اذا دخلوها نزلوا
فيها بفضل اعمالهم ثم يؤذن فى مقدارِ يوم
الجمعه من ايام الدنيا فيزورون ربهم و
يبرزلهم عرشه و يتبدى لهم فى روضة من
رياض الجنة فتوضع لهم منابر من نور و منابر
من لؤلؤ و منابر من زبرجد و منابر من ذهب و
منابر من فضة و يجلس ادناهم وما فيهم من دنى
على كثبان المسك والكافور وما يرون ان
اصحاب الكراسى بافضل منهم مجلسًا قال
ابوهريرة رضى الله عنه قلت يا رسول الله و هل
نرى ربنا؟ قال: نعم. قال: هل تتمارون فى روية
الشمس والقمر ليلة البدر؟ قلنا: لا. قال:
كذلك لا تمارون فى روية ربكم ولا يبقى فى ذلك
المجلس رجل الا حاضره الله محاضرة حتى يقول
للرجل منهم: يا فلان بن فلان اتذكر يوم قلت:
كذا و كذا فيذكر ببعض غدراته فى الدنيا
فيقول: يا رب افلم تغفر لى؟ فيقول: بلى.
فبسعة مغفرتى بلغت بك منزلتك هذه

فبينماهم على ذالك غشيتهم. سحابة من فوقهم فامطرت عليهم طيبا لم يجدوا مثل ريحه شيئا قط و يقول ربنا تبارك و تعالى: قوموا الى ما اعددت لكم من الكرامة فخذوا ما اشتهيتم فناتى سوقا قد حفت به الملئكة فيه ما لم تنظر العيون الى مثله و لم تسمع لآذان ولم يخطر على القلوب فيحمل لنا ما اشتهينا ليس يباع فيها ولا يشترى و فى ذالك السوق يلقى اهل الجنة بعضهم بعضا قال: فيقبل الرجل ذوالمنزلة المرتفعة فيلقى من هو دونه وما فيهم دنى فيروعه ما يرى عليه من اللباس فما ينقضى آخر حديثه حتى يتخيل اليه ما هو احسن منه و ذالك انه لا ينبغى لاحد ان يحزن فيها ثم ننصرف الى منازلنا فيتلقانا ازواجنا فيقلن: مرحباً و اهلا لقد جئتَ و ان بك من الجمال افضل مما فارقتنا عليه فيقول: انا جالسنا اليوم ربنا الجبار و يحقنا ان ننقلب بمثل ما انقلبنا. رواه الترمذى و ابن ماجه و ابن حبان.

(سنن الترمذی، کتاب: صفۃ الجنۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب: ماجآء فی سوق الجنۃ، رقم الحدیث: ۲۵۴۹)
(سنن ابن ماجہ، کتاب: الزھد، باب: صفۃ الجنۃ، رقم الحدیث: ۴۳۳۶) (صحیح ابن حبان: ۷۴۳۹)

ترجمہ: ”حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ

سے ان کی ملاقات ہوئی تو حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہم دونوں کو جنت کے بازار میں اکٹھا کر دے حضرت سعید بن مسیب نے ان سے پوچھا: کیا جنت میں بازار بھی ہوں گے؟ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: ہاں مجھے حضور نبی اکرم ﷺ نے بتایا کہ جنتی جب بازاروں میں داخل ہوں گے تو اپنے اعمال کی فضیلت کے مطابق اس میں اتریں گے۔ پھر دنیاوی یوم جمعہ کے وقت کے برابر آواز دی جائے گی۔ تو یہ لوگ اپنے پروردگار کی زیارت کریں گے۔ ان کے لیے ان کا عرش ظاہر ہوگا اور اللہ تعالیٰ باغات جنت میں سے کسی باغ میں تجلی فرمائے گا۔ جنتیوں کے لیے منبر بچھائے جائیں گے جو نور، موتی، یاقوت، زبرجد، سونے اور چاندی کے ہوں گے۔ ان میں سے ادنیٰ درجے والے مشک اور کافور کے ٹیلے پر بیٹھیں گے اور وہاں کوئی شخص ادنیٰ نہیں ہوگا۔ وہ کرسیوں پر بیٹھنے والوں کو اپنے سے افضل نہیں سمجھیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں کیا تمہیں سورج اور چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کچھ شک ہوتا ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسی طرح تم اپنے رب تعالیٰ کے دیکھنے میں بھی شک و شبہ نہیں کرو گے۔ اس مجلس کے ہر آدمی سے اللہ تعالیٰ بلا حجاب گفتگو فرمائے گا یہاں تک کہ ان میں سے ایک

سے فرمائے گا: اے فلاں بن فلاں! کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب
تو نے فلاں بات کہی تھی؟ پس وہ اسے اس کے بعض گناہ یاد
دلائے گا وہ شخص عرض گزار ہوگا۔ اے رب عزوجل! کیا تو نے
مجھے بخش نہیں دیا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہاں کیوں نہیں میرے
معاف فرمانے کی وجہ سے ہی تو اس مقام پر پہنچا لوگ اس حال
میں ہوں گے کہ ان پر ایک بادل چھا جائے گا اور ایسی خوشبو
برسائی جائے گی کہ اس طرح کی خوشبو اس سے پہلے انہوں نے کبھی
محسوس نہیں کی ہوگی پھر ہمارا پروردگار فرمائے گا: اس انعام و
اکرام کی طرف اٹھو جو ہم نے تمہارے لیے تیار کر رکھا ہے اور اس
سے جو تمہارا جی چاہے لے لو پھر ہم بازار میں آئیں گے جہاں
فرشتے ہی فرشتے ہوں گے ایسا بازار نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا۔
نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ ہی کسی دل میں اس کا خیال گزرا ہوگا۔
جو چیز ہم چاہیں گے ہماری طرف اٹھائی جائے گی اور خرید و فروخت
نہ ہوگی۔ اس بازار میں جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کریں
گے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلند مرتبے والے آگے
بڑھ کر ادنیٰ درجے والوں سے ملیں گے وہاں کوئی ادنیٰ نہ ہوگا۔ وہ
(کم درجے والا) اس کا لباس دیکھ کر پریشان ہو جائے گا ابھی
ان کی گفتگو ختم نہیں ہوگی کہ وہ اپنے جسم پر اس سے بھی زیادہ
خوبصورت لباس دیکھے گا اور یہ اس لیے کہ وہاں کسی کو کوئی رنج و غم
نہ ہوگا۔ پھر ہم اپنی اپنی منزل میں آئیں تو ہماری بیویاں ہم سے

ملیں گی اور خوش آمدید کہیں گی اور پوچھیں گی (کیا وجہ ہے) آپ کا حسن پہلے سے کہیں بڑھ گیا ہے؟ جب آپ رخصت ہوئے تھے اس وقت ایسا نہ تھا۔ ہم کہیں گے: آج ہمیں اپنے رب کے دربار میں بیٹھنا نصیب ہوا پس ہمیں ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔" اسے امام ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ ﷺ: بینا اھل الجنۃ فی نعیمھم اذ سطع لھم نور فرفعوا رؤوسھم فاذا الرب قد اشرف علیھم من فوقھم فقال: السلام علیکم یا اھل الجنۃ قال: و ذالک قولا اللہ (سلام قول من رب رحیم) (یٰس: ۳۶: ۸۵) قال: فینظر الیھم و ینظرون الیہ فلا یلتفتون الی شیئٍ من النعیم ما داموا ینظرون الیہ حتی یحتجب عنھم و یبقی نورہ و برکتہ علیھم من دیارہ۔ رواہ ابن ماجہ۔

(سنن ابن ماجہ، المقدمۃ، باب: فیما انکرت الجہمیۃ، رقم الحدیث: ۱۸۴، دارالسلام ریاض)

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنتی اپنی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے کہ اچانک ایک نور چمکے گا وہ اپنے سروں کو اوپر اٹھائیں گے تو اللہ رب العزت اوپر کی جانب ان پر جلوہ افروز ہوگا اور فرمائے گا: اے اہلِ جنت! تم پر سلامتی ہو۔ حضور نبی اکرم ﷺ

نے فرمایا: اللہ رب العزت کے اس فرمان "(تم پر) سلام ہو رب رحیم کی طرف سے فرمایا جائے گا۔" (یٰس، ۳۶:۵۸) کا یہی معنی ہے۔ اہل جنت اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھیں گے اور اللہ رب العزت ان کی جانب نظر التفات فرمائے گا۔ اہل جنت جب تک اللہ تعالیٰ کے دیدار میں مشغول رہیں گے وہ جنت کی کسی اور نعمت کی طرف ہرگز متوجہ نہ ہوں گے یہاں تک کہ اللہ رب العزت ان سے پردہ فرمائے گا لیکن اس کا نور اور اس کی برکت ان پر اور ان کے گھر والوں پر ہمیشہ رہے گی۔" اسے امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

قارئین کرام! جنت کی نعمتیں، محلات و باغات اور حور و قصور خود اس درجہ کمال اور منتہائے حسن پر ہوں گے کہ جن کا عقل انسانی تصور و ادراک نہیں کر سکتی۔ حدیث میں ہے:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ. عن النبی الکریم ﷺ قال: قال اللہ عزوجل: اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر. فاقروا ان شئتم (فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین)

(صحیح مسلم، کتاب: صفۃ الجنۃ و نعیمھا، رقم الحدیث: ۲۸۲۴)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جل مجدہ کا ارشاد ہے: "میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی جنت تیار کر رکھی ہے جس (کے حسن و جمال) کو کسی

آنکھ نے دیکھا نہیں اور کسی کان نے اس کو سنا نہیں اور نہ ہی کسی
بشر کے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا ہے۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت
پڑھ لو: (پس کوئی جان نہیں جانتی کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک
کے لیے کیا پوشیدہ ہے)"

اس قدر حسین و جمیل جنت اور اس کی نعمتوں میں ہونے کے باوجود جنتی جب اللہ رب العزت کا حسن مطلق دیکھیں گے تو حدیث کے مطابق وہ اس حسن و جمال کے جلوے میں اس قدر محو و مستغرق ہو جائیں گے کہ ان کا ذرہ برابر التفات اور ان کی توجہ جنت کی نعمتوں کی طرف نہ رہے گی۔ سو قارئین جس حسنِ مطلق اور نورِ مطلق کے دیدار سے جنت کا حسن و جمال بھی محو و فراموش ہو جائے تو یقیناً وہ حسن ہی حقیقی حسن ہے۔ اور وہ حسن ہی بے مثل و بے مثال حسن ہے۔ اور یہی حسن ہی اس کا حق دار ہے کہ اس سے ٹوٹ ٹوٹ کر محبت کی جائے اور اسی کے دیدار کی تڑپ دل میں موجود رہے۔

❁❁❁❁

محبت کا دوسرا سبب

جود و احسان

محبت کا ایک سبب جود و احسان ہے اور یہ بات انسان کی جبلت اور فطرت میں شامل ہے کہ جو اس سے بھلا کرے اور اس سے احسان کرے تو طبعی طور پر اس کے دل میں اپنے محسن کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور دل اس کے لیے جذبات تکریم و توقیر سے مملوء ہو جاتے ہیں۔ استاذ تعلیم کے ذریعے تلمیذ پر احسان کرتا ہے، تو تلمیذ اور شاگرد کے دل میں استاد کی محبت ہوتی ہے۔ ماں باپ، تعلیم و تربیت، اور جسمانی و ذہنی پرورش اور نمو کے ذریعے اولاد پر احسان کرتے ہیں تو فطرتاً ماں اور باپ کی محبت اولاد میں ودیعت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح طبیب و حکیم، علاج و معالجہ کے ذریعے مریض پر احسان کرتا ہے تو مریض کے دل میں طبیب کے لیے جذبہ محبت اور جذبہ تکریم پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک آدمی افلاس کی وجہ سے فقر و فاقہ سے دو چار ہے۔ اس کو پہننے کے لیے اچھے کپڑے میسر نہیں، بیمار ہے تو دوا نہیں خرید سکتا، اس کے پاس اتنی مالی وسعت اور کشائش نہیں کہ وہ اپنے بیوی بچوں کا پیٹ دو وقت کی روٹی سے بھر سکے۔ تو کوئی غنی، مال دار، متمول آدمی اس کو کپڑا بھی مہیا کرے۔ اس کو دوا بھی خرید کر دے اس کے بیوی بچوں کے نان و نفقہ اور قوت کا انتظام و انصرام کرے۔ تو یقیناً اس غریب و فقیر کا دل اس غنی کی محبت سے بھر جائے گا وہ ہر وقت اس کی تعریف و تحسین میں رطب

اللسان رہے گا۔ جس سے قطعی طور پر معلوم ہوا کہ یہ بات فطرت انسانی کا مقتضیٰ ہے کہ محسن سے محبت کی جائے۔ سو قارئین اگر کوئی کسی کے جود و احسان کی وجہ سے اس سے محبت کرتا ہے تو یقیناً اس سبب کی وجہ سے سب سے زیادہ محبت کی حق دار ذات باری تعالیٰ ہے۔ جس ذات کے احسانات و عنایات اور جس کی نعمتیں اور جس کا جود و کرم حیطہ ادراک سے باہر ہے۔ جس نے اپنے بندوں کو اس قدر ظاہری و باطنی، حسی وصوری اور معنوی و روحانی نعمتوں سے نوازا کہ عقل انسانی اس کا احصاء و شمار نہیں کر سکتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ (النحل:۱۸)

ترجمہ: ''اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرو تو شمار نہیں کر سکتے۔''

نیز ارشاد فرمایا:

وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ (لقمان:۲۰)

ترجمہ: ''اور اللہ نے تمہیں بھر پور دیں اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں۔''

جس ذات اقدس نے دیکھنے کے لیے آنکھیں، سننے کے لیے کان، بولنے کے لیے زبان، شعور و ادراک کے لیے عقل، چلنے کے لیے پاؤں اور پکڑنے کے لیے ہاتھ عطا فرمائے۔ ظاہری و باطنی محاسن کو حضرت انسان میں جمع فرمایا۔ احسن تقویم کی شکل وصورت عطا فرمائی۔ ذرا ایک اجمالی نظر اپنی ابتداء پر کریں کہ ماں کے پیٹ میں ہم کیا تھے اور رب کائنات نے ہمیں کیا سے کیا بنا دیا؟ ہماری ابتداء، اساس اور بنیاد وہ نطفہ ہے جس میں حیات، حس، حرکت، ارادہ، قوت سامعہ، قوت باصرہ، قوت مدرکہ و ناطقہ، قوت ذائقہ، قوت شامہ اور کسی قسم کا کمال وصلاحیت موجود نہیں۔ رب کائنات نے ہمیں کمال توازن اور کمال اعتدال سے پیکر حسن و جمال بنایا۔ غور فرمائیں کہ اگر مالک ہمیں دیکھنے کے لیے آنکھیں عطا نہ فرماتا تو ہم زندگی کس قدر مشکل و تنگی سے گزارتے۔

اس نعمت کی قدر اس نابینا سے پوچھیں جس نے دنیا کا کوئی رنگ نہیں دیکھا، جسے ایک سڑک پار کرنے کے لیے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مالک جل مجدہٗ نے بغیر ہماری طلب کے محض اپنے لطف وکرم سے ہمیں یہ نعمت عظمیٰ عطا فرمائی۔ اسی طرح ماں کے پیٹ میں سننے کے لیے کان عطا فرمائے۔ اگر یہ نعمت نہ ملتی تو غور فرمائیں کہ ہمارے لیے کس قدر مشکلات ہوتیں۔ اس نعمت کی قدر اس سے پوچھیں جس کی سماعت نہیں۔ ہمیں سوچنے سمجھنے، فکر وفہم اور شعور وادراک کے لیے عقل جیسی نعمت بغیر ہماری طلب کے محض اپنے جود وکرم سے عطا فرمائی جس کے ذریعے سے انسان علوم وفنون میں کمال اور یدطولیٰ حاصل کرتا ہے۔ جس کے ذریعے سے انسان نفع ونقصان میں تمیز کرتا ہے۔ کائنات کو مسخر کرتا ہے۔ اور بڑے بڑے عجائبات اور محیر العقول کام دکھاتا ہے۔ سو اگر اللہ رب العزت ہمیں عقل کی نعمت سے سرفراز نہ فرماتا تو ہماری کیفیت و حالت وہی ہوتی جو ایک مجنون اور دیوانہ کی حالت وکیفیت ہوتی ہے جسے معاشرے میں کوئی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ جسے نفع ونقصان کی تمیز نہیں۔ جسے اپنے طہارت و پاکیزگی اور نظافت کا شعور نہیں۔ سوچیے اگر اللہ کریم نے آپ کو عقل کی نعمت عطا فرمائی ہے تو یہ مالک جل مجدہ کا کتنا بڑا احسان ہے اور یاد رکھیں اس نعمت بلکہ ہر نعمت کے حصول میں ہمارا کوئی ذاتی استحقاق نہیں۔ وہ اگر چاہتا تو ہمیں یہ نعمتیں عطا نہ فرماتا اور کسی کی مجال وجرأت نہیں کہ اس شہنشاہ عالی مرتبت سے پوچھے کہ تو نے مجھے یہ نعمت کیوں عطا نہ فرمائی۔ اسی کا ارشاد ہیبت نشان ہے۔

لَا یُسْـَٔلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْـَٔلُوْنَ﴿۲۳﴾ (الانبیاء: ۲۳)

ترجمہ: ''اور وہ جو کرے اس سے پوچھا نہیں جائے گا اور اُن سے پوچھا جائے گا۔''

فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ﴿۱۶﴾ (البروج: ۱۶)

ترجمہ: ''وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

وَاللّٰہُ یَحۡکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکۡمِہٖ ؕ (الرعد:۴۱)

ترجمہ: ''اور اللہ فیصلہ فرماتا ہے تو کوئی اس کے فیصلہ پر نظرثانی کرنے والا نہیں۔''

سو اللہ رب العزت نے یہ تمام نعمتیں محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائی ہیں۔اسی طرح ماں کے پیٹ میں جہاں نہ باپ کی کوئی تاثیر ہے اور نہ ماں کی اور نہ ہی انسان کی اپنی ذات کی۔وہاں ہمیں کمال توازن سے پورا وجود عطا فرمایا۔ ہاتھ عطا فرمائے تو ان میں اعتدال رکھا ایسا نہیں کہ ایک ہاتھ کا سائز بڑا اور ایک کا چھوٹا ہو کہ اس طرح انسانی خلقت بدنما ہو جاتی۔ چلنے کے لیے پاؤں عطا فرمائے اور وہ اس قدر احسن شکل میں کہ انسانی ساخت کے لیے اس سے بہتر ہیئت اور ساخت تجویز نہیں کی جا سکتی نہ اونٹ کی طرح بڑے اور نہ بہت چھوٹے۔اس نعمت کی قدر اس سے پوچھیں جو پاؤں سے معذور اور چلنے پھرنے سے عاجز ہے۔مروی ہے کہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ایک بار ننگے پاؤں بازار میں چل رہے تھے۔معاشی تنگی کی وجہ سے جوتا نہیں تھا۔ باقی لوگ جوتا پہنے ہوئے تھے تو شیطانی وسوسہ آیا کہ باقی لوگوں کے پاس تو جوتے ہیں مگر میرے پاس نہیں۔ یہ خیال آنا تھا کہ ایک شخص کو دیکھا کہ جس کے پاؤں ہی نہیں تھے اور اپنے آپ کو گھسیٹ کر چل رہا تھا تو آپ کے دل میں ندامت و پشیمانی پیدا ہوئی اور فوراً مسجد میں جا کر سربسجود ہو گئے کہ مالک تیرا کرم و فضل کہ جوتا نہ سہی تو نے چلنے کے لیے پاؤں تو عطا فرمائے ہیں کہ بغیر کسی سہارے کے چل پھر سکتے ہیں۔

پھر ماں کے پیٹ میں ظاہری محاسن کی تکمیل فرمائی۔خوبصورت چہرہ عطا فرمایا۔آنکھوں کی حفاظت کے لیے پلکیں عطا فرمائیں۔ بالوں کو سیاہی دی، ہونٹوں کو

سرخی عطا فرمائی۔ ہاتھوں پر ناخن پیدا فرمائے تاکہ انسان کو باریک چیزوں کے اٹھانے میں دقت نہ ہو۔اور پھر انسان کے باطن کا ایسا حکیمانہ نظام مرتب فرمایا کہ عقل وخرد محوِ حیرت ہے۔معدہ عطا فرمایا جس میں انہضام کا نظام ہے۔جگر عطا فرمایا جو انسان کی خوراک کو خون میں تبدیل کرتا ہے۔دل عطا فرمایا جو اس خون کو پورے وجود میں کمال نظم کے ساتھ تقسیم کرتا ہے۔پھر اسی خون سے ہڈیوں کی صلابت،گوشت کی تازگی اور اعضاء کی نمو کا انتظام فرمایا اور ان تمام چیزوں میں انسان کا کوئی دخل نہیں بلکہ یہ محض اُس کریم کا فضل واحسان ہے۔

قارئین کرام! اللہ رب العزت کا جود ونوال اور اس کی رحمت واسعہ اور بندہ پروری ملاحظہ فرمائیں کہ ابھی انسان ماں کے پیٹ میں ہے کہ مالک نے اس کی خوراک کا انتظام ماں کے پیٹ میں فرما دیا کہ ماں کی خوراک کا ایک صالح حصہ اُس تک کمال نظم سے پہنچایا۔پھر ماں کے پیٹ سے اس کے اخراج کا انتظام فرمایا۔اب اس انسان کو ہوا درکار ہے اس کے لیے اللہ رب العزت نے ہوا کے سمندر رواں دواں فرما دیئے یہ جہاں بھی ہو ہوا اسے بغیر مشقت وکلفت کے بڑی آسانی سے پہنچ جاتی ہے۔اس نعمت کی قدر اس وقت ہوتی ہے جب انسان کسی تنگ اور گھٹن والی جگہ پر ہو۔ پھر انسان کو پانی درکار ہے تو اللہ رب العزت نے بغیر اس کی مانگ اور طلب کے محض اپنے فضل واحسان سے زمین کی گہرائی میں صاف،شفاف پانی اس کی بقائے حیات کے لیے رکھ دیا۔اس نعمت کی قدر اس پیاسے سے پوچھیں کہ جو سخت گرمی کے دنوں میں پیاس کی وجہ سے بے چین ومضطرب ہوتا ہے۔پھر اس بچہ کو خوراک درکار ہے اور بچے کو ٹھوس اور ثقیل غذا موافق نہیں اللہ رب العزت نے کمال کرم سے اس کے لیے اس کی ماں کے سینے سے دودھ کے چشمے جاری فرما دیے۔اور وہ دودھ ایسا ہے

جس میں خون کی تلویث نہیں. جس میں ثقل نہیں اور بچہ کی طبیعت اور مزاج کے عین مطابق اور موافق ہے۔ اور اس میں نہ اس بچہ کا کمال ہے نہ اس کے ماں باپ کا کوئی زور ہے یہ صرف اور صرف کرم ہے اور فضل ہے اور جود و احسان ہے اس عزت والے اور عظمت والے کردگار کا جو رب العالمین ہے۔ اور یہ بھی اسی کا فضل محض ہے کہ جس نے ماں اور باپ کے دل میں بچہ کے لیے جذبات محبت و رحمت موجزن فرما دیئے جس جذبہ سے مغلوب ہو کر وہ اپنے بچہ کی خوراک و پوشاک اور تعلیم و تربیت کا انتظام کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ بچہ پر لاشعوری کی کیفیت ہے اسے اپنی خوراک، حاجات کا علم نہیں اور نہ ان کے حصول تک دسترس ہے۔ ماں باپ اس بچہ کے لیے تمام آسانیوں کا انتظام کرتے ہیں۔ اب یہ بچہ نمو اور ارتقاء کے مراحل طے کرتے ہوئے اس حالت تک پہنچ گیا کہ ٹھوس غذا اس کی صحت کے موافق ہے۔ تو اس کریم ذات کا کرم دیکھیں کہ اس نے منہ میں ٹھوس غذا کو چبانے کے لیے مضبوط دندانت عطا فرمائے اور اس کا ایسا حکیمانہ نظام مرتب فرمایا کہ دنیا کے سب حکماء اور عقلاء دانتوں کی اس سے بہتر صورت تجویز نہیں کر سکتے۔ کاٹنے کے باریک دانت منہ کے اگلے حصہ میں رکھے اور چبانے کے موٹے دانت منہ کے آخری حصہ میں رکھے اس لیے کہ انسان پہلے کاٹتا ہے پھر چباتا ہے اور ساتھ ہی دانتوں کو سفیدی عطا فرما کر انسان کے حسن کا بھی انتظام فرما دیا۔ اگر یہ دانت سیاہ یا پیلے ہوتے تو یہ انسان کی شخصیت کے لیے کس قدر بدنما ہوتے۔ پھر یہ تو ان نعمتوں کا اجمالی خاکہ ہے جو انسان کی ذات میں موجود ہیں اللہ رب العزت نے تو آفاق عالم کی نعمتوں کو انسان کے لیے مسخر فرما دیا۔ سورج جیسا عظیم مجسمہ اس انسان کی خدمت میں محو عمل ہے۔ اپنی حرارت اور تمازت سے انسان کی فصلوں کو پکاتا ہے۔ اس کی روشنی انسان کے معاش پر ممد و معاون ہے۔ چاند کی چاندنی سے پھلوں اور فصلوں

میں رس اور مٹھاس پیدا ہوتی ہے۔ بحر و بر کی درماندگی سے بچ کر صحیح منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے آسمانی کائنات پر ستاروں کا ایک وسیع جال ہے۔ پھر زمین سے نکلنے والی اجناس، نباتات اور معدنیات اسی انسان کے لیے ہیں۔ گندم، چاول، جوار، چنا، سبزیاں، پھل، لوہا، گیس، کوئلہ، سونا، چاندی اور دیگر جواہرات اور سب کچھ اللہ رب العزت نے اسی انسان کے لیے پیدا فرمائے۔ قوی ہیکل جانوروں کو اس کے لیے مسخر کیا اور حیوانات کو اسی کے انتفاع کے لیے پیدا فرمایا۔ کسی کا گوشت کھاتا ہے کسی سے دودھ حاصل کرتا ہے کسی کی کھال سے نفع اندوزی کرتا ہے، کسی کے بال اور اون سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ کسی پر سواری کرتا ہے تو کسی پر بھاری بوجھ رکھ کر ایک مکان سے دوسرے مکان تک پہنچتا ہے۔ اور جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے حضرت انسان پر اللہ رب العزت کے احسانات و انعامات بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ پہلے زمانوں کے سفر میں بہت زیادہ کلفت اور مشقت اٹھانی پڑتی، کئی کئی ماہ پر محیط سفر ریگزاروں اور ریگستانوں میں پیدل یا جانوروں پر سوار ہو کر کیا جاتا۔ لیکن آج ہوائی جہاز، ریل گاڑی، بسیں، کاریں اور موٹر سائیکل کے ذریعے مہینوں کا سفر دنوں بلکہ گھنٹوں میں ہو جاتا ہے اور ان تمام ایجادات و اکتشافات کا حقیقی موثر اور مسبب صرف اللہ رب العزت ہے۔ لوہا اسی نے پیدا فرمایا کہ اگر لوہا نہ ہوتا تو ان میں سے کوئی چیز موجود نہ ہوتی۔ پیٹرول اسی نے عطا فرمایا نیز انسان کو اس کمال کے وصول تک رہنمائی کے لیے عقل بھی اسی ذات نے عطا فرمائی۔ اور یہ تو ظاہری نعمتوں کا سلسلہ ہے۔ اللہ رب العزت جس طرح انسان کے جسم کا رب ہے اسی طرح روح کا بھی رب ہے اور جس طرح جسم کی پرورش، نمو اور ارتقاء کے لیے بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں تو روح کی پرورش، نمو اور ارتقاء کے لیے بھی بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں۔ انسان کو اسفل السافلین سے اعلیٰ علیین تک اور

ظلمات سے نور تک اور گمراہی سے ہدایت تک اور جہالت سے علم تک اور ناسوت سے لاہوت تک اور فرش سے عرش تک اور مقام بہمیت سے مقام رشک ملائکہ تک پہنچانے کے لیے اپنے برگزیدہ انبیاء اور رسولوں کو مبعوث فرمایا۔ ان پر اپنی وحی نازل فرمائی اور اس وحی کے ذریعے اخلاق، قوانین، اصولِ معاشرت اور تہذیب و تمدن سب کچھ عطا فرمایا۔ قارئین کرام! یہ تو ایک اجمالی سا خاکہ ہے اس کریم رب عزوجل کے احسانات کا ورنہ درحقیقت ہر کھانے کا لقمہ، ہر پانی کا قطرہ، ہر سانس ہر پلک کا جھپکنا اور ہر قدم کا اٹھنا محض اسی کی نعمت ہے اور یہ ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ جس کا مقصود یہ ہے کہ اگر اس انسان کو کوئی ایک وقت کا کھانا بھوک کی حالت میں کھلا دے تو یہ انسان اس سے محبت کرتا ہے۔ تو اس ذات عالی و اقدس سے کیوں نہ سب سے بڑھ کر محبت کی جائے کہ جس کے احسانات، جس کے کرم جس کی نعمتیں اس قدر بے شمار ہیں کہ اگر سمندر سیاہی بن جائیں اور درخت قلم بن جائیں تو بھی ان نعمتوں کا احصاء و احاطہ ممکن نہیں۔ اللہ رب العزت نے اسی وجہ سے قرآن مجید فرقان حمید میں بار بار اپنے بندوں کو اپنی نعمت کی یاد دلوائی۔ چند آیات اس پر ملاحظہ فرمائیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱۔ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ۔ (البقرۃ ۲: ۲۳۱)

ترجمہ: "اور یاد کرو اللہ (عزوجل) کی نعمت کو جو تم پر ہے اور (اس نعمت کو بھی) جو تمہارے اوپر کتاب اور حکمت کو اتارا۔"

۲۔ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ (الاعراف: ۶۹)

ترجمہ: "اور اللہ (عزوجل) کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

۲۔ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۝ (الاعراف: ۷۴)

ترجمہ: ''پس تم اللہ (جل مجدہٗ) کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد کرتے ہوئے نہ پھرو۔''

قرآن مجید کے بیسیوں مقامات پر نعمت کی یاد دہانی کا حکم ہے اور تمام مقامات پر صیغہ امر سے خطاب فرمایا اور صیغہ امر کا مقتضیٰ وجوب ولزوم ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ بندہ پر لازم و واجب ہے کہ اپنے کریم رب عزوجل کے انعامات و احسانات ہمیشہ یاد رکھے کہ اس سے منعم کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ دل مائل بہ اطاعت منعم ہو جاتا ہے۔ اور اس کی نافرمانی سے نفرت اور وقوع کی صورت میں ندامت و پشیمانی دل میں پیدا ہوتی ہے اور بندہ جس قدر زیادہ اللہ رب العزت کی عنایات و احسانات میں غور وفکر کرتا ہے اس کا دل اسی قدر اپنے مالک و مولا جل مجدہٗ کی محبت سے لبریز و سرشار ہوتا ہے۔ اسی مضمون کو حدیث پاک میں حضور نبی مکرم ﷺ نے بیان فرمایا:

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: احبوا الله لما يغذوكم من نعمه و احبونی بحب الله، و احبوا اهل بيتی بحبی۔

(سنن ترمذی، کتاب: المناقب، باب: فی مناقب اهل بیت النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۷۸۹، دارالسلام ریاض) (المستدرک للامام الحاکم، رقم الحدیث: ۴۷۷۰ دارالمعرفہ بیروت) (شعب الایمان للبیہقی جلد ۱ صفحہ ۳۶۶، رقم الحدیث: ۴۰۸، المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۲۶۳۹)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت کرو ان نعمتوں کی وجہ سے جو

اس نے تمہیں عطا فرمائیں اور مجھ سے محبت کرو اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب اور میری اہل بیت سے میری محبت کی خاطر محبت کرو۔"

قارئین چند آیات ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ رب العزت نے حضرت انسان کو کیا کیا نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱۔ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۝۲۸

(البقرۃ:۲۸)

ترجمہ: "تم کیسے منکر ہو گے اللہ کے، حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا، پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے۔"

۲۔ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۠ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ (البقرۃ:۲۲)

ترجمہ: "وہ ذات جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا اور آسمان کو عمارت، اور آسمان سے پانی نازل فرمایا تو اس سے کچھ پھل نکالے تمہارے کھانے کو۔"

۳۔ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝۷۸ (النحل:۷۸)

ترجمہ: "اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا کہ تم کچھ نہ

جانتے تھے اور تمہیں کان اور آنکھ اور دل دیئے کہ تم احسان مانو۔"

۴۔ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝۸ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝۹ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝۱۰ (البلد:۸ تا ۱۰)

ترجمہ: "کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہ بنائیں اور زبان اور دو ہونٹ اور دو ابھری چیزوں کی راہ بتائی۔"

۵۔ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۵ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝۶ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۚ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۷ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۹ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝۱۰ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۱۱ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۚ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۱۲ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ۚ

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ۝۱۳ وَ هُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَ تَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝۱۴ وَ اَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَ اَنْهٰرًا وَّ سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۝۱۵ وَ عَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ۝۱۶ اَفَمَنْ یَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا یَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ۝۱۷ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝۱۸ (النحل: ۵ تا ۱۸)

ترجمہ: ''اور اسی نے چوپائے پیدا فرمائے ان میں تمہارے لیے گرم لباس ہے اور (دوسرے) فوائد ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو اور ان میں تمہارے لیے دلکشی ہے جب تم شام کو چراگاہ سے لاتے ہو اور جب تم صبح کو لے جاتے ہو اور یہ جانور تمہارے بوجھ ان شہروں تک اٹھا لے جاتے ہیں جہاں تم بغیر جانوں کی مشقت کے نہیں پہنچ سکتے. بے شک تمہارا رب نہایت شفقت فرمانے والا مہربان ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھوں کو (پیدا فرمایا) تاکہ تم ان پر سواری کر سکو اور (تمہارے لیے) باعث زینت ہوں اور وہ پیدا فرمائے گا جنہیں تم نہیں جانتے۔ اور سیدھی اللہ (جل مجدہ) پر جا پہنچتی ہے اور اس میں کئی ٹیڑھی راہیں بھی ہیں. اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا۔ وہی ہے جس نے تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا. اس میں سے

(کچھ) پینے کا ہے اور اس میں سے (کچھ) شجر کاری کا ہے جن
میں تم چراتے ہو۔ اسی پانی سے تمہارے لیے کھیت اور زیتون
اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل (اور میوے) اگاتا ہے۔ بے
شک اس میں غور و فکر کرنے والے لوگوں کے لیے نشانی ہے۔
اور اسی نے تمہارے لیے رات اور دن اور سورج اور چاند کو مسخر
فرمایا۔ اور تمام ستارے بھی اسی کی تدبیر کے پابند ہیں۔ بے شک
اس میں عقل رکھنے والے لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ اور جو کچھ
بھی اس نے تمہارے لیے زمین میں پیدا فرمایا ہے جن کے
رنگ الگ الگ ہیں (سب تمہارے لیے مسخر ہیں) اور بے
شک اس میں نصیحت قبول کرنے والے لوگوں کے لیے نشانی
ہے اور وہی ہے جس نے (تمہارے لیے) سمندر کو مسخر فرمایا
تاکہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور تم اس میں سے موتی نکالو
جنہیں تم زیبائش کے لیے پہنتے ہو، اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے جو
پانی چیرتے ہوئے اس میں چلی جاتی ہیں اور تاکہ تم اس کا فضل
تلاش کرو اور یہ کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔ اور اسی نے زمین میں بھاری
پہاڑ ڈال دیئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں لے کر کانپنے لگے اور
نہریں اور راستے بنائے تاکہ تم راہ پا سکو۔ اور علامتیں بنائیں اور
لوگ ستاروں کے ذریعہ راہ پاتے ہیں۔ کیا وہ جو خلق فرمانے والا
ہے اس کی طرح ہو سکتا ہے جو پیدا نہیں کر سکتے۔ کیا تم لوگ
نصیحت قبول نہیں کرتے اور اگر تم اللہ (ذوالمجد والعلی) کی نعمتوں
کو شمار کرنے لگو تو شمار نہیں کر سکتے۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا

نہایت مہربان ہے۔"

۶۔ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٦٦﴾ (النحل:٦٦)

ترجمہ: "اور بے شک تمہارے لیے مویشیوں میں مقام تدبر ہے۔ ہم ان کے جسموں کے اندر کی اس چیز سے جو آنتوں کے مشمولات اور خون کے اختلاط سے خالص دودھ نکال کر تمہیں پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے فرحت بخش ہوتا ہے۔"

۷۔ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿٦٣﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٦٧﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿٦٨﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿٧١﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ﴿٧٢﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٧٤﴾

(الواقعہ:٦٣تا٧٤)

ترجمہ: "بھلا بتاؤ (جو بیج) تم کاشت کرتے ہو۔ تو کیا اس (سے کھیتی) تم اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں۔ (اے اللہ عزوجل! تو ہی اگانے والا ہے)۔ اگر چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کر دیں پھر تم تعجب

اور ندامت ہی کرتے رہ جاؤ اور (کہو) ہم پر تاوان پڑ گیا۔ بلکہ ہم محروم رہ گئے۔ بھلا یہ بتاؤ جو پانی تم پیتے ہو۔ کیا اسے تم نے بادل سے اتارا ہے یا ہم اتارنے والے ہیں اگر ہم چاہیں تو اسے کھاری بنا دیں پھر تم شکر ادا کیوں نہیں کرتے۔ بھلا بتاؤ جو آگ تم سلگاتے ہو کیا اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم پیدا فرمانے والے ہیں (بے شک اے اللہ! تو ہی پیدا فرمانے والا ہے) ہم ہی نے اس کو یاد دلانے والی اور جنگلوں کے مسافروں کے لیے باعث منفعت بنایا ہے۔ سو اپنے عظیم رب کے نام کی تسبیح کرو۔"

(سبحان الله و بحمده، سبحان الله العظيم)

۸۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ (الملک: ۳۰)

ترجمہ: "فرما دیں تم بتاؤ اگر تمہارا پانی زمین میں بہت نیچے اتر جائے تو کون ہے جو تمہیں بہتا ہوا پانی لا دے۔" (الله ياتى به، وهو على كل شىء قدير)

۹۔ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ

لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝۵۰

(الفرقان: ۴۷ تا ۵۰)

ترجمہ: "اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات کو پوشاک بنایا اور نیند کو تمہارے لیے آرام کا باعث بنایا اور دن کو اٹھ کر اٹھ کھڑے ہونے کا وقت بنایا اور وہی ہے جو اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے خوش خبری بنا کر۔ اور ہم نے آسمان سے پاک پانی اتارا۔ تاکہ اس کے ذریعے ہم مردہ شہر کو زندہ فرمائیں اور ہم یہ پانی اپنے پیدا کیے ہوئے بہت سے چوپاؤں اور انسانوں کو پلائیں اور بے شک ہم اس کو ان کے درمیان گھماتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں پھر بھی اکثر لوگوں نے بجز ناشکری کے (کچھ) قبول نہ کیا۔"

۱۰۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ۭ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝۷۱ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝۷۲ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۷۳

(القصص: ۷۱ تا ۷۳)

ترجمہ: "تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر اللہ ہمیشہ تم پر قیامت تک رات رکھے تو اللہ کے سوا کون خدا ہے جو تمہیں روشنی لا دے تو کیا تم سنتے نہیں۔ تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر اللہ قیامت تک ہمیشہ دن رکھے تو اللہ کے

سوا کون خدا ہے جو تمہیں رات لادے جس میں آرام کرو تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے کہ رات میں آرام کرو اور دن میں اس کا فضل تلاش کرو اور اس لیے کہ تم شکر ادا کرو۔"

۱۱۔ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ﴿۷۸﴾ وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ﴿۷۹﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ﴿۸۰﴾

(الشعراء: ۷۸ تا ۸۰)

ترجمہ: "وہ ذات جس نے مجھے پیدا فرمایا تو وہ مجھے راہ دے گا اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔"

۱۲۔ وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ﴿۱۰﴾ فِیْهَا فَاکِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَکْمَامِ ﴿۱۱﴾ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّیْحَانُ ﴿۱۲﴾ فَبِأَیِّ آلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ ﴿۱۳﴾ (الرحمٰن: ۱۰ تا ۱۳)

ترجمہ: "اور زمین رکھی مخلوق کے لیے اس میں میوے اور غلاف والی کھجوریں ہیں اور بھس کے ساتھ اناج اور خوشبو کے پھول تو اے جن و انس تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔"

۱۳۔ أَوَلَمْ یَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ أَیْدِیْنَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِکُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَکُوْبُهُمْ وَمِنْهَا یَأْکُلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَهُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا یَشْکُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۷۴﴾ (یٰس: ۷۱ تا ۷۴)

ترجمہ: ''کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے اپنے دست (قدرت) سے بنائے ہوئے چوپائے ان کے لیے پیدا کیے تو یہ ان کے مالک ہیں اور انہیں ان کے لیے نرم کر دیا تو کسی پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کو کھاتے ہیں اور ان میں ان کے لیے کئی طرح کے منافع اور پینے کی چیزیں ہیں تو وہ شکر ادا نہ کریں گے۔''

۱۴- قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ﴿۴۶﴾

(الانعام:۴۶)

ترجمہ: ''تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر اللہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ کے سوا کون خدا ہے کہ تمہیں یہ چیزیں لا کر دے۔ دیکھو ہم کس طرح آیتیں پھیر کر بیان کرتے ہیں پھر بھی وہ منہ پھیر لیتے ہیں۔''

۱۵- وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ﴿۲۸﴾ (الشوریٰ:۲۸)

ترجمہ: ''اور وہی ہے جو بارش برساتا ہے لوگوں کے ناامید ہونے کے بعد اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے اور وہی کام بنانے والا ہے سب خوبیوں سراہا۔

۱۶- يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ﴿۵۰﴾ (الشوریٰ:۴۹،۵۰)

ترجمہ: ''جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے یا دونوں ملادے بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ کردے بے شک وہ علم وقدرت والا ہے۔''

۱۷۔ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ (الدھر: ۲۸)

ترجمہ: ''ہم نے انہیں پیدا فرمایا اور ان کے جوڑ بند مضبوط کیے۔''

۱۸۔ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾

(عبس: ۲۴ تا ۳۲)

ترجمہ: ''تو آدمی کو چاہیے کہ اپنے کھانے میں غور کرے (یعنی اس میں کیا کیا احسانات الٰہی ہیں) کہ ہم نے اچھی طرح پانی ڈالا۔ پھر زمین کو خوب چیرا۔ تو اس سے اگایا اناج اور انگور اور چارہ اور زیتون اور کھجور اور گھنے باغ اور میوے اور گھاس تمہارے فائدے کو اور تمہارے چوپاؤں کے۔''

۱۹۔ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿۶﴾ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿۷﴾ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿۸﴾ (الانفطار: ۶ تا ۸)

ترجمہ: ''اے انسان! تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے۔ جس نے تجھے پیدا فرمایا پھر ٹھیک بنایا پھر تجھے معتدل کیا۔ جس صورت میں چاہا ترکیب دیا۔''

قارئین کرام! یہ تو دنیا کی ظاہری حسی نعمتوں کا اجمالی خاکہ ہے اور اگر انسان ان نعمتوں پر شکر ادا کرے اور بندگی اور اطاعت کی روش کو اپنائے اور اپنے کریم مولا جل مجدہ کی نافرمانی اور معصیت سے گریزاں رہے۔ تو وہ کریم اس فانی ۔ ناپائیدار حیات کے بعد اس کو ایسی حیاتِ جاوداں عطا فرمائے گا جس میں فنا اور زوال نہیں بلکہ بقاو ثبات ہے اور جس زندگی میں ایسی عظیم الشان نعمتیں ہیں کہ خیال و ادراک کی ان کے حسن و جمال اور رعنائی و زیبائی تک رسائی نہیں ۔ محلات ہیں ، حوریں ہیں ۔ باغات ہیں ، کھانے پینے کی ہر وہ نعمت اور لذت جس کی نفس خواہش و تمنا کرے اور ایسی زندگی جس میں غم ، تکلیف ، مصیبت ، بھوک ، پیاس ، بڑھاپا اور بیماری نام کی کوئی چیز نہیں ۔ اگر قارئین کے سامنے وہ سب آیات و احادیث جن میں جنت کے حسن و جمال کا تذکرہ ہے بیان کی جائیں تو ایک طویل دفتر درکار ہے لیکن اختصاراً چند آیات و احادیث بیان کی جاتی ہیں تاکہ اس بات کا اندازہ ہو سکے کہ اللہ رب العزت اپنے بندوں کو کس قدر نوازنے اور عطا فرمانے والا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ (النحل:۹۷)

ترجمہ: "اور جو نیک عمل کرے خواہ مذکر ہو یا مونث بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم ضرور اس کو پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے۔"

قال اللہ تعالیٰ:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ

(السجدۃ:۱۷)

ترجمہ: "تو کوئی جان نہیں جانتی کہ اس کی آنکھ کی ٹھنڈک کے لیے کیا

پوشیدہ ہے۔"

اس کی وضاحت اس حدیث قدسی میں ہے:

عن ابي هريرة رضى الله عنه. عن النبي الكريم ﷺ قال: قال الله عزوجل: اعددت لعبادى الصالحين ما لاعين رات. ولا اذن سمعت. ولا خطر على قلب بشر۔

(صحیح مسلم، کتاب: الجنۃ وصفۃ نعیمہا، رقم الحدیث: ۲۸۲۴)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ رب العزت فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی، نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی بشر کے دل میں اس کا خیال گزرا۔"

قال اللہ تعالیٰ:

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ۝ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۝ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ۝

(الزخرف: ۶۹ تا ۷۳)

ترجمہ: "داخل ہو جاؤ تم جنت میں اور تمہاری بیویاں اور تمہاری عزتیں ہوں گی۔ ان پر دورہ ہوگا سونے کے پیالوں اور جاموں کا اور اس میں ہر وہ نعمت و راحت ہوگی جس کی نفوس تمنا کریں گے

اور جس سے آنکھ کو لذت پہنچے گی اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔
اور یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث کیے گئے ہو اپنے اعمال
کے سبب. تمہارے لیے اس میں بہت میوے ہیں کہ ان میں
سے کھاؤ۔"

قال اللہ تعالیٰ:

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۔ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۔ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۔

(محمد: ۱۵)

ترجمہ: "احوال اس جنت کا جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے اس میں پانی کی نہریں ہیں جو کبھی نہ بگڑے اور ایسے دودھ کی نہریں جس کا مزہ نہ بدلا اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے باعث لذت ہے اور ایسی شہد کی نہریں ہیں جو صاف کیا گیا اور ان کے لیے اس میں ہر قسم کے پھل ہیں اور اپنے رب (عزوجل) کی مغفرت۔"

قال اللہ تعالیٰ:

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾

بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا
يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا
يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَحُوْرٌ
عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِلَّا
قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ
الْيَمِيْنِ ﴿۲۷﴾ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۲۹﴾
وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۰﴾ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿۳۱﴾ وَّفَاكِهَةٍ
كَثِيْرَةٍ ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿۳۳﴾ وَّفُرُشٍ
مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ
اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۳۸﴾

(الواقعۃ:۱۰ تا ۳۸)

ترجمہ: ''اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے وہی مقرب بارگاہ ہیں۔ چین کے باغوں میں۔ اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے تھوڑے۔ جڑاؤ تختوں پر ہوں گے۔ ان پر تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے۔ ان کے گرد لیے پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے۔ کوزے اور آفتابے اور جام اور آنکھوں کے سامنے بہتی شراب کہ اس سے نہ انہیں دردِ سر ہو اور نہ ہوش میں فرق آئے اور میوے جو پسند کریں اور پرندوں کا گوشت جو چاہیں اور بڑی آنکھ والیاں حوریں۔ جیسے چھپے رکھے ہوئے موتی۔ یہ جزاء ہے ان کے اعمال کی۔ اس میں نہ سنیں گے نہ کوئی بیکار بات

نہ گنہ گاری . ہاں یہ کہنا ہوگا سلام سلام ۔ اور دہنی طرف والے، کیسے
داہنی طرف والے. بے کانٹوں کی بیریوں میں اور کیلے کے
گچھوں میں اور ہمیشہ کے سائے میں اور ہمیشہ جاری پانی میں اور
بہت سے میووں میں، جو نہ ختم ہوں اور نہ روکے جائیں اور بلند
بچھونوں میں ۔ بے شک ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان اٹھایا
تو انہیں بنایا کنواریاں اپنے شوہر پر پیاریاں انہیں پیار دلاتیں
ہم عمر دہنی طرف والوں کے لیے ۔''

اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا:

لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ۝۴۸
نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۝۴۹ (الحجر: ۴۸تا۴۹)

ترجمہ: ''نہ انہیں (یعنی متقین کو) جنت میں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ وہ
وہاں سے نکالے جائیں گے ۔ (سوائے محبوب) خبر دو میرے
بندوں کو کہ بے شک میں بہت بخشنے والا مہربان ہوں ۔''

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا۝۲۰ عٰلِيَهُمْ
ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۡ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ
مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا۝۲۱ اِنَّ هٰذَا
كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا۝۲۲

(الدھر: ۲۰تا۲۲)

ترجمہ: ''اور تو جب بھی دیکھے گا (یعنی جنت میں) تو (ہر طرف) نعمتیں ہی
نعمتیں اور بہت بڑی سلطنت دیکھے گا ۔ ان کے بدن پر ہوں گے

ریشم کے سبز کپڑے اور قناویز کے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور انہیں ان کا رب ستھری شراب پلائے گا۔ ان سے فرمایا جائے گا یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی۔"

عن عبدالله بن قيس رضى الله عنه. عن النبى الكريم ﷺ قال: "ان فى الجنة جنتين آنيتهما وما فيهما من فضة. و جنتين آنيتهما وما فيهما من ذهب۔"

(صحیح بخاری، کتاب: التفسیر، باب: ومن تفسیر سورۃ الرحمٰن، رقم الحدیث: ۴۸۷۸ دار الکتاب العربی بیروت) (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: ۸۰، رقم الحدیث: ۴۴۷) (سنن الترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، باب: ماجآء فی صفۃ غرف الجنۃ، رقم الحدیث: ۲۵۲۸ دار المعرفہ بیروت) (سنن ابن ماجہ، کتاب: السنۃ، باب: فیما انکرت الجہمیۃ، رقم الحدیث: ۱۸۶، دار السلام ریاض) (سنن کبریٰ للنسائی، رقم الحدیث: ۷۷۶۵، سنن دارمی رقم الحدیث: ۲۸۲۵)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دو جنتیں چاندی کی ہیں، ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے، چاندی کا ہے۔ اور دو جنتیں سونے کی ہیں اور جو کچھ ان میں ہے، سونے کا ہے۔"

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے احسانات، انعامات، عنایات اور فضل و کرم اپنے بندوں پر بے انتہا و بے حساب ہیں اور ایسا منعم اور محسن یقیناً اس لائق ہے کہ سب سے بڑھ کر اور ٹوٹ ٹوٹ کر اس سے محبت کی جائے اور وہ انسان بڑا تعجب خیز اور حرماں نصیب، محروم اور شقی ہوگا کہ جو دنیا کے معمولی سے احسان پر تو اپنے محسن سے

محبت کرے لیکن اپنے خالق حقیقی سے محبت نہ کرے کہ جس کے احسانات احصاء، احاطہ اور ادراک سے باہر ہیں۔

اللھم اجعل حبك احبنا الینا من نفوسنا و اھلنا ومالنا و من المآء البارد۔ آمین یا ذاالجود العمیم بجاہ الحبیب الرحیم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

❋❋❋❋

محبت کا تیسرا سبب

سخاوت

محبت کا ایک سبب جس کی وجہ سے انسان کسی کی محبت میں وارفتہ ہو جاتا ہے، داد و دہش وجود و سخا ہے۔ طبعاً اور جبلتاً انسان اس سے محبت کرتا ہے کہ جس کے پاس مال و دولت کی کشائش و فراوانی ہو اور وہ اسی کشادہ دلی اور فیاضی سے اسے خرچ بھی کرتا ہو۔ اگر محبت کا یہ سبب دیکھیں تو اللہ رب العزت سے بڑھ کر کوئی جواد، فیاض، کریم اور خرچ فرمانے والا نہیں۔ اس شہنشاہ کے خزانے بے انتہاء اور لامحدود ہیں۔

جیسا کہ ارشاد فرمایا:

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۚ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ (الحجر:۲۱)

ترجمہ: ''اور کوئی چیز ایسی نہیں مگر ہمارے پاس اس کے خزانے موجود ہیں اور ہم نہیں اتارتے مگر معلوم اندازے سے۔''

اور حدیث پاک میں اس کی تشریح ہے۔ جس کو امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے اور کچھ الفاظ کے تغیر سے امام بخاری نے الادب المفرد میں اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

عن ابی ذر قال: قال رسول اللہ ﷺ یقول اللہ

تعالیٰ: لو ان اولکم و آخرکم وحیکم ومیتکم
و رطبکم و یابسکم اجتمعوا فی صعید واحد
فسال کل انسان ما بلغت امنیتہ فاعطیت کل
سائل منکم ما سال. ما نقص ذلک من ملکی
الا کما لو احدکم مر بالبحر و غمس فیہ ابرۃ ثم
رفعھا الیہ ذلک بانی جواد ماجد افعل ما ارید
عطائی کلام و عذابی کلام انما امری اذا اردتہ ان
اقول لہ کن فیکون۔ قال ابو عیسٰی۔ ھذا حدیث
حسن۔

(سنن الترمذی، کتاب: القیامۃ، رقم الحدیث: ۲۴۹۵، بیروت) (سنن ابن ماجہ، کتاب: الزھد، باب: ذکر التوبۃ، رقم الحدیث: ۴۲۵۷) (الادب المفرد، باب: الظلم ظلمات، رقم الحدیث: ۴۹۰) (صحیح مسلم، کتاب: البر والصلۃ، باب: تحریم الظلم، رقم الحدیث: ۶۵۷۲)

ترجمہ: ”حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (اے میرے بندو!) بے شک تمہارے اولین و آخرین اور تمہارے زندہ و مردہ اور تمہارے تر و خشک یہ سب ایک میدان میں اکٹھے ہو جائیں اور تم میں سے ہر انسان اپنی منتہائے خواہش کے مطابق مانگے اور میں تم میں سے ہر مانگنے والے کو وہ عطا فرماؤں جو اس نے مانگا ہے تو میری سلطنت میں اتنا بھی کم نہ ہوگا جیسے تم میں سے کوئی سمندر پر گزرے اور اس میں سوئی کو ڈبو دے پھر اس کو اپنی طرف اٹھالے۔“

قارئین! غور فرمائیں کہ خزائن الٰہیہ کی وسعت کیسی ہے کہ موجودات کا ہر فرد اپنی منتہائے خواہش یعنی جو وہ مانگ سکتا ہے اور جو اس کے دل میں خواہش اور تمنا ہے وہ مانگے اور اللہ رب العزت ہر چیز اس کو عطا فرما دے تو اس عطا سے بھی اس شہنشاہ ذوالجلال والاکرام کے خزائن میں اتنی کمی نہ ہوگی جیسے سوئی سمندر میں ڈبونے سے سمندر میں کمی واقع ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو سمندر اپنی وسعت اور گہرائی کے باوجود محدود ہیں لیکن اس کریم رب عزوجل کے خزائن لامحدود اور لامتناہی ہیں اور مخلوقات کی خواہشات، تمنائیں، آرزوئیں اپنی وسعت کے باوجود محدود اور متناہی ہیں۔ اور محدود کی محدود سے تو کچھ نسبت نکل سکتی ہے۔ محدود کی لامحدود سے کچھ نسبت نہیں نکل سکتی۔ اور وہ عظیم ذات صرف لامحدود اور لامتناہی کی صرف مالک ہی نہیں بلکہ وہ اپنے بندوں کو بے حساب و بے شمار نعمتیں عطا بھی فرماتا ہے اور اتنی فیاضی اور جوادی سے اپنے بندوں پر جود ونوال اور احسانات وعنایات فرماتا ہے کہ عقل وخرد محو حیرت ہے۔ آپ اس شہنشاہ کی وسعت عطا، فیاضی اور کریمی کی صرف ایک جھلک دیکھیں کہ اس وقت روئے زمین پر اربوں انسان موجود ہیں اور ہر انسان کی بنیادی غذا گندم ہے، اسی گندم سے روٹی بنتی ہے اور ہر انسان دن میں ایک یا دو یا تین مرتبہ کھانا کھاتا ہے۔ ذرا صرف ایک دن میں صرف ایک نعمت کا اندازہ کریں کہ گندم کے کس قدر دانے، تغذیہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ پھر ذرا یہ اندازہ کریں کہ جب سے انسان اس کرہ ارض پر آباد اس وقت سے تاہنوز کس قدر گندم استعمال ہو چکی ہے اور اس وقت سال بہ سال گندم کی پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے اور یہ تو صرف ایک نعمت کا حال ہے۔ اسی طرح پانی ہے۔ روزانہ تمام انسان بلکہ جمیع حیوانات اپنی مختلف ضروریات کے پانی استعمال کرتے ہیں۔ پیاس بجھانے کے لیے، غسل کرنے کے لیے، نظافت وصفائی کے

لیے۔ علیٰ ھذا القیاس تو ایک دن میں پانی کی کتنی مقدار استعمال ہوتی ہے اس کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے اور یہ پانی جب سے زمین پر حیوان آباد ہیں اس وقت سے تا ہنوز استعمال ہوتا ہے تو کتنا پانی استعمال ہو چکا ہے اور آپ اسی طرح ہر نعمت کے متعلق قیاس کر سکتے ہیں اور اس کا تصور کر کے اب سوچیں کہ اس شہنشاہ کا جود و کرم اور دست عطا کس قدر کشادہ اور فراخ ہے اور وہ اپنے بندوں کو کس قدر نوازتا ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ (المائدہ: ۶۴)

ترجمہ: ''اس (ذات عالی) کے دست (عطا و کرم) کشادہ ہیں وہ جسے چاہے خرچ فرماتا ہے۔''

نیز ارشاد فرمایا:

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ (البقرۃ: ۲۱۲)

ترجمہ: ''اور اللہ جس کو چاہے بغیر حساب کے رزق عطا فرماتا ہے۔''

نیز ارشاد ربانی ہے:

عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ (ھود: ۱۰۸)

ترجمہ: ''یہ بخشش ہے کبھی ختم نہ ہوگی۔''

نیز فرمایا:

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ (بنی اسرائیل: ۲۰)

ترجمہ: ''ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی اور ان کو بھی تمہارے رب کی عطا سے، اور تمہارے رب کی عطا پر روک نہیں۔''

اور حدیث پاک میں حضور نبی مکرم ﷺ نے اللہ رب العزت کے جود و کرم اور وسعت عطا کو بیان فرمایا۔

قال رسول الله ﷺ: "الله اجود جودا ثم انا اجود بني آدم."

ترجمہ: "سب سے بڑھ کر جود و کرم فرمانے والا اللہ جل مجدہ ہے اور پھر بنی آدم میں سب سے بڑھ کر جود فرمانے والا میں ہوں۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

عن ابي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: "يد الله ملأى لا تغيضها نفقة، سحاء الليل والنهار، ارايتم ما انفق منذ خلق السماء والارض؟ فانه لم يغض ما في يده.

(صحیح بخاری، کتاب: التفسیر، باب: قولہ (وکان عرشہ علی الماء)، رقم الحدیث: ۴۶۸۴، صحیح بخاری، اطراف الحدیث: ۵۳۵۲، ۷۴۱۱، ۷۴۱۹، ۷۴۹۶) (سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن، باب: من سورۃ المائدۃ، رقم الحدیث: ۳۰۴۵، دار المعرفہ بیروت) (سنن ابن ماجہ، المقدمۃ، باب: فیما انکرت الجہمیۃ، رقم الحدیث: ۱۹۷، دار السلام ریاض) (مسند احمد، جلد ۲ صفحہ ۳۱۳)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے دست (کرم و عطا) بھرے ہیں اور رات اور دن میں خرچ کرنا اسے کم نہیں کرتا۔ تم غور کرو کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اُس وقت سے کتنا خرچ فرما دیا ہے؟ پھر بھی اس کے دست (کرم) کو کوئی کمی نہیں آئی۔"

سبحان الله و بحمده، سبحان الله العظيم۔

عدد خلقه و رضا نفسه وزنة عرشه و مداد كلماته۔

اور یقیناً تمام مخلوقات کو تاقیامات ان کے رزق اور سامان معیشت عطا کرنے پر بھی اس کے خزائن بے انتہاء میں کمی واقع نہیں ہوگی اور قیامت کے بعد ایک ابدی، دائمی، باقی اور غیر فانی زندگی کا آغاز ہوگا اور ایک ایک جنتی کو رب کائنات لاکھوں میل پر محیط جنت کی زمین عطا فرمائے گا اور وہ زمین صحراء و ریگستان کی طرح خالی اور سپاٹ نہیں ہوگی بلکہ محلات و باغات، حور و غلمان اور متنوع نعمتوں سے مملوء ہوگی جس کو قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان فرمایا:

وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿٢٠﴾ (الدھر:٢٠)

ترجمہ: ''تم وہاں جہاں بھی دیکھو گے تو سراسر نعمتیں اور عظیم سلطنت ہی دیکھو گے۔''

اور وہ نعمتیں بھی منقطع اور ممنوع نہ ہوگی بلکہ روز فزوں بڑھتی چلی جائیں گی اور انہیں استعمال کرنے کا اہلِ جنت کو اذن مطلق عطا فرمایا جائے گا۔ اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا:

لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿٣٣﴾ (الواقعۃ:٣٣)

ترجمہ: ''نہ (وہ نعمتیں) منقطع ہوں گی اور نہ ان سے روکا جائے گا۔''

نیز ارشاد فرمایا:

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿٣١﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿٣٢﴾

ترجمہ: ''اور تمہارے لیے جنت میں ہر وہ نعمت ہوگی جو تمہارے دل

چاہیں گے اور وہ سب کچھ ہوگا جو تم بلاؤ گے یہ ضیافت ہے اُس (ذات عالی) کی طرف سے جو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔"

آخرت میں اللہ رب العالمین کے جود و کرم اور وسعت عطا و نوال کی ایک جھلک ملاحظہ کرنے کے لیے اس حدیث کو پیش نظر رکھیں۔

عن ابن عمر رضی الله عنهما يقول: قال رسول الله ﷺ: ان ادنى اهل الجنة منزلة لمن ينظر الى جنانه و ازواجه و نعيمه و خدمه و سرره الف سنة۔"

(سنن الترمذی، کتاب: صفۃ الجنۃ، باب: ماجاء فی رؤیۃ الرب عزوجل، رقم الحدیث: ۲۵۵۳، دارالمعرفہ بیروت)

ترجمہ: "بے شک ادنیٰ جنتی کی منزلت یہ ہوگی کہ وہ اپنی جنتوں، بیویوں، نعمتوں، خادموں اور تختوں کی طرف ایک ہزار سال کی مسافت سے دیکھ رہا ہوگا۔"

اور دوسری حدیث میں لفظ یہ ہیں جسے امام مسلم نے بھی روایت کیا کہ اس ادنیٰ درجے کے جنتی سے فرمایا جائے گا۔

فيقول هذا لك و عشرة امثاله۔

(صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: ادنیٰ اھل الجنۃ منزلۃ فیھا، رقم الحدیث: ۴۶۵، دارالکتاب العربی بیروت)

(سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ السجدۃ، رقم الحدیث: ۳۱۹۸، دارالمعرفہ بیروت)

ترجمہ: "پس اللہ رب العزت اس آخری جنتی سے فرمائے گا کہ یہ زمین جتنا اور اس کا دس گنا حصہ تیرے لیے ہے۔"

قارئین! اندازہ فرمائیں کہ ایک ادنیٰ درجے کے جنتی پر جو جہنم سے اپنی سزا بھگت کر جنت پہنچا عطا و نوازش کا یہ عالم ہے تو جنت میں تو اربہا افراد داخل ہوں

گے۔ ان سب کو اللہ رب العزت یقیناً اس ادنٰی درجے کے جنت سے بڑھ عطا فرمائے گا اور وہ عطا دائمی. ابدی اور باقی ہوگی. تو کیا اندازہ ہو سکتا ہے اس شہنشاہ حقیقی کے جود و کرم اور عطا و نوال کا؟

سو اگر کوئی کسی سے اس کے وصف سخاوت کی وجہ سے محبت کرتا ہے۔ تو دعوت ہے اسے کہ وہ اس ذات سے محبت کرے اور سب سے بڑھ کر کرے کہ جس جیسا کریم. جواد اور وھاب کوئی نہیں۔

اللھم ارزقنا حبك و حب من يحبك و حب عمل يقربني الى حبك۔

❀❀❀❀

محبت کا چوتھا سبب

قدرت و اقتدار

محبت کا ایک سبب یہ ہے کہ انسان کسی کا وسیع اقتدار اور کسی کی طاقت، قدرت اور سطوت دیکھتا ہے تو اس کا دل اس صاحب اقتدار کی محبت سے اور جذبات تعظیم و تکریم سے مملوء ہو جاتا ہے۔ اگر محبت کا یہ سبب دیکھیں تو اللہ رب العزت میں محبت کا یہ سبب علیٰ وجہ الکمال والتمام ہے۔ اس لیے کہ دنیا میں جو صاحبانِ اقتدار ہیں ان کا اقتدار زوال پذیر اور فانی ہے جونہی موت آئی نہ اقتدار رہا اور نہ قدرت اور طاقت۔ پھر ان کا اقتدار، ان کی قوت، اور طاقت محدود، عطائی اور مجازی ہے۔ جبکہ اللہ رب العزت کا اقتدار، سطوت، سلطنت، قدرت و طاقت ممتنع الزوال، باقی، دائمی، ابدی اور سرمدی ہے۔ اور وہ اپنے اقتدار و اختیار میں نہ کسی کا محتاج ہے اور نہ اس کا اقتدار محدود و متناہی ہے۔ بلکہ کائنات کی ہر شے اس کے دائرہ سلطنت و حکومت اور اسی کے زیر فرماں اور زیر نگیں ہے۔

اب ذرا اس مالک الملک کی سلطنت اور اس کی قوت اور طاقت کا اندازہ کریں کہ یہ زمین جس پر انسان آباد ہے اس کائنات کا ایک چھوٹا ترین سیارہ ہے۔ لیکن آج سائنسی ترقی کے باوجود اس زمین کا کنارہ معلوم نہیں ہو سکا۔ زمین کا تقریباً دو تہائی حصہ پانی پر مشتمل ہے جبکہ ایک تہائی حصہ خشکی پر مشتمل ہے۔ اس زمین پر اربوں کی

تعداد میں انسان آباد ہیں ۔ بے شمار حیوانات ہیں، فلک بوس پہاڑ ہیں، وسیع و عریض سمندر ہیں، لق و دق ریگزار وصحرا ہیں ۔لاتعداد درخت ہیں ۔متنوع قسم کی بری اور بحری مخلوقات اور پھر ان تمام کی معیشت کا سامان اور ارزاق ہیں ۔انسان علوم وفنون میں اس قدر ارتقاء کے باوجود ان تمام کا احاطہ نہیں کرسکا۔ پھر آسمان پر لاتعداد ستارے اور سیارے ہیں، چاند ہے، اتنا بڑا سورج ہے ۔ پھر ایک شعریٰ ستارہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے:

وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ (النجم:۴۹)

ترجمہ: ''اور بے شک وہ شعریٰ (ستارے) کا رب ہے۔''

یہ ستارہ حجم اور روشنی میں سورج سے اکیس گنا بڑا ہے اور جب یہ سورج زمین سے سینکڑوں گنا بڑا ہے تو شعریٰ ستارہ زمین سے کس قدر بڑا ہوگا۔ پھر آسمان کی وسعت کا اندازہ کریں کہ یہ آسمان زمین پر پیاز کے چھلکے کی طرح محیط ہے اور جب سورج جو زمین سے اتنا بڑا ہے وہ آسمان کے مقابلے میں ایک گیند کی طرح نظر آتا ہے تو یہ آسمان زمین سے کتنا بڑا اور وسیع ہوگا۔ زمین اور پہلے آسمان کے درمیان تقریباً ۵۰۰ سال کی مسافت کا فاصلہ ہے اور پہلے آسمان کی موٹائی اور عمق بھی ۵۰۰ سال کی مسافت ہے ۔بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری اس زمین کو پہلے آسمان کی ساتھ وہ نسبت ہے جو کہ ایک چھلے کو وسیع وعریض جنگل یا میدان کے ساتھ ہوتی ہے ۔اس پہلے آسمان پر بے شمار ملائکہ اللہ جل مجدہ کی عبادت اور اس کے ذکر میں محو ومستغرق ہیں جن کی تعداد کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ (المدثر:۳۱)

ترجمہ: ''اور تیرے رب کے لشکروں کی تعداد اس کے سوا کوئی نہیں

جاننا۔

علامہ سید محمود آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

بعض احادیث میں ہے کہ خشکی کی مخلوقات، سمندری مخلوقات کا دسواں حصہ ہے اور ان کا مجموعہ فضائی مخلوقات کا دسواں حصہ ہے۔ اور ان سب کا مجموعہ آسمان دنیا کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے اور اس کا مجموعہ دوسرے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہیں اسی طرح ساتویں آسمان تک فرشتوں کی تعداد ہے اور اس کا مجموعہ کرسی کے فرشتوں کی تعداد کا دسواں حصہ ہیں اور اس کا مجموعہ حاملین عرش کے فرشتوں کی تعداد کا دسواں حصہ ہے اور ان سب کا مجموعہ اللہ تعالیٰ کی معلومات کے مقابلہ میں بہت ہی قلیل ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ماسوا کتنی مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔ یہ آیت اور اس کی مثل دیگر آیات اور احادیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ اجسام علویہ اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے لشکر ہیں اور ان کے حقائق اور احوال کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اللہ عزوجل کے سلطنت کے دائرہ کا کلام احاطہ نہیں کرسکتا اور نہ اس کے مرکز کی طرف طائر فکر کی پرواز پہنچ سکتی ہے۔ (روح المعانی جزو ۲۹ صفحہ ۲۲۱، دار الفکر بیروت)

اور حدیث پاک میں ملائکہ کی تعداد کے متعلق ارشاد ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انی اری مالا ترون و اسمع ما لا تسمعون اطت السماء و حق لها ان تئط ما فيها موضع اربع اصابع الا وفيه ملك واضع جبهته لله ساجدا۔

(سنن ترمذی، کتاب الزہد، باب فی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو تعلمون ما اعلم، رقم الحدیث: ۲۳۱۲، دار المعروفہ بیروت، سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب: الحزن والبکاء، رقم الحدیث: ۴۱۹۰، دار السلام ریاض)

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم

نہیں دیکھتے اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے اور آسمانوں
سے چرچرانے کی آواز آئی ہے اور حق بھی ہے کہ وہ چرچرائے
کیونکہ اس میں چار انگل کے برابر بھی کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں
کوئی نہ کوئی فرشتہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہو۔"

یعنی فرشتے اس قدر کثرت تعداد میں ہیں کہ وہ اس وسیع وعریض آسمان پر کہ جو زمین سے لاکھوں کروڑوں گنا بڑا ہے۔ اس میں ایک چار انگل کی مقدار کے برابر ایسی جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ اللہ جل مجدہ کے حضور سجدہ ریز نہ ہو پھر پہلے آسمان اور دوسرے آسمان کے درمیان ۵ سو سال کا فاصلہ ہے۔ اور دوسرا آسمان بھی پہلے آسمان کو ایسے محیط ہے جیسا کہ پہلا آسمان زمین کو محیط ہے۔ اور جو نسبت زمین کی پہلے آسمان کے ساتھ ہے وہی نسبت پہلے آسمان کی دوسرے کے ساتھ ہے۔ سات آسمانوں تک ایک کی دوسرے کے ساتھ وہی نسبت ہے پھر چھٹے آسمان سے جنت کی ابتداء ہے اور وہ اس قدر وسیع وعریض ہے کہ قرآن مجید میں اس کی وسعت کے متعلق ارشادِ ربانی ہے:

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

(آل عمران: ۱۳۳)

ترجمہ: "اور اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی
چوڑائی تمام آسمان اور زمینیں ہیں۔"

یعنی اگر سات آسمان اور سات زمینوں کے تمام طبقات کو پھیلا دیا جائے تو وہ جنت کی چوڑائی اور اس کا عرض ہے۔ تو جس کے عرض کی اس قدر وسعت ہے تو اس کے طول اور لمبائی کا عالم کیا ہوگا۔ حدیث پاک میں جنت کی وسعت کے متعلق ارشادِ

مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

ان فی الجنة مئة درجة اعدها الله للمجاهدین فی سبیل الله ما بین الدرجتین کما بین السماء والارض۔

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب درجات المجاہدین فی سبیل اللہ، رقم الحدیث: ۲۷۹۰، دار الکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: "بیشک جنت میں سو درجے ہیں جن کو اللہ عزوجل نے جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کے لیے تیار کر رکھا ہے۔ اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے۔"

اور جہنم کی وسعت کے متعلق دو احادیث ملاحظہ فرمائیں:

قال النبی الکریم ﷺ: ان الصخرة العظیمة لتلقی من شفیر جهنم فتهوی فیها سبعین عاما وما تفضی الی قرارها۔ قال و کان عمر یقول اکثروا ذکر النار فان حرها شدید، و ان قعرها بعید، و ان مقامها حدید۔

(صحیح مسلم، کتاب: الزھد والرقائق، باب: الدنیا سجن المومن، رقم الحدیث: ۷۴۳۵، سنن الترمذی، کتاب: صفة جہنم، باب: ماجاء فی صفة قعر جہنم، رقم الحدیث: ۲۵۷۵، دار المعرفہ)

ترجمہ: "حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم و نے فرمایا: ایک چٹان کو جہنم کے کنارے لڑھکایا جائے گا وہ ۷۰ سال تک نیچے گرتی رہے گی لیکن جہنم کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکے

گی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ دوزخ کو یاد کیا کرو کیونکہ اس کی گرمی بہت سخت ہے اور اس کی تہہ بہت بعید ہے اور اس کے گرز لوہے کے ہیں۔"

اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں ہے:

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: كنا مع رسول الله ﷺ اذ سمع وجبة فقال النبی ﷺ تدرون ما هذا، قال قلنا۔ الله و رسوله اعلم. قال هذا حجر رمی به فی النار منذ سبعين خريفا فهو يهوی فی النار الآن حتى انتهى الى قعرها۔

(صحیح مسلم، کتاب: صفۃ الجنۃ والنار، باب: فی شدۃ حر نار جہنم، رقم الحدیث: ۷۱۶۷ دار الکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جانتے ہو یہ آواز کیا ہے؟ ہم نے عرض کی اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ وہ پتھر ہے جس کو ۷۰ سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا۔ پس وہ اب تک جہنم میں گرتا رہا۔ حتیٰ کہ اس کی گہرائی تک پہنچ گیا۔"

اس سے پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ زمین سے لے کر پہلے آسمان تک تقریباً پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے اور اگر آسمان سے کوئی وزنی پتھر زمین کی طرف پھینکا جائے تو وہ تقریباً بارہ گھنٹے میں زمین تک پہنچ جائے گا۔ اندازہ فرمائیں کہ جہنم کس قدر وسیع و عمیق مقام ہے کہ وزنی پتھر ۷۰ سال میں بھی اس کی تہہ میں نہ پہنچ سکا۔

پھر جنت سے آگے سدرۃ المنتہیٰ ہے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ سے لے کر زمین تک تقریباً تین لاکھ سال کا فاصلہ ہے۔ پھر آگے اللہ ذوالمجد والعلی کی کرسی ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (البقرۃ:۲۵۵)

ترجمہ: ''اور اللہ (عزوجل) کی کرسی آسمانوں اور زمین کو محیط ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آسمان اور زمین اپنی وسعت کے باوجود اللہ عزوجل کی کرسی کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے ایک بہت بڑے میدان میں انگوٹھی کا چھلا پڑا ہوا ہو اور عرش کی فضیلت کرسی پر اسی طرح ہے جیسے جنگل کی فضیلت اس انگوٹھی کے چھلے پر ہے۔ (الدر المنثور جلد اول صفحہ ۳۲۸)

کرسی سے مافوق عرش الٰہی ہے جہاں تمام مخلوقات اور موجودات کی انتہا ہو جاتی ہے۔ اس کی وسعت کا اندازہ بھی آپ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس فرمان سے کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں، عرش الٰہی عزوجل کی اسی عظمت، سطوت اور وسعت کے پیش نظر اللہ رب العزت نے اپنی ربوبیت کی اضافت اور نسبت عرش کی طرف فرمائی اور قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر عرش کو صفت عظیم کے ساتھ موصوف فرمایا۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾ (التوبۃ:۱۲۹)

ترجمہ: ''اور وہ عظیم عرش کا رب ہے۔''

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ (الانبیاء:۲۲)

ترجمہ: ''پس (ہر عیب سے) پاک ہے اللہ (عزوجل) جو عرش کا رب ہے اس سے جس کے ساتھ کافر اسے موصوف ٹھہراتے ہیں۔''

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾ (المومنین:۸۶)

ترجمہ: ''اے حبیب فرمائیے کون ہے سات آسمان اور عرش عظیم کا رب۔''

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ (المومنون:۱۱۶)

ترجمہ: ''پس بہت بلند ہے اللہ (عزوجل) جو برحق بادشاہ ہے اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور وہ معزز عرش کا رب ہے۔''

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾ (النمل:۲۶)

ترجمہ: ''اللہ (ذوالجد والعلیٰ) کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔''

یہاں ایک نکتہ ذہن نشین رہے کہ اللہ رب العزت نے متاع دنیا کو قلیل فرمایا چنانچہ ارشاد مالک الملک ہے:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ (النساء:۷۷)

ترجمہ: ''(اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ فرمادیں کہ دنیا کا سامان قلیل ہے۔''

کہاں ایک طرف وہ سامان دنیا جس کا ادراک واحاطہ کرنے سے عقل وفہم انسانی عاجز ہے۔ اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قلیل فرمایا تو کہاں وہ عرش جس کو اللہ رب العزت نے صفت عظمت کے ساتھ موصوف فرمایا اس کا احاطہ بطریق اولیٰ ناممکن ومحال ہے۔

نیز عرش اٹھانے والے فرشتوں کے متعلق ارشاد ہے:

وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿۱۷﴾ (الحاقۃ:۱۷)

ترجمہ: ''اس کا معاملہ تو صرف یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز (کے پیدا کرنے) کا ارادہ فرماتا ہے تو اس چیز کو فرماتا ہے''ہوجا'' پس وہ ہوجاتی ہے۔''

اور وہ اس کائنات کی خلقت میں توازن، تناسب اور سختی اور صلابت کے متعلق فرماتا ہے:

مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝۴

(الملک:۳،۴)

ترجمہ: ''تو رحمٰن کی تخلیق میں کیا کمی دیکھتا ہے۔ پس اپنی نگاہ لوٹا کیا تو کوئی شگاف دیکھتا ہے پھر اپنی نظر کو دوبارہ لوٹا تو تیری آنکھ تھکی ماندی، حسرت زدہ واپس لوٹے گی۔''

یعنی بار بار اپنی نگاہ کو لوٹا کر دیکھ کہ کہیں اس چرخ کہن میں کوئی شگاف نظر آتا ہے جب نہیں اور یقیناً نہیں تو اس حقیقت کو بلا تامل مان لے کہ اس کائنات ارض وسماء کا پیدا کرنے والا اپنی عظمت، سطوت اور قدرت میں ایسا باکمال ہے کہ جس کی کسی صفت میں کسی مخلوق کی ادنیٰ شرکت بھی نہیں اور یہی نہیں بلکہ ہم اہلِ اسلام کا یقین وایمان ہے کہ اگر اللہ رب العزت اس کائنات جیسی اربوں کھربوں کائنات پیدا فرمانا چاہے تب بھی اس کے خزانہ میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی کیونکہ زمین آسمان اپنے وسعت کے باوجود محدود متناہی ہیں لیکن اللہ رب العزت کے خزائن لامحدود اور لامتناہی ہیں اور محدود کی محدود کے ساتھ کوئی نسبت ہوسکتی ہے جبکہ محدود کی لامحدود کے ساتھ کوئی نسبت نہیں۔

عجائبات قدرت الٰہی عزوجل

اس اتحاد کائنات کے ذرہ ذرہ میں عجائبات قدرت الٰہی جل مجدہ کے بحر ذخار طلاطم خیز ہیں اور موجودات ومخلوقات کا ایک ایک فرد اپنے خالق اور مالک کی عدیم النظیر سطوت، نقائص وعیوب سے پاک قدرت اور لازوال سلطنت وحکومت پر دلیل ہے۔

و فی کل شیء لہ ایۃ
تدل علی انہ واحد

اور جو ان دلائل و براہین میں جس قدر تدبر و تفکر کرتا ہے تو اس پر اسی قدر عظمت و قدرت الٰہی عزوجل کے معارف کھلتے چلے جاتے ہیں۔ یہ اس قدر طویل موضوع ہے کہ اس کے لیے دفاتر ناکافی ہیں بلکہ قرآن مجید میں واضح الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے کہ سمندر کے قطرات سیاہی بن جائیں اور روئے زمین کے درخت قلم بن جائیں تب بھی کلمات الٰہی عزوجل یعنی عجائبات قدرت کا احاطہ احصاء اور شمار نہیں کر سکتے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾

(الکہف: ۱۰۹)

ترجمہ: ”(اے حبیب مکرم ﷺ) آپ فرما دیں اگر میرے رب کے کلمات کے لیے سمندر سیاہی بن جائے تو میرے رب کے کلمات ختم ہونے سے پہلے ضرور سمندر ختم ہو جائے گا خواہ ہم اس کی مدد

کے لیے اتنا ہی سمندر اور لے آئیں۔"

نیز ارشاد ربانی ہے:

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾ (لقمان:۲۷)

ترجمہ: "اگر روئے زمین کے تمام درخت قلم ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اور ان کے بعد سات سمندر اور ہوں پھر بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ بے شک اللہ بہت غالب، بڑی حکمت والا ہے۔"

اس موضوع پر سیر حاصل بحث کے لیے راقم السطور کی کتاب "اللہ عز وجل کی نشانیاں" (مطبوعہ زاویہ پبلشرز لاہور) کا مطالعہ کافی مفید رہے گا۔ یہاں فقط موضوع کی مناسبت سے چند عجائبات قدرت کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے تاکہ علی وجہ الایقان والعرفان معلوم ہو کہ ہمارا خالق جل وعلیٰ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

- ❶ انسان کے لیے سب سے بڑی دلیل اللہ رب العزت کی قدرت کی، خود اس کی اپنی ذات ہے جس میں اس کی شخصیت اور خلقت کے ہر گوشے اور ہر پہلو میں عجائبات کے سمندر ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ انسان کا نقطہ آغاز وہ بے جان نطفہ اور قطرہ آب ہے جو ہر قسم کے کمال، صلاحیت و استعداد سے خالی ہے۔ جس میں حس و حرکت، قدرت و طاقت، ادراک و شعور، حواس ظاہرہ و باطنہ نام کی کوئی شے موجود نہیں۔ نہ قوت باصرہ ہے، نہ قوت سامعہ ہے، نہ قوت ذائقہ و شامہ ہے اور نہ ہی قوت لامسہ ہے۔ اس بے جان اور بے حس و حرکت اور بے ارادہ قطرہ نیساں سے ایک ایسا پیکر وجود میں آئے۔ جس کی خلقت اور

جسامت میں کمال درجے کا توازن، تناسب اور اعتدال ہے۔ دونوں طرف کے کندھے، بازو، ٹانگیں، پاؤں، کان، آنکھیں بالکل متوازی اور برابر ہیں۔ جن میں اگر فرق ہوتا تو انسان کی شخصیت بدنما ہو جاتی۔ پھر ہر وہ صلاحیت، ہر وہ استعداد، ہر وہ کمال اور ہر وہ عضو جو اسے اس کائنات کو مسخر کرنے اور اپنی ذات کی بقاء کے لیے درکار ہے وہ اس میں کمال نظم وضبط سے موجود ہے۔ قوت باصرہ ہے، سامعہ ہے، ذائقہ کی قوت ہے، لامسہ کی حس ہے، قوت مدرکہ وناطقہ سب کچھ ہے۔ اور تمام اعضاء کے مابین قوی ارتباط اور تعلق ہے۔ آنکھوں اور کانوں کا ربط وتعلق دماغ سے ہے اور ہونا بھی چاہیے کہ آنکھ فقط دیکھتی ہے سمجھتی نہیں، سمجھتا دماغ ہے اور کان فقط کلام کو سنتے ہیں سمجھتے نہیں سمجھتا دماغ ہے۔ سو اگر ان کا ربط وتعلق آپس میں نہ ہوتا تو یہ قوت باصرہ وسامعہ بے کار ہو کر رہ جاتی۔ اسی طرح دل، جگر، معدہ اور گردہ کا آپس میں ایسا گہرا ربط ہے کہ اسی باریک ولطیف ربط پر انسان کے تمام اندرونی نظام کا انحصار اور مدار ہے۔ معدہ میں خوراک ہضم ہوتی ہے۔ جگر اس کو خون میں تبدیل کر کے دل کی طرف سپلائی کرتا ہے۔ گردہ، پتہ اس میں فاسد اجزاء کو سلب کرتے ہیں اور دل وہ خون پورے وجود میں تسلسل کے ساتھ سپلائی کرتا ہے۔ سوچئے جس ذات اقدس نے ایک قطرہ بے جان سے ایسا عظیم پیکر تشکیل فرمایا ہے اس کی قدرت، طاقت، حکمت اور کاریگری کا عالم کیا ہوگا؟

سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم۔

◆ اللہ رب العزت کی بے پناہ قدرت پر انسانی چہرہ بڑی واضح دلیل ہے اور وہ اس طرح کہ انسان کا چہرہ بالشت در بالشت ہے۔ ایک کان کی لو سے لے کر

دوسرے کان کی لو تک بالشت اور ٹھوڑی سے پیشانی تک بالشت بھر ہے اور اس چہرہ میں تمام انسانوں کے تمام اعضاء مشترک ہیں۔ آنکھیں ہر انسان کی ہیں اور اک مخصوص مقام پر ہیں۔ رخسار ہر انسان کے ہیں، ناک ہر انسان کی ہے، ہونٹ اور ابرو ہر انسان کے ہیں، پیشانی ہر انسان کی ہے اور کان ہر انسان کے ہیں۔ اعضاء کے اشتراک کی وجہ سے شکلیں بھی ایک جیسی ملتی جلتی ہونی چاہئیں تھیں اور ان میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہونا چاہیے تھا۔ لیکن یہ کس قدر تعجب اور حیرانگی کی بات ہے کہ مشترک الاعضاء ہونے کے باوجود پوری زمین پر کسی انسان کی شکل دوسرے انسان سے نہیں ملتی۔ باپ کی شکل بیٹے سے جدا ہے اور بیٹے کی شکل باپ سے جدا ہے۔ ماں کی شکل بیٹی سے جدا ہے اور بیٹی کی شکل ماں سے جدا ہے۔ بہن کی شکل بہن اور بھائی کی شکل بھائی سے مختلف ہے۔ مشرق میں رہنے والوں کی شکلیں مغرب میں رہنے والوں سے نہیں ملتیں۔ اس ضمن میں ایک روایت ملاحظہ فرمائیں:

''ایک آدمی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں شطرنج کے کھیل سے بڑا متعجب ہوں کہ یہ کھیل ایک مربع فٹ تختہ کے ۶۴ خانوں میں کھیلا جاتا ہے اور اگر ان خانوں میں لاکھ مرتبہ بھی شطرنج کھیلی جائے تو ہر بار بازی مختلف ہوتی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں اس سے کہیں زیادہ بڑے امر پر تعجب کرتا ہوں کہ انسان کا چہرہ بالشت بھر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ارب ہا ارب بلکہ اس سے کئی زیادہ چہرے

پیدا فرمائے لیکن کوئی چہرہ، دوسرے چہرہ سے نہیں ملتا۔ کسی کی
آنکھ دوسرے کی آنکھ سے، ناک ناک سے، ہونٹ ہونٹ سے
اور کان کان سے نہیں ملتے۔"

فتبارك الله احسن الخالقين۔

انسانی چہرہ میں اعضاء کے اس اشتراک کے باوجود اتنے عظیم فرق کا ہونا اس بات پر صریح دلیل ہے کہ پیدا کرنے والے کی قدرت ایسی عظیم الشان ہے کہ وہ رحم مادر میں جیسے چاہے کسی کو صورت عطا فرما دے۔ اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِىْ يُصَوِّرُكُمْ فِى الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٦﴾ (ال عمران:٦)

ترجمہ: "اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے رحموں میں تمہاری تصویریں بنا دیں جیسے اس نے چاہا۔ اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں وہ غالب حکمت والا ہے۔"

نیز ارشاد فرمایا:

الَّذِىْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿٧﴾ فِىْٓ اَىِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿٨﴾ (الانفطار:٧،٨)

ترجمہ: "وہ ذات جس نے تجھے پیدا فرمایا پھر ٹھیک کیا پھر ہموار بنایا جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دیا۔"

نیز ارشاد ربانی ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ۔

ترجمہ: ''اور تحقیق ہم نے تمہیں پیدا فرمایا اور تمہاری تصویر بنائی۔''

◆ اللہ رب العزت کی کاریگری اور صناعی جو وجودِ انسان میں عیاں ہے۔ اس پر ایک بڑی واضح دلیل یہ ہے کہ انسان کے چند اعضاء گردن سے اوپر ہیں اور چند اعضاء گردن سے نیچے ہیں۔ گردن سے اوپر اعضاء میں مثلاً آنکھ، ناک، کان، ہونٹ، زبان اور دماغ وغیرہ ہے اور گردن سے نیچے کے اعضاء میں مثلاً ہاتھ، پاؤں اور باقی وجود ہے۔ اور گردن کے اوپر والے اعضاء کی، نیچے والے اعضاء کے ساتھ اس قدر گہری مناسبت ہے کہ اگر یہ مناسبت نہ ہوتی تو انسان بالکل بے کار اور فضول ہو کر رہ جاتا اور اس وقت دنیا میں جو محیر العقول کارنامے دکھا رہا ہے اور ہوا کو مسخر کر رہا ہے ان میں سے کچھ بھی وقوع پذیر نہ ہوتا۔ یہ مانا کہ انسان میں قوت سامعہ، باصرہ، مدرکہ اور ناطقہ ہے لیکن سوچئے اگر گردن سے نیچے کے وجود کی شکل اور ہیئت یہ نہ ہوتی جو اب ہے تو یہ کیا قوتیں کارگر ہوتی؟ اگر اس کا بدن ہاتھی یا گھوڑے یا مچھلی کے بدن کی طرح ہوتا تو کیا وہ اپنی قوت مدرکہ سے مستفید ہو سکتا تھا؟ کیا وہ کائنات کو مسخر کر سکتا تھا؟ کیا وہ محیر العقول ایجادات و اکتشافات جو آئے روز دکھا رہا ہے اس بدن کے بغیر ممکن تھی؟ مثلاً راقم الحروف اس وقت جو تحریر کر رہا ہے یہ اگرچہ دماغ سے سوچ کر لکھ رہا ہے لیکن اگر بدن مچھلی کی طرح ہو اور ہاتھ اس طرز کے نہ ہوتے تو کیا پھر بھی لکھنا ممکن تھا؟ اس انسان کے وجود کا اس طرز میں کہ گردن کے اوپر والے اعضاء کا گردن سے نیچے والے اعضاء کے بالکل مناسب ہونا اس بات کی بین دلیل ہے کہ اس شہنشاہِ عالی مرتبت کا علم اور قدرت ہر ہر چیز کو محیط ہے اور وہ جانتا ہے کہ کس

کے وجود کا سائز، شکل اور صورت کیا ہوگی اور وہ عطا کرنے پر بھی قادر ہے۔

◆ اب ذرا آفاق عالم میں نظر دوڑائیں۔ عجائبات قدرت کا ایک بحر ذخار طلاطم خیز ہے جس کو اللہ رب العزت نے اس طرح بیان فرمایا:

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ (آل عمران: ۱۹۰)

ترجمہ: "بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے بدلنے میں ضرور نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے۔"

نیز ارشاد فرمایا:

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (یونس: ۱۰۱)

ترجمہ: "(اے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمادیں تم غور سے دیکھو کہ آسمانوں اور زمین میں کیا (علامات قدرت وحکمت) ہیں۔"

ذرا آسمان کو نگاہ تدبر و بصیرت سے دیکھیں جو اس عظیم شہنشاہ کی بے پناہ قدرت وطاقت اور عظیم الشان سطوت پر دلیل اتم ہے۔ یہ آسمان جو ہماری زمین کا اس طرح احاطہ کیے ہوئے ہے جیسے پیاز کا چھلکا پیاز کا احاطہ کیے ہوتا ہے۔ یہ زمین سے تقریباً ۵۰۰ سو سال کی مسافت دور ہے اور اس پہلے آسمان کی موٹائی بھی پانچ سو سال ہے اور یہ آسمان اس زمین کے لیے چھت کی مثل ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی بھی چھت بغیر ستون اور سہارے کے قائم نہیں رہ سکتی۔ بلکہ یہ فن تعمیر کا مسلمہ قاعدہ اور اصول ہے کہ جو چھت جس قدر وسیع، پائدار اور مضبوط ہوگی اس کے لیے ستون اور سہارے بھی اسی قدر درکار ہوں گے۔ اگر دیواریں مٹی کی ہوں اور بنیادیں کمزور ہوں تو ان

پر ایک وزنی لنٹل والی چھت کا استقرار ممکن نہیں۔لیکن غور فرمائیں کہ اللہ رب العزت کی قدرت کا عالم کیا ہے کہ اس ذات نے اس وسیع و عریض آسمان کو جو اس زمین سے بھی لاکھوں گنا بڑا ہے ستونوں اور سہاروں کے بغیر کھڑا کر دیا ہے۔اور پھر اس کی پختگی کا عالم یہ ہے کہ اسے بنے ہوئے لاکھوں، کروڑوں سال گزر گئے لیکن اس میں لچک تک پیدا نہیں ہوئی۔کوئی شگاف نہیں پڑا۔آسمانوں کا اس طرح بغیر ستونوں کے مسخر و معلق ہونا اس بات پر صریح اور واضح دلیل ہے کہ وہ مالک جل مجدہ ایسا قادر و قدیر ہے کہ جو چاہے اور جیسے چاہے پیدا فرمادے۔

اس کو قرآن مجید میں اس طرح ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا۔ (الرعد:۲)

ترجمہ: ”اللہ (عزوجل) ہی وہ ذات ہے جس نے بغیر ستونوں کے آسمانوں کو بلند فرمایا تم اسے دیکھ رہے ہو۔“

نیز ارشاد مالک الملک ہے:

اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَیْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾ وَاِلَى السَّمَآءِ كَیْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾ (الغاشیۃ:۱۷،۱۸)

ترجمہ: ”لوگ اونٹ کی طرف نظر تدبر سے کیوں نہیں دیکھتے کہ اسے کیسے بنایا گیا اور آسمان کی طرف کہ اسے کس طرح بلند کیا گیا۔“

نیز ارشاد احکم الحاکمین ہے:

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۔ مَا تَرٰى فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۔ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ

فُطُوۡرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ کَرَّتَیۡنِ یَنۡقَلِبۡ اِلَیۡکَ
الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّ ہُوَ حَسِیۡرٌ ﴿۴﴾ (الملک: ۳،۴)

ترجمہ: ''اللہ (عزوجل) وہ ذات ہے جس نے آسمانوں کو طبق در طبق پیدا فرمایا۔ تم رحمٰن کے نظام تخلیق میں کوئی بے ضابطگی اور عدم تناسب نہیں دیکھو گے۔ سو تم نگاہ پھیر کر دیکھو کیا تم اس میں کوئی شگاف یا خلل دیکھتے ہو۔ تم پھر نگاہ کو بار بار پھیر کر دیکھو۔ نظر تمہاری طرف تھک کر پلٹ کر آئے گی اور وہ ناکام ہوگی۔''

اور نہ صرف یہ کہ آسمانوں کو پیدا فرمایا بلکہ اس کا ایسا امساک فرمایا اور اس طرح مسخر فرمایا کہ وہ اپنے مرکز سے سرمو انحراف نہیں کرتا یہی حال زمین کا بھی ہے قرآن مجید نے اس حقیقت کو بڑے واضح الفاظ میں بیان کیا گیا۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُمۡسِکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ اَنۡ تَزُوۡلَا ۬ۚ
وَ لَئِنۡ زَالَتَاۤ اِنۡ اَمۡسَکَہُمَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ اِنَّہٗ
کَانَ حَلِیۡمًا غَفُوۡرًا ﴿۴۱﴾ (فاطر: ۴۱)

ترجمہ: ''بے شک اللہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ جنبش نہ کریں اور اگر وہ ہٹ جائیں تو انہیں کون روکے اللہ (عزوجل) کے سوا۔ بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔''

کیسی بے انتہا قدرت ہے اس شہنشاہ کی جس نے اپنی قدرت قاہرہ سے آسمانوں اور زمین بلکہ ہر ستارے اور سیارے کو تھاما اور روکا ہوا ہے۔

فسبحان اللہ من بیدہ ملکوت کل شیء۔

﴿۵﴾ سورج اس کائنات کا روشن ترین سیارہ ہے اور اس کی حرکت، تسخیر، ضوفشانی اور طلوع وغروب اس کے پیدا کرنے والے اور منظم ومدبر کی قدرت قاہرہ اور قوت غالبہ پر بین برہان ہے کہ یہ سورج کس طرح لاکھوں سال سے ایک مخصوص مدار اور معین مستقر میں انتہائی نظم وضبط کے ساتھ رواں دواں ہے۔ مجال ہے کہ اس کی حرکت میں اس کے طلوع وغروب میں کوئی بے قاعدگی یا عدم انضباط پایا جائے۔ آج مثلاً ۷ اپریل کو سورج کا طلوع 5:53 پر اور غروب 6:37 پر ہے تو ہزاروں سال پہلے بھی اس دن میں سورج کے طلوع وغروب کا وقت یہی تھا۔ یہ اس کی حرکت کا نظم ہی ہے کہ کبھی گرمیوں میں دن اور راتیں بڑی نہیں ہوئیں اور سردیوں میں دن بڑے اور راتیں چھوٹی نہیں ہوئیں۔ بلکہ ہمیشہ سردیوں میں دن چھوٹے اور راتیں بڑی ہوتی ہیں اور گرمیوں میں دن بڑے اور راتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔ اس سلسلے میں نیویارک اکیڈمی کے پریزیڈنٹ کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

''زمین اپنے محور پر ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چکر کاٹ رہی ہے۔ اگر اس کی رفتار ایک ہزار میل کی بجائے ایک سو میل ہوتی تو دن اتنے لمبے ہوتے کہ سورج کی تپش تمام کھیتوں کو بھون کر رکھ دیتی اور راتیں اتنی لمبی اور سرد ہوتیں کہ زندگی کی اگر کچھ رمق سورج کی تپش سے بچ جاتی تو رات کی سردی اسے منجمد کر کے رکھ دیتی۔ سورج کا درجہ حرارت 1200 ڈگری فارن ہیٹ ہے۔ لیکن زمین کو اس سے اتنی مناسب دوری پر رکھ دیا گیا ہے کہ وہ سورج کی حرارت اتنی ہی پہنچتی ہے جو حیات بخش ہے۔ لیکن اگر

سورج کا درجہ حرارت 1200 ڈگری کی بجائے 6000 ڈگری
ہوتا تو کرۂ زمین برف کے نیچے دب جاتا اور اگر 18000 ڈگری
ہوتا تو ساری زمین اس کی تمازت سے جل کر راکھ ہو جاتی۔ زمین
کا جھکاؤ ۲۳ درجہ کا زاویہ بناتا ہے اور اسی جھکاؤ سے ہمارے
موجودہ موسم مناسب وقفوں کے بعد باری باری آتے ہیں اگر اس
میں یہ جھکاؤ نہ ہوتا تو سمندر سے اٹھنے والے بخارات جنوب اور
شمال میں حرکت کرتے اور اتنی زور سے برف باری ہوتی کہ
ساری زمین ڈھک جاتی۔ اگر چاند کی دوری، زمین سے اتنی نہ
ہوتی جتنی اب ہے بلکہ صرف پچاس ہزار میل ہوتی تو سمندروں
میں مدوجزر اس شدت سے آتا کہ پہاڑوں تک کو بھی بہا کر لے
جاتا۔ اگر زمین کی سطح موجودہ سطح سے صرف دس فٹ زیادہ موٹی
ہوتی تو یہاں آکسیجن ہی نہ ہوتی اور کوئی جانور زندہ نہ رہتا۔ اور اگر
سمندر چند فٹ اور گہرے ہوتے تو ساری کاربن ڈائی آکسائیڈ اور
آکسیجن صرف ہو جاتی اور روئے زمین پر کوئی سبز پتہ نظر نہ آتا۔
اس حکیمانہ نظام پر غور کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ
کارخانۂ ہستی اتفاقاً معرضِ وجود میں نہیں آ گیا بلکہ ایک حکیم و دانا
خالق نے اس کی تخلیق فرمائی ہے ورنہ زندگی کا کوئی امکان نہ تھا۔"

(Reader's Digest Oct 1960)

اس اقتباس کے بعد اب سورج کے ایک مخصوص مدار اور مستقر میں مسخر
ہونے اور اس کے منظم طریقہ سے گردش کے متعلق قرآنی بیان ملاحظہ

فرمائیں۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ (یٰس:۳۸تا۴۰)

ترجمہ: ''سورج اپنے مستقر میں چلتا ہے۔ یہ حکم ہے زبردست علم والے کا اور چاند کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کیں یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح ہو گیا۔ سورج کی یہ مجال نہیں کہ وہ چاند کو پکڑے اور نہ ہی رات کی یہ مجال ہے کہ وہ دن پر سبقت کرے اور ہر ایک اپنے اپنے فلک میں تیر رہا ہے۔''

سو جس ذات اقدس نے سورج جیسے عظیم مجسمہ کو اس طرح مسخر، معلق اور پابند کیا ہے اس ذات کی بے پناہ قدرت کا عالم کیا ہو گا۔

- اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کے اظہار کے لیے متنوع حیوانات کو پیدا کیا۔ کسی کو دو پاؤں پر چلایا تو کسی کو چار پاؤں پر۔ اس لیے کہ جو پاؤں کے ساتھ زمین پر چلتے ہیں وہ اس بات کا تصور نہیں کر سکتے کہ پیٹ کے بل بھی چلا جا سکتا ہے سو اس ذات نے پیٹ کے بل چلنے والے جاندار پیدا کر کے دکھا دیئے مثلاً سانپ وغیرہ۔ اسی طرح انسان زمین پر چلتا ہے اور ہوا میں اڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اللہ رب العزت نے انسان کو ہوا میں اڑنے

والے بے شمار پرندے پیدا کر کے دکھا دیئے۔ نیز انسان دیوار پر چلنے کا تصور نہیں کر سکتا تو اللہ رب العزت نے انسان کو دیوار پر چلنے والے مخلوقات پیدا کر کے دکھا دیں۔ مثلاً چھپکلی وغیرہ۔ نیز انسان ہوا کے بغیر زندہ رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا اللہ رب العزت نے بے شمار آبی مخلوقات کو پانی میں زندہ رکھ کے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا۔ لیکن جو پانی میں زندہ رہ سکتی ہیں وہ خشکی میں نہیں تو چند ایسی مخلوقات پیدا کر کے دکھا دیں جو پانی میں بھی زندہ رہ سکتی ہیں اور خشکی میں بھی جیسے مینڈک، کچھوا وغیرہ۔ مخلوقات کا ان مختلف اوصاف سے متصف ہونا اس بات پر بین دلیل ہے کہ اللہ رب العزت ہر تخلیق پر قادر ہے وہ جس کو جیسے چاہے پیدا فرما دے۔

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ (النور: ۴۵)

ترجمہ: ''اور اللہ نے زمین پر ہر چلنے والا پانی سے بنایا تو ان میں کوئی اپنے پیٹ پر چلتا ہے اور ان میں کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے اور ان میں کوئی چار پاؤں پر چلتا ہے۔ اللہ بناتا ہے جو چاہے۔ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔''

◆ اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ پر اونٹ کو بطور دلیل بیان فرمایا۔ یوں تو ہر جانور اللہ رب العزت کے وجود، قدرت، علم و حکمت پر

برہان قوی ہے۔لیکن خاص اونٹ میں بہت علامات وآیات ہیں ان میں سے ایک یہ ہے جو اونٹ کو باقی جانوروں سے ممتاز اور منفرد کرتی ہے کہ اونٹ باقی تمام جانوروں کی صفات کا جامع ہے۔ باقی جس قدر جانور موجود ہیں ان میں سے کسی جانور کا گوشت اور دودھ حاصل کیا جاتا ہے اور اس کی کھال سے بھی نفع اٹھایا جاتا ہے لیکن اس پر سواری نہیں کی جاتی اور اس پر بھاری سامان نہیں لادا جا سکتا مثلاً گائے، بھینس، بکری، بھیڑ وغیرہ ان کا دودھ اور گوشت استعمال کیا جاتا ہے اور ان کی کھال سے بھی نفع اٹھایا جاتا ہے لیکن اس پر سواری نہیں کی جاتی اور اس پر بھاری سامان نہیں لادا جاسکتا مثلاً گائے، بھینس، بکری، بھیڑ وغیرہ ان کا دودھ اور گوشت استعمال کیا جاتا ہے اور ان کی کھال سے بھی نفع اٹھایا جاتا ہے۔لیکن ان پر سواری نہیں کی جاتی اور نہ ہی بھاری بوجھ ان پر لادے جاتے ہیں۔اسی طرح کچھ جانور ایسے ہیں کہ جن پر بوجھ بھی لادا جاسکتا ہے اور سواری بھی کی جاسکتی ہے لیکن ان کے گوشت اور دودھ سے نفع نہیں اٹھایا جاتا مثلاً گدھا، خچر وغیرہ کہ ان پر ثقیل سامان بھی لادا جاتا ہے اور سواری بھی کی جاتی ہے۔لیکن ان کے گوشت اور دودھ سے نفع نہیں حاصل کیا جاتا۔ اللہ رب العزت نے جو صفات دوسرے جانوروں کو متفرق عطا فرمائیں تھیں ان صفات کو اونٹ میں جمع فرما دیا۔اس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے۔ دودھ بھی پیا جاتا ہے، کھال سے بھی نفع اندوزی ہوتی ہے۔اس پر سواری بھی کی جاتی ہے اور اس سے بار برداری کا کام بھی بدرجہ اتم لیا جاتا ہے اور باقی جتنے جانور ہیں وہ سوار کے لیے بیٹھتے نہیں لیکن یہ عظیم الجثہ اور گرانڈیل، طاقتور جانور ہو کر ایسا مسخر

ہے حضرت انسان کے لیے کہ سواری کے لیے بیٹھ جاتا ہے اور بچہ بھی اس کی نکیل پکڑ کے چلے تو اس کے سات چل پڑتا ہے۔

خلقت اونٹ میں اللہ رب العزت کی کاریگری، صفت اور کمال قدرت کی ایک واضح دلیل یہ ہے کہ انسان کو تجارتی ضروریات کے لیے لق و دق صحرا میں سفر سے سابقہ پڑتا ہے بالخصوص اہل عرب کو جو قرآن کے اولین مخاطب ہیں اور ریگزار و ریگستان میں پانی کی اور درختوں کی قلت ہوتی ہے۔ چلچلاتی دھوپ کی وجہ سے گرم ریت پر چلنا مشکل ہو جاتا ہے نیز پاؤں دھنسنے لگتے ہیں سو حضرت انسان کو ایسا جانور درکار تھا کہ جو صحرائی ماحول کے ساتھ کمال درجہ کی مناسبت اور مطابقت رکھتا ہو۔ جس میں بھوک اور پیاس کی برداشت بھی ہو۔ جو قوی ہیکل اور عظیم الجثہ بھی ہو اور اس کے پاؤں اس طرز اور ہیئت کے ہو کر وہ نرم و گداز ریت میں نہ دھنسیں اور اس کی کھال اس قدر موٹی اور دبیز ہو کہ اس میں صحرائی گرمی کی برداشت ہو۔ اللہ رب العزت نے اس انسانی ضرورت کو اونٹ کی تخلیق کے ساتھ پورا فرما دیا۔ اونٹ تمام جانوروں میں وہ واحد جانور ہے جس میں یہ تمام صفات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ اونٹ کا عین اس صحرائی ماحول کے مطابق ہونا اس بات پر صریح برہان ہے کہ اللہ رب العزت ہر شے کو پیدا کرنے پر قادر مطلق ہے۔ اس لیے قرآن مجید، فرقانِ حمید نے ہمیں خلقت اونٹ میں دعوت تدبر دی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ ﴿۱۷﴾ (الغاشیۃ:۱۷)

ترجمہ: ”لوگ اونٹ میں غور و فکر کیوں نہیں کرتے کہ اسے کیسے پیدا کیا گیا۔“

◆ ۸ ایک بات جو اللہ رب العزت کی قدرت کے حوالہ سے بہت تعجب خیز ہے وہ یہ کہ ایک کوہ قامت ہاتھی اور اونٹ میں جس قدر اعضاء ہیں۔ قریباً وہ سب اعضاء ایک چیونٹی کے وجود میں بھی ہیں حالانکہ چیونٹی اور ہاتھی کے وجود میں کس قدر فرق ہے لیکن یہ اس شہنشاہ ذی عظمت کی قدرت ہے کہ وہ جیسے چاہے پیدا فرماتا ہے۔

◆ ۹ قدرت باری تعالیٰ کے حوالہ سے ایک بڑی عجیب بات جس کا ہم شب و روز اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں وہ گائے، بھینس اور دیگر جانوروں کا دودھ ہے۔ اس دودھ کا ماخذ اور مصدر وہ چارہ ہے جو جانور کھاتا ہے اسی چارہ سے گوبر اور خون بھی بنتا ہے۔ یہ تینوں چیزیں اس ایک مصدر سے برآمد ہوئیں لیکن کمال ہے اللہ رب العزت کی قدرت کا کہ وہ دودھ گائے وغیرہ میں سے اس طرح نکلتا ہے کہ اس میں کوئی گوبر کا ذرہ اور خون کا قطرہ موجود نہیں ہوتا بلکہ صاف، شفاف اور فطرت سلیم کے عین مطابق ہوتا ہے۔ اس بات کو قرآن مجید میں بیان کیا گیا۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ (النحل:۶۶)

ترجمہ: ''بے شک ان جانوروں میں تمہارے لیے غور و فکر کا موقع ہے۔ ہم تم کو گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوشگوار ہے۔''

نیز ارشاد فرمایا:

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۔ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾

(المومنون:۲۱)

ترجمہ: "اور بے شک تمہارے لیے جانوروں میں غور وفکر کا موقع ہے۔
ہم تمہیں اس کے پیٹ میں سے پلاتے ہیں اور اس میں تمہارے
لیے بہت سے منافع ہیں اور اس سے تم کھاتے ہو۔"

قارئین کرام! یہ فقط چند شواہد اور دلائل ہیں اللہ رب العزت کی بے انتہا قدرت کے عجائبات پر و گرنہ حق یہ ہے کہ اس کائنات کا ذرہ ذرہ، زمین و آسمان، لوح و قلم، جنت و دوزخ، عرش و کرسی، سورج، چاند، ستارے اور بر و بحر یہ سب اللہ رب العزت کی قدرت کاملہ پر آیات، شواہد اور براہین ہیں۔ لیکن چونکہ ان سب کا استیعاب اور احاطہ مقصود نہیں تھا بلکہ محض اس نکتہ کی وضاحت مقصود تھی کہ اگر کوئی کسی کی سطوت، اقتدار، حکومت اور قوت و طاقت کی وجہ سے اس سے محبت کرتا ہے تو اس محبت کی سب سے زیادہ حق دار اللہ رب العزت کی ذات ہے کہ جس کی قدرت کے مقابلہ میں کسی کی قدرت نہیں اور در اصل قدرت ہے ہی اسی ذات عالی وقار کی۔

فسبحان الله و بحمده. سبحان الله العظيم عدد خلقه و رضا نفسه وزنة عرشه و مداد كلماته.

❀❀❀❀

محبت کا پانچواں سبب

وسعت علم

محبت کا ایک سبب وسعت علم ہے۔ عموماً لوگ علماء سے ان کے حسب ونسب یا ان کی دولت یا دیگر صفات کی بناء پر محبت نہیں کرتے بلکہ محبت صرف اس وجہ سے کرتے ہیں کہ ان کے سینوں میں علم کی دولت ہے اور یہ بھی ایک فطری بات ہے کہ جس کا علم اور جس کی معرفت جس قدر زیادہ ہے اس سے محبت بھی اسی قدر زیادہ کی جاتی ہے۔ اگر محبت کا یہ سبب دیکھیں تو اللہ رب العزت میں وصف علم اس درجہ کمال پر ہے کہ اس سے بڑھ کر علم کسی میں تصور نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کے مقابلہ میں مخلوق کا علم نیست ہے اور جس میں جو علم ہے محض اس کی عطا اور توفیق سے ہے اور دراصل ذاتی، حقیقی، سرمدی اور ابدی علم صرف اسی ذات کا ہے۔ جس کی نگاہِ علم سے موجودات و مخلوقات کا کوئی فرد کسی وقت خارج نہیں۔ جو اپنے بندوں کے ظاہر و باطن کو، خلوت و جلوت، احوال و اعمال، حرکات و سکنات کو اور ہر ہر حالت و کیفیت کو جانتا ہے۔ جس کا علم ہر شے کو محیط ہے اور جس کا علم حدود و قیود سے مبرا اور ماورا ہے۔ اور جس ذات کا علم ہر ہر ذرہ کے متعلق لا محدود اور لامتناہی ہے۔

فخر الملۃ والدین امام فخر الدین رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ فرماتے ہیں:

معلومات اللہ تعالٰی غیر متناھیۃ و معلوماتہ فی

كل واحد من تلك المعلومات ايضا غير متناهية۔ (تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۷۳)

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ کی معلومات غیر متناہی ہیں اور ان معلومات غیر متناہیہ میں سے ہر معلوم پھر غیر متناہی وجہ سے معلوم ہے۔''

اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی کا ہاتھ جب سے پیدا ہوا ہے تو اس نے کب اور کتنی بار اور کس مقصد کے لیے حرکت کی ہے اور کتنی مرتبہ اور کب اور کس مقصد کے لیے حرکت کرے گا؟ اس ہاتھ کے ساتھ اس نے کس چیز کو پکڑا، کتنی بار پکڑا۔ اس ہاتھ کے ساتھ اس انسان نے کون کون سی چیز بنائی اور بنائے گا۔ کس شے کو مس کیا اور مس کرے گا۔ اس ہاتھ کے ساتھ کب مارا اور کس کس کو مارے گا۔ اور ابد الآباد تک اس ہاتھ سے جو کام لے گا اور جس جس مقصد کے لیے استعمال کرے گا اور حرکت دے گا وہ سب اللہ رب العزت کے علم میں ازل سے ہیں اور یہ تو صرف ایک عضو کا حال ہے خالق جل مجدہ کا پوری کائنات کی ہر ہر شے کے متعلق علم بالفعل لا محدود و لامتناہی ہے۔ اس کائنات میں کیا پیدا ہوا، کیا پیدا ہوگا؟ ان کے احوال کیفیات، اعمال اور ظاہر و باطن سب کچھ اس ذات پر ازل سے عیاں ہیں اور کوئی ایک ذرہ کائنات کا کسی وجہ سے اس سے نہاں اور پوشیدہ نہیں۔ قارئین اگر راقم کی اس بات میں تدبر کریں گے تو انہیں معرفت الٰہی جل مجدہ کا بحر بیکراں طلاطم خیز نظر آئے گا اور دل گواہی دے گا کہ جس ذات کا علم اس قدر وسیع و عظیم اور بے انتہا ہے وہ ذات واقعی اس لائق ہے کہ اس سے سب سے زیادہ محبت کی جائے۔ علم الٰہی جل مجدہ کی وسعت پر قرآنی دلائل ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

۱- اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾ (التوبۃ: ۱۱۵)

ترجمہ: "بے شک اللہ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔"

۲- اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ (یونس:۳۶)

ترجمہ: "بے شک لوگ جو کام کرتے ہیں اللہ سب جانتا ہے۔"

۳- اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ (هود:۵)

ترجمہ: "بے شک وہ دلوں کی باتوں کو بخوبی جانتا ہے۔"

۴- قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۔ (الملک:۲۶)

ترجمہ: "حبیب تم فرمادو کہ علم تو صرف اللہ کے پاس ہے۔"

۵- رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا ۔ (غافر:۷)

ترجمہ: "اے ہمارے رب تیری رحمت اور تیرا علم ہر شے کو محیط ہے۔"

۶- وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ (الطلاق:۱۲)

ترجمہ: "اور بے شک اللہ تعالیٰ کے علم نے ہر شے کا احاطہ کر رکھا ہے۔"

۷- وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۔ (فصلت:۴۷)

ترجمہ: "اور عورت کو جو حمل ہوتا ہے اور جو وضع حمل ہوتا ہے سب اس کے علم میں ہے۔"

۸- اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۖ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (لقمان:۳۴)

ترجمہ: "بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم، اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی

کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بے شک اللہ جاننے والا، بتانے والا ہے۔"

۹۔ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾ (البقرۃ:۷۷)

ترجمہ: "کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔"

۱۰۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ (البقرۃ:۲۱۶)

ترجمہ: "اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

۱۱۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ (البقرۃ:۲۵۵)

ترجمہ: "وہ خوب جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔"

۱۲۔ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (آل عمران:۲۹)

ترجمہ: "اور وہ خوب جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔"

۱۳۔ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الانعام:۵۹)

ترجمہ: "اور خشکی اور تری میں جو کچھ ہے وہ سب جانتا ہے۔"

۱۴۔ وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا (ھود:۶)

ترجمہ: "اور وہ خوب جانتا ہے ہر جان کی جائے قرار اور سپردگی کی جگہ کو۔"

۱۵۔ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴﴾ (الحدید:۴)

ترجمہ: "وہ جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے اور جو اس سے باہر نکلتا

ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔"

۱۶- وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾

(ق:۱۶)

ترجمہ: "اور بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔"

۱۷- عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ (الانعام:۷۳)

ترجمہ: "وہ ہر غیب اور حاضر کو جاننے والا ہے۔"

۱۸- وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۱﴾ (یونس:۶۱)

ترجمہ: "اور تم کسی کام میں ہو اور اس کی طرف سے کچھ قرآن پڑھو اور تم لوگ کوئی کام کرو مگر ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس کو شروع کرتی ہیں اور تمہارے رب سے ذرہ بھر کوئی چیز غائب نہیں زمین میں نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی کوئی چیز جو ایک روشن کتاب میں نہ ہو۔"

۱۹- وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا

فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا
وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا
فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۵۹﴾ (الانعام:۵۹)

ترجمہ: "اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتا گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔"

۲۰- اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۴﴾ (الملک: ۱۴)

ترجمہ: "کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا اور وہی ہے ہر باریکی جانتا خبردار۔"

یہ آخری آیت کریمہ اللہ رب العزت کے بے انتہاء ولا محدود علم پر بہت قوی برہان ہے اور وہ اس طرح کہ اللہ رب العزت نے تمام مخلوقات وموجودات کو خلعت وجود عطا فرمایا اور پھر اس کی بقاء کے ذرائع و اسباب پیدا فرمائے۔ اگر مالک جانتا نہ کہ کس مخلوق کو کیسا وجود اور کیسے اعضاء درکار ہیں اور ان اعضاء کا باہمی ربط و تعلق کیا ہے نیز پھر اسے اپنے وجود کے لیے کیا کیا اسباب درکار ہیں تو اللہ رب العزت ان کو پیدا کیسے فرماتا؟ مثلاً انسان کے وجود کی جو ساخت اور ہیئت ہے وہ بڑی منظم، معتدل، متوازن اور جامع ہے جس میں اگر کسی عضو کی کمی یا کسی عضو کی زیادتی ہو جائے تو انسان کی خلقت ادھوری یا بدنما بن جائے۔ یہ انسان کو اس کامل اور احسن شکل میں وجود عطا فرمانا صرف اور صرف اسی ذات کی کاریگری، صنعت اور کمال ہو سکتا ہے کہ جس کا علم ہر شے کو محیط ہو۔ پھر صرف وجود نہیں عطا فرمایا بلکہ وجود کی بقاء کے وسائل و اسباب بھی پیدا فرمائے۔ سورج، چاند، ستارے، ہوا، پانی، زمین سے نکلنے والی اجناس،

نباتات اور معدنیات وغیرہ جن پر انسان کی زندگی کا دارومدار اور انحصار ہے یہ سب کچھ بڑی فراوانی اور وسعت سے پیدا فرمائے سو اگر اللہ رب العزت کو معلوم نہ ہوتا کہ حضرت انسان کی کیا کیا ضروریات ہیں تو ان سب کو کس طرح پیدا فرماتا ان سب اشیاء اور وسائل و اسباب کا ایک تسلسل سے بڑی فراوانی سے پیدا ہوتے چلے جانا اس بات پر قوی دلیل ہے کہ اللہ رب العزت ہر ہر شے کی ضروریات کو جانتا ہے اور اس کو پورا کرنے پر قادر مطلق ہے۔

ایک نہایت دقیق اور لطیف نکتہ علم باری تعالیٰ کے متعلق ذہن نشین فرمالیں کہ انسان نے اگر کوئی ایسی چیز بنائی ہو جس کا نظام بہت پیچیدہ اور باریک ہو تو اس کے لیے زیادہ سے زیادہ روشنی کا انتظام کرتا ہے مثلاً موبائل کا اندرونی نظام بہت باریک ہے۔ اگر کسی نے اس کے اندرونی نظام کی تشکیل اور پرزوں کے مابین ربط و تعلق قائم کرنا ہو تو اندھیرے اور تاریکی میں نہیں کر سکتا لامحالہ اس کے لیے تیز روشنی کا انتظام کرے گا۔ لیکن ہر نقص سے پاک ہے اس ذات کا علم اور اس ذات کی بصارت جس نے انسان کے وجود کو جس کا ظاہری اور اندرونی نظام انتہائی پیچیدہ، لطیف اور باریک و دقیق ہے اس کو ماں کے پیٹ میں تین تاریکیوں میں پیدا کیا اس طرح کہ اس کے وجود میں کمال درجہ کا نظم اور اعضاء کا باہمی ارتباط موجود ہے۔ آنکھوں کا تعلق دماغ سے ہے اسی طرح کانوں کا بھی۔ دل، جگر، معدہ، گردہ ان سب کا باہمی بہت گہرا ربط ہے۔ دماغ میں باریک باریک شریانیں ہیں جن کا آپس میں گہرا ربط ہے۔ سوچیے کہ اس شہنشاہ کا علم کس قدر وسیع ہے کہ جو تین تاریکیوں اور ظلمات میں وجود انسان کی تشکیل و تدبیر فرماتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّن بَعْدِ خَلْقٍ فِي

ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ (الزمر:٦)

ترجمہ: "اللہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں بناتا ہے ایک خلقت کے بعد دوسری خلقت میں تین اندھیریوں میں۔"

تین تاریکیوں سے مراد تین حجاب اور پردے ہیں ایک حجاب اور پردہ ماں کے پیٹ کا ہے، دوسرا حجاب اور پردہ رحم مادر کا ہے اور تیسرا حجاب اور پردہ وہ جھلی ہے جس میں انسان کی تخلیق ہوتی ہے۔

فتبارك الله احسن الخالقين۔

سوائے محبوبانِ مجازی کی محبت میں گرفتہ و درماندہ انسان اگر تو نے محبت کرنی ہے تو اس ذات عالی وقار سے کر جس کا علم اور بصارت و سماعت ہر ہر شے کو محیط ہے۔

❁❁❁❁

محبت کا چھٹا سبب

وفا

محبت کا ایک سبب کسی انسان کی وفاداری ہے اور اس وجہ سے بھی اللہ رب العزت کی ذات بندے کی سب سے زیادہ محبت کی حق دار ہے۔ کیونکہ دنیا کے محبوب عموماً مطلب اور مفاد پرست ہو گئے ہیں اور ان میں وفا کا عنصر بہت کم ہوتا ہے۔ جوں مطلب اور مفاد پورا ہوا تو محبت سرد مہری اختیار کر جاتی ہے اور عموماً محبوب سے وفا کے بجائے بے وفائی ملتی ہے۔ ہاں اک ایسا محبوب و مطلوب ہے جس کی محبت ہر قسم کے مفاد، مطلب اور غرض سے بالا تر ہے، جس کی بارگاہ میں وفا ہے بے وفائی نہیں۔ بندہ اس ذات سے بے وفائی کرے تو کرے لیکن اس ذات کا یہ شیوہ نہیں کہ وہ کسی سے بے وفائی کرے اور وہ ذات اللہ رب العزت کی ذات ہے۔ اسی ذات کا ارشاد ہے:

مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ۝
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ۝

(الذاریات: ۵۷، ۵۸)

ترجمہ: ''میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں، بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا، قوت والا قدرت

والا ہے۔"

اللہ رب العزت اپنے بندہ کو بے شمار ظاہری، باطنی، حسی اور معنوی نعمتوں سے نوازتا ہے اور اس بندہ کا حق بنتا ہے کہ وہ اپنے مالک اور منعم کی اطاعت و فرمانبرداری کرے۔ لیکن بندہ مسلسل اور پیہم نافرمانی اور سرکشی کا رویہ اپناتا ہے تو اللہ رب العزت پھر بھی اس پر اپنی نعمتوں کے دروازے بند نہیں فرماتا ہے مسلسل مہلت دیتا ہے۔ مختلف انداز سے تذکیر اور تنبیہ فرماتا ہے اور اگر بندہ زندگی کے کسی موڑ پر اس کی طرف رجوع کرے اور اپنے سابقہ رویہ سے توبہ کر دے تو وہ ایسا کریم اور روفا کرنے والا ہے کہ اس کی سابقہ تمام تقصیرات اور جرائم پر قلم عفو پھیر کر بندہ کو اپنی رحمت میں لے لیتا ہے۔ چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ ﷺ "التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب: الزھد، رقم الحدیث: ۴۲۵۰)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "گناہ سے توبہ کرنے والا اس آدمی کی طرح ہے جس پر کوئی گناہ نہ ہو۔"

نیز حدیث میں ہے:

قال رسول اللہ ﷺ: "الاسلام یھدم ما کان قبلہ۔"

(صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: کون الاسلام یھدم ما قبلہ، رقم الحدیث: ۳۲۱، دار الکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اسلام ما قبل کے تمام گناہوں کو

منہدم کر دیتا ہے۔"

نیز حدیث میں ہے:

عن ابی هريرة رضي الله عنه. قال: قال رسول الله ﷺ: يقول الله عزوجل: "انا عند ظن عبدى. و انا معه حين يذكرني. فان ذكرني في نفسه. ذكرته في نفسي. و ان ذكرني في ملاء. ذكرته في ملاء خير منه. و ان اقترب الى شبرا. تقربت اليه ذراعا. و ان اقترب الى ذراعا اقتربت اليه باعا. و ان اتاني يمشي اتيته هرولة۔

(صحیح مسلم، کتاب: الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب: الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ، رقم الحدیث: ۶۸۰۵)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل مجدہ کا فرمان ہے۔ میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق کرتا ہوں اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، پس اگر وہ مجھے تنہا یاد کرے تو میں اسے تنہا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے مجمع میں یاد کرے تو میں اس مجمع سے بہتر مجمع میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر میں بندہ ایک بالشت میرے قریب ہو (یعنی توبہ و ذکر کے ذریعے) تو میں (یعنی میری رحمت) ایک ہاتھ برابر اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ برابر میرے قریب ہو تو میں پورے دو بازو کے پھیلاؤ کے برابر اس کے قریب ہوتا

ہوں اور اگر وہ میری طرف پیدل چل کر آئے تو میری (رحمت) دوڑ کر اس کے پاس آتی ہے۔"

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے "احیاء العلوم" میں اور امام ابوالقاسم قیشری رحمۃ اللہ علیہ نے "الرسالۃ القشیریہ" میں یہ روایت نقل کی:

اوحی اللہ عزوجل الیٰ داؤد علیہ السلام: لو یعلم المدبرین عنی کیف انتظاری لھم و رفقی بھم و شوق الیٰ ترك معاصیھم لماتوا شوقا الی، وانقطعت او صالھم من محبتی یا داؤد! ھذہ ارادتی للمدبرین علی، فکیف ارادتی للمقبلین الی؟ (الرسالۃ القشیریہ، باب: الشوق، صفحہ ۳۶۰ بیروت)

ترجمہ: "اللہ رب العزت نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جو لوگ مجھ سے روگردانی کرتے ہیں اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ مجھے ان کا کتنا انتظار ہے اور میں ان پر کتنا مہربان ہوں اور مجھے کتنا شوق ہے ان کی نافرمانی کو ترک کرنے کا، تو وہ میرے شوق کی وجہ سے مر جائیں گے اور میری محبت کی وجہ سے ان کی رگیں کٹ جائیں گی اور اے داؤد (علیہ السلام)! یہ تو میرا اس کے متعلق ارادہ ہے جو مجھ سے روگردانی کرتا ہے۔ تو (سوچ) میرا اس کے متعلق کیا ارادہ ہوگا جو میری طرف متوجہ رہتا ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اک دعا میں اللہ رب العزت کی بارگاہ

عالی میں عرض کی:

انت اھل الوفا۔

ترجمہ: ''کہ تو ہی وفا کرنے والا ہے۔''

سوائے انسان دنیا کے مفاد پرست محبوبوں سے ہرگز تجھے وفا نہ ملے گی اگر تو وفا کو چاہتا ہے تو ایسے محبوب سے محبت کر جس نے کبھی کسی سے بے وفائی نہیں کی اور وہ اللہ جل مجدہ کی ذات ہے۔

❁❁❁❁

محبت کی علامات

اور تقاضے

محبت کی علامات اور تقاضے

یہاں تک قارئین کے سامنے اللہ رب العزت سے انتہائی شدت کی اور سب سے بڑھ کر محبت کی چند وجوہات اور اسباب بیان کیے ہیں اور در حقیقت محبت باری تعالیٰ کے اسباب و وجوہات حیطہ ادراک و احصاء سے باہر ہیں۔ یہ چند وجوہات بیان کی ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ طالبانِ حق جل وعلیٰ کے لیے کافی و وافی ہیں۔اب یہ بات سمجھ لیں کہ جس طرح محبت کے اسباب ہیں اسی طرح محبت کی علامات اور محبت کے بہت سے تقاضے ہیں۔جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی انسان کو اپنے محبوب ومطلوب سے کتنی محبت ہے۔اگر وہ علامات اپنے تمام وکمال پر ہوں تو محبت بھی کامل وتام ہے اور اگر وہ علامات ناقص و ناتمام ہوں تو محبت بھی ناقص و ناتمام ہے۔سو ضروری ہے کہ اللہ رب العزت کے ساتھ محبت کے تقاضے اور اس کی علامات معلوم ہوں تا کہ بندہ ان پر عمل کر کے محبت کے درجہ کمال تک فائز ہو سکے۔

❁❁❁❁

محبت کی پہلی علامت

شوقِ وصال

محبت کی پہلی بنیادی اور اساسی علامت اور اس کا تقاضا محبوب ومطلوب کے وصال، حضوری اور قرب کو پانے کی تڑپ اور شوق ہے۔ جو بندہ باری تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ تو کرے لیکن اسے اس کی بارگاہ میں جھکنے کا شوق نہ ہو۔ اس کی حضوری اور وصل کی تڑپ نہ ہو سمجھ لیجیے کہ وہ بندہ اپنے محبت کے دعویٰ میں ناقص ہے۔ اس لیے کہ محبت تو اک آگ ہے جو انسان کے باطن کو راکھ بنا دیتی ہے۔ وہ اک نشہ ہے جو انسان کو محو ومستغرق کر دیتا ہے۔ محبت انسان کو بے چین ومضطرب کر دیتی ہے۔ محبت انسان کو آرام وسکون کی نیند سونے نہیں دیتی۔ محبت انسان کو محبوب کی لقاء کی طلب میں تڑپاتی ہے، رلاتی ہے، بے خود اور گم گشتہ کرتی ہے۔ محبت آپ سے آپ یہ تقاضا کرتی ہے کہ تنہائی وخلوت کے لمحات ہوں اور محبوب کا حسن وجمال نگاہوں کے سامنے ہو اور بس اس کی دید سے قلب ونظر کو سکون ملے۔ سو قارئین آپ اگر عشاق کے احوال پڑھیں گے تو آپ کو عشاق کا یہ جذب وشوق کا وصف ضرور نظر آئے گا کہ وہ باری تعالیٰ کی محبت میں اور لقاء ووصل کی طلب میں تڑپتے ہیں، روتے ہیں، تنہائی وخلوت کے لمحات میں جبکہ لوگ گہری نیند سو جاتے ہیں وہ اٹھ کر اپنے محبوب ومطلوب سے مناجات اور گریہ وبکاء کرتے ہیں۔ اور خلوت وتنہائی میں محبوب کی بارگاہ میں جھکنے اور سجدہ ریزی سے اور اس کی یاد

سے ایسا سکون ایسی طمانیت۔ایسی لذت۔چاشنی اور حلاوت پاتے ہیں جو انہیں دنیا کی کسی نعمت میں میسر نہیں آتی۔ان کی تمنا اور خواہش یہی ہوتی ہے کہ وقت کی نبض رک جائے اور وہ اپنے مولا جل مجدہ کی حضوری اور وصل سے محظوظ ہوتے ہیں۔روایات میں ہے کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سردیوں کی سخت اور طویل راتوں میں ایک ہی سجدہ میں ساری رات گزار دیتی اور جب فجر کی اذان ہوتی تو آہ سرد بلند کرتی اور عرض کرتی کہ مالک یہ راتیں کتنی چھوٹی ہیں کہ میں جی بھر کر تجھے سجدہ بھی نہ کرسکی۔

قرآن مجید۔فرقان حمید میں ان عاشقوں کی یہ علامت اس طرح بیان ہوئی:

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ (الفرقان:۶۴)

ترجمہ: "اور وہ جو رات اپنے رب کے لیے گزارتے ہیں حالت سجدہ اور حالت قیام میں۔"

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا (السجدہ:۱۶)

ترجمہ: "ان کی کروٹیں جدا رہتی ہیں بستروں سے وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید سے۔"

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے احوال میں ملتا ہے کہ آپ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور وہ اس طرح کہ جب سب لوگ اپنے گھروں کو چلے جاتے تو آپ عشاء کی نماز کے بعد اپنے رب جل مجدہ کے حضور حاضر ہو کر اس سے مناجات کرتے اور اس کی محبت میں گریہ و بکاء کرتے۔

قرآن مجید نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس کیفیت شوق کو اس طرح بیان کیا۔

وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ (طٰہٰ:۸۴)

ترجمہ: ''اور اے میرے رب میں تیری طرف جلدی اس لیے آیا ہوں تا کہ تو راضی ہو جائے۔''

حضور نبی مکرم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اسالك النظر الیٰ وجهك الكريم، و شوقا الیٰ لقائك۔ (سنن النسائی بکتاب السہو، مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۲۶۴)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے وجہ کریم کی زیارت کا سوال کرتا ہوں اور تیری ملاقات کے شوق کا سوال کرتا ہوں۔''

ہر محب کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ اسے اپنے محبوب سے تنہائی اور خلوت مل جائے تا کہ وہ اس تنہائی اور خلوت میں اپنے محبوب کا دیدار بھی کرے اور اس سے ہم کلام بھی ہو۔ اللہ رب العزت نے اپنے ساتھ محبت کرنے والوں کو فرض نماز کے علاوہ قیام اللیل اور تہجد کی نماز کا تحفہ عطا فرمایا تا کہ عامۃ الناس جب اپنے بستروں پر جا کر محو استراحت ہوں تو یہ عاشق اپنے محبوب و مطلوب سے جی بھر کر مناجات کریں۔ سجدے کریں۔ ماہی بے آب کی طرح تڑپیں اور بالآخر اپنے محبوب و طلوب اور مقصود تک رسائی حاصل کریں۔

چند فضائل، قیام الیل کے ملاحظہ فرمائیں تا کہ قارئین میں بھی اس وصل و لقاء کی طلب اور تڑپ پیدا ہو جائے۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ (الانسان:۲۶)

ترجمہ: ''اور رات (کی تنہائیوں) میں اس کو سجدہ کر اور طویل رات تک اس کی پاکی بیان کر۔''

نیز ارشاد فرمایا:

يَتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ (آل عمران: ۱۱۳)

ترجمہ: "(اور اے اللہ عزوجل کے عاشق) رات کی گھڑیوں میں اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور وہ سجدہ کرتے ہیں۔"

نیز فرمایا:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ (الاسراء:۷۹)

ترجمہ: "اور رات میں تہجد پڑھو تمہارے لیے زائد ہیں۔"

چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

۱- عن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنہما قال: سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول: لا حسد الا علی اثنتین: رجل آتاہ اللّٰہ الکتاب و قام بہ آناء اللیل، و رجل اعطاء اللّٰہ مالا فھو یتصدق بہ آناء اللیل والنھار۔

(صحیح بخاری، کتاب: فضائل القرآن، رقم الحدیث: ۴۷۳۷) (صحیح مسلم، کتاب: صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث: ۸۱۵) (سنن الترمذی، کتاب: البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب: ما جاء فی الحسد، رقم الحدیث: ۱۹۳۶) (سنن ابن ماجہ، کتاب: الزھد، باب: الحسد، رقم الحدیث: ۴۲۰۹)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسد (یعنی رشک) نہیں ہے مگر دو آدمیوں پر۔ ایک وہ شخص جسے اللہ کریم نے قرآن (کا علم) عطا فرمایا اور وہ رات کو اس کی نماز میں تلاوت کرے، دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا ہو وہ اسے رات اور دن کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہے۔"

۲- عن ابی امامۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ

ﷺ: علیکم بقیام اللیل فانہ داب الصالحین قبلکم. وھو قربۃ لکم الی ربکم. و مکفرۃ للسیئات و منہاۃ عن الاثم.

(سنن الترمذی، کتاب: الدعوات عن رسول اللہ ﷺ، باب: فی دعاء النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۵۴۹)
(المستدرک، رقم الحدیث: ۱۱۵۶، السنن الکبریٰ: ۴۴۲۳)

ترجمہ: "حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات کا قیام اپنے اوپر لازم کرلو کہ وہ تم سے پہلے کے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور تمہارے لیے قرب خدا عزوجل کا باعث ہے، برائیوں کو مٹانے والا اور گناہوں سے روکنے والا ہے۔"

۳۔ عن ابی سعید و ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہما قالا: قال رسول اللہ ﷺ: "من استیقظ من اللیل و ایقظ اھلہ فصلیا رکعتین جمیعا کتبا من الذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات.

(سنن ابوداؤد، کتاب: التطوع، باب: الحث علی القیام، رقم الحدیث: ۱۴۵۱) (سنن ابن ماجہ، کتاب: اقامۃ الصلوٰۃ، باب: ماجاء فیمن ایقظ اھلہ من اللیل، رقم الحدیث: ۱۳۳۵)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جو شخص خود رات کو بیدار ہو اور اپنی اہلیہ کو بھی بیدار کرے اور دونوں دو رکعت نماز مل کر ادا کریں تو ان کا شمار اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والوں اور ذکر کرنے والی عورتوں میں ہوگا۔"

۴۔ عن عمرو بن عبسۃ رضی اللہ عنہ. انہ سمع النبی

ﷺ یقول: اقرب ما یکون الرب من العبد فی جوف اللیل الآخر. فان استطعت ان تکون ممن یذکر اللہ فی تلک الساعۃ فکن۔

(سنن الترمذی۔ کتاب: الدعوات عن رسول اللہ ﷺ۔ رقم الحدیث: ۳۵۷۹) (سنن نسائی۔ کتاب: المواقیت۔ باب: النہی عن الصلوۃ بعد العصر رقم الحدیث: ۵۷۲)

ترجمہ: ''حضرت عمرو بن عباسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ اللہ ذوالمجد والعلی اپنے بندے کے سب سے زیادہ نزدیک رات کے آخری حصے میں ہوتا ہے۔ اگر تو اس وقت اللہ عزوجل کا ذکر کرنے والوں میں شامل ہو سکتا ہے تو ضرور ہو۔''

۵- عن اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا عن رسول اللہ ﷺ قال: یحشر الناس فی صعید واحد یوم القیامۃ فینادی مناد فیقول این الذین کانت تتجافی جنوبھم عن المضاجع؟ فیقولون وھم قلیل فیدخلون الجنۃ بغیر حساب ثم یؤمر بسائر الناس الی الحساب۔

(شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث: ۳۲۴۴۔ المستدرک رقم الحدیث: ۳۵۰۸۔ کتاب الزھد: ۳۵۳)

ترجمہ: ''حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لوگ قیامت کے دن ایک میدان میں اکٹھے کیے جائیں گے اور ایک منادی اعلان کرے گا۔ جن لوگوں کے پہلو (اپنے رب کی یاد میں) بستروں سے جدا رہتے تھے، وہ کہاں

ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ ان کی تعداد بہت کم ہو گی اور جنت میں بغیر حساب وکتاب کے داخل ہو جائیں گے پھر باقی (بچ جانے والے) لوگوں کے حساب وکتاب کا حکم جاری کر دیا جائے گا۔"

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول الله ﷺ: اشراف امتی حملة القرآن و اصحاب الليل۔ رواه البيهقي۔

(شعب الایمان، رقم الحدیث: ۲۷۰۳، المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۱۲۶۶۲)

ترجمہ: "حضرت (عبداللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن کے عالم و عامل اور شب زندہ دار (لوگ) میری امت کے اشراف (سردار) ہیں۔"

عن عبدالله بن مسعود رضی اللہ عنہما قال: مكتوب في التوراة لقد اعد الله للذين تتجافى جنوبهم عن المضاجع ما لم تر عين ولم تسمع اذن ولم يخطر على قلب بشر. ولا يعلمه ملك مقرب ولا نبي مرسل قال: و نحن نقرؤها (فلا تعلم نفس ما اخفي لهم من قرة اعين جزاء بما كانوا يعملون (السجدہ: ۱۷) رواه الحاكم و قال: هذا حديث صحيح الاسناد۔

(المستدرک جلد ۲ صفحہ ۴۴۸، رقم الحدیث: ۳۵۵۰، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: ۳۴۰۰۳)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تورات میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تہجد گزاروں کے لیے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی

ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں، کسی کان نے سنی نہیں، کسی انسان کے دل میں ان کا خیال (تک) نہیں آیا نہ ہی انہیں کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے اور نہ ہی کوئی نبی مرسل ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم بھی قرآن پاک میں اس (مفہوم) کے ہم معنی آیت تلاوت کرتے ہیں: ''پس کوئی جان نہیں جانتی ان کے واسطے جو آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا رکھی ہے یہ صلہ ان کے کاموں کا ہے۔''

عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: ينزل ربنا تبارك و تعالىٰ كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الاخر فيقول: من يدعونى فاستجيب له، و من يسالنى فاعطيه و من يستغفرنى فاغفر له. متفق عليه.

(صحیح بخاری، کتاب: التہجد، رقم الحدیث: ۱۰۹۴)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات کو جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو آسمان دنیا پر نزولِ اجلال فرماتا ہے اور فرماتا ہے: ہے کوئی جو مجھ سے دعا کرے تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں، ہے کوئی جو مجھ سے سوال کرے کہ میں اسے عطا کروں، ہے کوئی جو مجھ سے معافی چاہے کہ اسے بخش دوں۔''

عن عبدالله بن سلام رضی الله عنه قال: و كان اول ما سمعت من كلامه ﷺ ان قال: ايها الناس افشو السلام و اطعموا الطعام و صلوا الارحام

و صلوا باللیل والناس نیام تدخلون الجنة بسلام رواه الترمذی و ابن ماجه و قالا ابو عیسٰی والحاکم: هذا حدیث صحیح۔

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے پہلا کلام جو میں نے سنا یہ تھا، فرمایا: اے لوگو! سلام پھیلاؤ (کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کیا کرو) کھانا کھلایا کرو، خونی رشتوں کے ساتھ بھلائی کیا کرو اور رات کو نماز پڑھا کرو اس وقت جب کہ لوگ سوئے ہوں تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔"

قارئین کرام! اسی ضمن میں عاشق صادق کی ایک علامت گریہ و بکاء اور آہ و زاری کرنا بھی ہے۔ عاشق کی آنکھیں نم ناک رہتی ہیں اور یاد محبوب میں برستی رہتیں ہیں اور اس کا رونا دو طرح ہے۔ اک رونا محبوب و مطلوب کے ہجر و فراق کی وجہ سے ہے جس میں عاشق صادق اپنے محبوب کے وصل، محبوب کی لقاء، محبوب کی حضوری، محبوب کی قربت و معیت کے لیے شدت کے ساتھ گریہ و بکاء کرتا ہے اور اس وقت تک روتا رہتا ہے جب تک اسے محبوب کا دیدار اور محبوب کا وصل نصیب نہ ہو جائے۔ خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن والے اس بات کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

اناں اکھیں رونا اودوں سکھیا
جدوں واقف ہجر دیاں ہویاں
تے غلام فرید اے رونا اودوں مکسی
جدوں بجھسن کفن دیاں تڑیاں

سچ یہ ہے کہ دنیا میں لوگ کئی اور مقاصد کے لیے بھی روتے ہیں کوئی کاروبار میں نقصان کے لیے روتا ہے کوئی معاشی پریشانی کے لیے روتا ہے کوئی کسی عزیز کے فوت ہونے پر روتا ہے۔ لیکن ہر ایک کا رونا بالآخر کسی وقت ختم ہو جاتا ہے۔ پھر خوشی کے لمحات میں کبھی انسان اپنا دنیاوی دکھ بھول بھی جاتا ہے لیکن عاشق کی نگاہیں اس وقت تک نمناک رہتی ہیں اور فراق محبوب میں برستی رہتی ہیں جب تک اسے محبوب کے وصل کے لمحات میسر نہیں آتے۔ چنانچہ بعض عشاق کے احوال میں ملتا ہے کہ محبوب کے ہجر وفراق کی تاب نہ لا سکے اور جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔

اور دوسری قسم کا رونا ان عاشقوں کا ہے جنہیں اگرچہ قرب ووصال اور حضوری ومعیت کے لمحات میسر ہیں۔ لیکن وہ اس خوف وخشیت سے لرزتے، تڑپتے اور گریہ وبکاء کرتے ہیں کہ مالک الملک جل مجدہ ہر ایک سے بے نیاز ہے تو کہیں وہ کسی غلطی، تقصیر، خطا اور لغزش پر اپنی حضوری، قربت، معیت اور لقاء ووصل سے محروم ومحجوب نہ کر دے۔ عاشقوں کے لیے اس سے بڑی سزا اور کوئی نہیں کہ انہیں محبوب کی حضوری سے مہجور کر دیا جائے کیونکہ وہ عاشق، مالک کریم کی حضوری میں اور اس کے انوار صمدی کے مشاہدہ میں ایسی لذت، کیف، طمانیت اور سکون قلب پاتے ہیں جو انہیں کائنات کی کسی نعمت میں میسر نہیں آتی۔ عاشقوں کے اس رونے کی کیفیت کا قرآن وحدیث کے بہت سے مقامات پر ذکر ہوا۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ ﴿۱۱۴﴾ (التوبہ: ۱۱۴)

ترجمہ: ''بے شک ابراہیم بہت آہ وبکا کرنے والا حلم والا ہے۔''

نیز ارشاد فرمایا:

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ

تَفِيۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ مِمَّا عَرَفُوۡا مِنَ الۡحَقِّ ۚ (المائدہ: ۸۳)

ترجمہ: ''اور جب انہوں نے سنا جو نازل کیا گیا رسول پر (یعنی کلام حق) تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلک پڑی بہ سبب اس کے کہ انہیں حق کی معرفت مل گئی۔''

گریہ و بکاء کے فضائل پر چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

عن ابی هریرة رضی الله عنه. قال: قال رسول الله ﷺ: "لا یلج النار من بکی من خشیة الله تعالیٰ، حتّٰی یلج اللبن فی الضرع۔

(سنن النسائی، کتاب: الجہاد، مسند احمد: صفحہ ۵۰۵)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم کی آگ اس بندے کو نہیں چھوئے گی جو اللہ تعالیٰ کی خشیت میں رویا، یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں داخل ہو جائے۔''

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: سمعت رسول الله ﷺ یقول: عینان لا تمسهما النار: عین بکت من خشیة الله و عین باتت تحرس فی سبیل الله۔ رواه الترمذی و حسنه۔

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: دو آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی: (ایک) وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئی اور (دوسری) وہ آنکھ جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دے کر رات گزاری۔''

عن انس رضی الله عنه: ان النبی ﷺ قال: من ذکر الله ففاضت عیناه من خشیة حتی یصیب الارض من دموعه لم یعذبه الله تعالیٰ یوم القیمة۔ (رواہ الطبرانی والحاکم قال: ھذا حدیث صحیح الاسناد)

ترجمہ: ”حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کے خوف سے اس کی آنکھیں اس قدر اشک بار ہوئیں کہ زمین تک اس کے آنسو پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن عذاب نہیں دے گا۔“

عن ابی امامه رضی الله عنه. عن النبی ﷺ قال: لیس شیئٌ احب الی الله من قطرتین و اثرین: قطرة دموع من خشیة الله و قطره دم تهراق فی سبیل الله واما الاثران. فاثر فی سبیل و اثر فریضته من فرائض الله۔ رواه الترمذی و حسنه والطبرانی۔

ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں۔ اللہ کے خوف سے (بہنے والے) آنسوؤں کا قطرہ اور اللہ کی راہ میں بہنے والے خون کا قطرہ رہے دو نشان تو ایک (ہے) اللہ کی راہ (میں چلنے) کا نشان اور (دوسرا ہے) اللہ تعالیٰ کے فرائض میں کسی فریضہ (کی ادائیگی) کا نشان۔“

عن ابی مسعود رضی الله عنه قال: قال لی النبی

ﷺ: اقراء علی القراٰن قلت: یا رسول اللہ. اقراء علیك و علیك انزل، قال: انی احب ان اسمعه من غیری فقرأت علیه سورة النسآء. حتی جئت الٰی هذه الاٰیة: فكیف اذا جئنا من كل امة بشهید و جئنا بك علٰی هؤلآء شهیدا. قال: حسبك الآن، فالتفت الیه فاذا عیناه تذرفان.

ترجمہ: ''حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مجھ پر قرآن پڑھو۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں آپ پر قرآن پڑھوں حالانکہ آپ پر ہی قرآن نازل ہوا۔ فرمایا میں اپنے علاوہ سے سننا پسند کرتا ہوں۔ پس میں نے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سورت نسآء پڑھی یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا فكیف اذا جئنا من كل امة بشهید فرمایا اب رک جاؤ۔ بس میں نے توجہ کی تو دیکھا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چشمانِ اقدس سے آنسو بہہ رہے تھے۔''

امام بخاری علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

و كان ابوبكر رجلا بكاء لا یملك دمعه حین یقراء القراٰن.

(صحیح بخاری، کتاب: الصلوٰۃ، باب: المسجد یکون فی الطریق، رقم الحدیث: ۴۷۶، دار الکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: ''حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہت شدید آہ و بکا کرنے والے تھے۔ اور جب قرآن پڑھتے تو (خشیت الٰہی عزوجل) کی بنا پر

آنسوؤں کو قابو میں نہ رکھ سکتے۔"

نیز امام بخاری علیہ الرحمۃ ہی روایت کرتے ہیں:

قال عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ. سمعت نشیج عمر و انا فی آخر الصفوف یقراء (انما اشکوبثی و حزنی الی اللہ۔)

(صحیح بخاری کتاب: الاذان. باب: اذابکی الامام فی الصلوۃ. دارالکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی اور میں آخری صف میں تھا اور آپ قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کی تلاوت فرما رہے تھے:
"انما اشکوا بثی و حزنی الی اللہ۔"

نیز ایک روایت میں ہے:

کان فی وجہ عمر ابن الخطاب خطان اسودان من البکا۔

(حلیۃ الاولیاء، جلد ۱ صفحہ ۵۱. فضائل الصحابہ. جلد ۱ صفحہ ۲۵۳. صفۃ الصفوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۸۴)

ترجمہ: "حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر کثرت گریہ و بکا کی وجہ سے دو سیاہ خط پڑ گئے تھے۔"

بخاری و مسلم میں ہے کہ سات آدمی قیامت کے دن اللہ عزوجل (کی رحمت) کے سایے میں ہوں گے جن میں سے ایک آدمی کے متعلق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

و رجل ذکر اللہ خالیا ففاضت عیناہ۔

ترجمہ: "وہ آدمی جس نے خلوت اور تنہائی میں اللہ عزوجل کا ذکر کیا (تو وہ عرش کے سایہ میں ہوگا)۔

❁❁❁❁

محبت کی دوسری علامت
ادب وتعظیم

اللہ رب العزت کے ساتھ محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ باری تعالیٰ کی ذات کی تعظیم وتوقیر دل میں ہو اور وہ اس طرح کہ اللہ رب العزت کا نام لہو ولعب اور ہنسی مذاق میں بے پرواہی کے ساتھ نہ لے بلکہ پوری عاجزی، انکساری، خشوع وخضوع اور ادب وتوقیر کے ساتھ مقدس مقام اور مطہر حالت میں لے۔ اس لیے کہ یہ اس شہنشاہ کا نام ہے جو جلیل، عظیم، ملک اور ذوالجلال والاکرام ہے۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (الفتح:۹)

ترجمہ: ''اور تم اللہ کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرو۔''

نیز ارشادِ ربانی ہے:

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝ (نوح:۱۳)

ترجمہ: ''تم اللہ کی عظمت وجلالت کو کیوں تسلیم نہیں کرتے۔''

نیز ارشاد فرمایا:

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ (الواقعۃ:۹۶)

ترجمہ: ''پس تو اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بیان کر۔''

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴿١﴾ (الاعلیٰ:۱)

ترجمہ: ''تو اپنے بلند و برتر رب کے نام کی پاکی بیان کر۔''

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں:

المعنی نزہ تسمیۃ ربک بان تذکرہ و انت لہ معظم ولذکرہ محترم۔ (تفسیر مظہری جلد ۷ صفحہ ۳۹۰ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ترجمہ: ''آیت کا معنی یہ ہے کہ تو اپنے رب کے نام کی تنزیہ بیان کر اس طرح کہ اس کی تعظیم کرنے والا ہو اور اس کے ذکر کا احترام کرنے والا ہو۔''

مفسر جلیل و شارح الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی زید علمہ اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کا نام بغیر اس کے خوف اور اس کی تعظیم کے نہ لیا جائے، مثلاً غفلت اور بے دھیانی سے اس کا نام نہ لیا جائے، کوئی ناجائز اور معیوب کام کرتے وقت اس کا نام نہ لیا جائے، کسی ناپاک حالت اور ناپاک جگہ اس کا نام نہ لیا جائے، مثلاً غسل خانے یا واش روم میں اس کا نام نہ لیا جائے، جنابت کی حالت میں یا برہنہ بدن اس کا نام نہ لیا جائے، کھیل کود میں اور مشغلہ کے طور پر تالی بجاتے ہوئے اس کا نام نہ لیا جائے، جیسے مشرکین تالیاں بجاتے ہوئے اور سیٹیاں بجاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا نام لیتے تھے۔''

(تبیان القرآن جلد ۱۲ صفحہ ۶۸۳)

اللہ رب العزت نے اپنے اسم جلالت کی عظمت و کبریائی کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۷۸﴾ (الرحمٰن:۷۸)

ترجمہ: ''تیرے رب کا نام بڑی برکت والا ہے اور وہ رب تو بزرگی اور عزت والا ہے۔''

امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۴ھ فرماتے ہیں:

تبارك بمعنٰى علا وارتفع شأنا.

(التفسیر الکبیر، جلد ۱۰، صفحہ ۱۳۱، دار الفکر بیروت)

ترجمہ: ''تبارک کا معنیٰ ہے بلند اور عظیم الشان۔''

اللہ رب العزت نے اپنے ان بندوں کی تحسین فرمائی ہے جن کے قلوب اسم جلالت کے ذکر سے جھک جاتے ہیں اور وہ پوری عاجزی، انکساری سے اپنے رب عزوجل کا نام لیتے ہیں۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ. (الانفال:۲)

ترجمہ: ''ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جائیں۔''

مقدس اوراق کا ادب

قارئین! قرآن مجید نے اللہ رب العزت کے اسم جلالت کا یہ ادب اور اس کی یہ تعظیم بیان کی ہے لیکن افسوس کہ ہمارے معاشرہ میں اللہ رب العزت کے اسم جلالت کی بے حد توہین، گستاخی اور بے ادبی ہوتی ہے جن میں سے ایک توہین اور بے ادبی یہ ہے کہ گلیوں، بازاروں میں بلکہ نالیوں اور گندگی کے ڈھیر پر، اخبارات، اشتہارات اور مقدس اوراق پڑے ہوتے ہیں جن میں متعدد مقامات پر اسماء مقدسہ بالخصوص اسم

جلالت بلکہ قرآنی آیات تک رقم ہوتی ہیں۔

عوام الناس کی بے حسی اور بے شعوری کا عالم یہ ہے کہ ان اوراق کو اپنے پاؤں سے روندتے اور بہت سے لوگ دنیا کے چند سکے کمانے کے لیے اشیائے خوردنی، اخبارات پر رکھ کر فروخت کرتے ہیں جن کو عموماً بعد میں گرا دیا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ اخبارات سے دکانوں کے شیشے، کاؤنٹر صاف کر کے اسے پھینک دیتے ہیں جو عموماً انجام کار نالیوں اور گندگی کے ڈھیر میں پہنچ جاتے ہیں۔ اسی طرح مذہبی محافل کے اشتہار لوگ قصداً اور جان بوجھ کر نالیوں کے اوپر لگاتے ہیں جو بارش آنے پر یا انجام کار ان نالیوں میں گر جاتے ہیں۔ اور یہ بے ادبی کسی ایک گلی یا محلہ میں نہیں بلکہ پورے ملک کے ہر شہر اور قریہ میں ہو رہی ہے۔ سو جس قوم کی بے شعوری اور بے ادبی یہاں تک پہنچ گئی ہے وہ قوم اس قابل نہیں کہ ان کو رحمت الٰہی عزوجل کا کوئی حصہ ملے۔ شاید اس ملک پاکستان میں موجودہ بحرانوں اور عذابوں کے اسباب میں سے اک قوی سبب بحران، عذاب اور قومی زبوں حالی کا یہ بھی ہے کہ اس ملک کے باسیوں اور باشندگان کے دلوں میں احکم الحاکمین اور مالک الملک جل وعلیٰ کے اسم معظم، اسم مقدس، اسم مطہر اور اسم متبرک کی قدر و منزلت باقی نہیں رہی۔ الا ماشاء اللہ ہمارے صاحبان اقتدار کا یہ فرض ہے کہ اس عظیم فتنہ کے سد باب کی پوری کوشش کریں اور علماء کا بھی فرض ہے کہ عوام الناس کو اس بارے میں متنبہ کریں اور عظمت اسم الٰہی عزوجل اور اس کے آداب اپنی محافل و مجالس میں بیان کریں۔ ذیل میں اک حدیث اور دو واقعات اسم باری تعالیٰ کا ادب کرنے والوں کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں:

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام: "من رفع قرطاسا

من الارض فیہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اجلا
لاالہ تعالیٰ کتب عند اللہ من الصدیقین و
خفف عن والدیہ وان کانا مشرکین۔"

(التفسیر الکبیر، جلد:۱، جزو:۱، صفحہ ۱۵۷، دارالفکر بیروت)

ترجمہ: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے زمین سے کاغذ کا ٹکڑا اٹھایا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھا ہو اور یہ اٹھانا اللہ رب العزت کی تعظیم کے لیے ہو تو وہ بندہ اللہ عزوجل کے نزدیک صدیقین میں لکھا جاتا ہے اور اس کے والدین کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے اگر چہ وہ مشرک ہوں۔"

امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بشر الحافی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ

و کان سبب توبة: انه اصاب فی الطریق کاغذة
مکتوبا فیھا اسم اللہ عزوجل قد وطئھا الاقدام
فاخذھا واشتری بدرھم کان معه غالیة فطیب
بھا الکاغذة. و جعلھا فی شق حائط. فرای فیما یری
النائم کان قائلا یقول له:
یا بشر! طیبت اسمی. لا طیبن اسمك فی الدنیا
والاٰخرة.

(الرسالۃ القشیریہ صفحہ ۳۰ دارالکتب العلمیہ بیروت کشف المحجوب)

ترجمہ: "بشر الحافی علیہ الرحمۃ کی توبہ کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے راستے میں اک کاغذ کا ٹکڑا پایا جس پر اسم جلالت "اللہ" عزوجل لکھا ہوا تھا

اور وہ (العیاذ باللہ تعالیٰ) قدموں کے نیچے آرہا تھا پس آپ نے اسے اٹھایا اور اک درہم کی خوشبو منگوائی اور اس خوشبو کے ساتھ اس کاغذ کو معطر و مطیب کیا اور اس کاغذ کو اک دیوار کے سوراخ میں محفوظ کر کے رکھ دیا۔ پس آپ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے:

"اے بشر! تو نے میرے نام پر خوشبو لگائی (اور ان کا اسم جلالت پر خوشبو لگانا ان کی اللہ رب العزت سے محبت کی قوی دلیل تھی) میں ضرور تیرے نام کو دنیا اور آخرت میں معطر و مطیب کر دوں گا۔"

یہی امام ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ امام ابو السری منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق رقم طراز ہیں:

"ان سبب توبته انه وجد فی الطریق رقعة مکتوبا علیها "بسم الله الرحمٰن الرحیم" فرفعها، فلم یجد لها موضعا فاکلها، فرأى فی المنام کان قائلا قال له:

فتح الله تعالى علیك باب الحکمة، باحترامك لتلك الرقعة۔ (الرسالۃ القشیریہ، صفحہ: ۸۰، مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: "حضرت منصور علیہ الرحمۃ کی توبہ کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے رستہ میں اک کاغذ کا ٹکڑا پایا جس پر "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" تحریر تھا۔ پس انہوں نے اسے اٹھایا اور رکھنے کی کوئی جگہ نہ پائی تو اسے نگل

لیا۔ پھر انہوں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر حکمت کا دروازہ کھول دیا ہے اس وجہ سے
کہ تو نے اس کاغذ کا احترام کیا تھا۔"
اور جسے حکمت مل گئی اسے بہت بڑی بھلائی مل گئی۔

چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ

ترجمہ: "اور جسے حکمت عطا کی گئی تو تحقیق اسے بہت بڑی بھلائی عطا ہوئی۔"

قارئین کرام! میں پوری بصیرت، تیقن اور شرح صدر کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ جس نے اللہ رب العزت کے اسم جلالت کی بے ادبی اور توہین کی تو وہ بندہ دنیا اور آخرت میں غضب الٰہی جل مجدہ کا مستحق ہے اور دارین میں ذلت و رسوائی کا عذاب مہین اس کا مقدر ہے۔ اور جس نے اللہ رب العزت کے اسم جلالت کا ادب کیا اس کی تعظیم و توقیر کی، فرطِ محبت میں اس پر خوشبو لگائی تو واللہ العظیم اس سے اللہ جل مجدہ اور اس کے حبیب مکرم ﷺ دارین میں راضی ہیں اور دنیا و آخرت کی کامیابیاں رحمتیں اور برکتیں اس بندے کا مقدر ہیں جس پر دلیل مذکورہ حدیث اور روایات ہیں۔ حدیث کے مطابق اس بندہ کا شمار صدیقین میں ہوا اور ان دو واقعات سے معلوم ہوا کہ وہ دونوں اسم جلالت کے ادب سے پہلے فاسق و نافرمان تھے حتیٰ کہ بشر حافی شرابی تھے لیکن باری تعالیٰ کے اسم جلالت کی برکت سے نہ صرف یہ کہ انہیں توبہ نصیب ہوئی بلکہ ولایت اور قرب الٰہی جل مجدہ کی مسند نصیب ہوئی۔ اسم الٰہی جل مجدہ کے ادب پر اس حدیث سے بھی استدلال و استشہاد کیا جا سکتا ہے۔

عن انس بن مالك رضى الله عنه قال: راى رسول الله ﷺ نخامة فى قبلة المسجد، فاحمر وجهه، فجاء

ته امرأة من الانصار. فحکتها. فجعلت مکانها
خلوقا. فقال رسول الله ﷺ: وما احسن هذا.

(صحیح ابن خزیمہ، کتاب: الصلوٰۃ، باب: تطییب المسجد، رقم الحدیث: ۱۲۹۶ مطبوعہ ریاض)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی قبلہ والی دیوار پر تھوک دیکھی تو (شدت غضب سے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس سرخ ہو گیا پھر ایک انصاری عورت آئی تو اس نے آ کر اس تھوک کو کھرچ دیا اور اس کی جگہ پر خوشبو لگا دی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خوش ہو کر) فرمایا: اس عورت نے یہ کتنا اچھا کام کیا۔''

قارئین کرام! یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ اسم جلالت کا ادب، مسجد کے ادب سے زیادہ موکد ہے اس لیے کہ مسجد کی بے ادبی سے بندہ کافر نہیں ہوتا جبکہ اسم جلالت کی قصداً اور عمداً بے ادبی اور توہین سے بندہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ سو اگر مسجد کی اس توہین پر کہ دیوار قبلہ پہ کسی نے تھوک پھینکی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غضب کا یہ عالم ہے کہ آپ کا چہرہ اقدس سرخ ہو گیا تو اسم جلالت کی بے ادبی و توہین، اور اس کا قدموں کے نیچے آنا بلکہ نالیوں اور نجاستوں اور گندگی کی جگہوں پر پھینکنے سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غضب ناک ہونے کی کیفیت کیا ہوگی؟ نیز جب اس عورت نے اس جگہ پر خوشبو لگائی تو سرکار اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے خوش ہو کر اس کی تحسین فرمائی تو جو خوش نصیب اپنے کریم مالک جل مجدہ کے اسم جلالت کو زمین سے اٹھا کر اس پر خوشبو لگائے گا اور محفوظ مقام پر رکھے گا۔ سوچیے اس آدمی سے اللہ رب العزت اور اس کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کا عالم کیا ہوگا؟

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از لطف رب

اسم جلالت کے آداب میں سے اک ادب یہ بھی ہے کہ بات بات میں اللہ رب العزت کے اسم جلالت کا ذکر نہ کرے کہ اس طرح بھی اس اسم مقدس کی دل سے قدر کم ہو جانے کا اندیشہ ہے مثلاً بعض لوگ غصہ کے وقت کہتے ہیں خدا تیرا ستیاناس کرے وغیرہ۔ حق ادب یہ ہے کہ اس اسم جلالت کا حالت تذلل و انکسار میں پوری عاجزی، خشوع وخضوع سے ذکر کرے۔

اسی طرح یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ اپنے گھروں میں قرآنی آیات یا اسماء مقدسہ کے فریم لگاتے ہیں اور پھر اسی کمرے میں ٹی وی کے ذریعے گانے، فلمیں اور ڈرامے دیکھتے ہیں بعض اسی کمرے میں گالی گلوچ سے بھی احتراز نہیں کرتے۔ یہ سب کام اللہ رب العزت کے اسم جلالت کے ادب کے منافی ہیں اور فرض ہے اس آدمی پر کہ جس نے قرآنی آیات یا اسمائے مقدسہ کا فریم لگایا ہے کہ وہ اس طرح کی لغویات اور گانے فلموں سے اجتناب کرے وگرنہ اس فعل شنیع کا بہت سخت مواخذہ ہوگا۔

❁❁❁❁

محبت کی تیسری علامت
محبوب کا کثرت کے ساتھ ذکر کرنا

محبت کا اک مشہور قاعدہ ہے:

من احب شیئا اکثر ذکرہ۔

ترجمہ: "جو کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کا بکثرت ذکر کرتا ہے۔"

اور فطری بات ہے کہ جس کی محبت جس قدر زیادہ ہو گی اس محبوب کا ذکر بھی اسی قدر بڑھ کر ہو گا اور ایمان کے تقاضے کے پیشِ نظر چونکہ اللہ رب العزت سے محبت، جمیع موجودات و مخلوقات سے بڑھ کر ہونا لازم اور ضروری ہے تو اقتضائے محبت کی وجہ سے اللہ رب العزت کا ذکر بھی ہر مذکور سے بڑھ کر ہونا ضروری ہے۔ بلکہ بعض ایسے کامل ہیں کہ جن کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت اس قدر راسخ ہوتی ہے کہ ان کا دھیان و گیان کس اور کی طرف نہیں جاتا وہ ہر وقت اسی کے ذکر میں اور اسی کی یاد میں ہوتے ہیں، خلوت و جلوت میں، قیام و قعود میں بلکہ ہر حالت و کیفیت میں اُن کے دل کی توجہات کا مرکز صرف اور صرف باری تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری نے ذکر باری تعالیٰ کے متعلق ایک بہت خوبصورت مضمون تحریر فرمایا ہے جس کے چند کلمات قارئین ملاحظہ فرمائیں:

"ذکر الٰہی، زندگی کی جان ہے۔ وہ زندہ انسان جو ذکر الٰہی سے

غافل اور محروم ہے اگرچہ عام دیکھنے والوں کی نظروں میں تو اسے زندہ شمار کیا جاتا ہے لیکن درحقیقت وہ مردہ ہے. بے جان ہے اور زندگی کی برکتوں سے یکسر محروم ہے۔ حیات انسانی کی وہی گھڑیاں سرمدی اور ابدی ہیں جو اپنے خالق کریم کی یاد اور محبت میں بسر ہوتی ہیں۔ زندگی کے وہ لمحے جب انسان ذکر الٰہی سے محروم ہوتا ہے وہ فانی ہیں. لاحاصل ہیں اور ایسی زندگی بسر کرنے والے کو بجز حسرت و ندامت کے اور کچھ نہیں ملتا۔

یہ لطیفہ غیبی جس کو قلب کہتے ہیں جو مملکت جسم کا سلطان اور فرمانروا ہوتا ہے۔ جب تک اسے لذلت ذکر الٰہی نصیب نہیں ہوتی وہ افسردہ پژمردہ رہتا ہے حوادثات دہر کے طوفان تنکوں کی طرح اسے اڑاتے رہتے ہیں۔ نہ اسے کہیں قرار نصیب ہوتا ہے اور نہ سکون میسر آتا ہے۔ وہ ایک ایسا پتنگ ہے جس کی ڈور کٹ گئی ہے اور جب کشور جسم کے سلطان کی پژمردگی، بے چینی اور اضطراب کا یہ حال ہو تو جسم کی دوسری قوتیں ظاہری اور باطنی، ان میں سکون و اطمینان کیونکر پایا جاسکتا ہے۔ زندگی کے سارے ماہ و سال فکر کی پراگندگی اور ذہن کی بے چینی کا مرکز بنے رہتے ہیں نہ وہ اپنی منزل کا صحیح تعین کرسکتا ہے اور نہ وہ یکسوئی اور دل جمعی کے ساتھ اپنی خداداد قوتوں کو بروئے کارلا کر اپنی منزل حیات کی طرف پیش قدمی کرسکتا ہے ساری عمر بھٹکتے بھٹکتے اور ٹھوکریں کھاتے بیت جاتی ہے اور جب اس کی زندگی کا چراغ بجھتا ہے تو

ناکامی، مرادی اور حسرت و یاس کے کانٹوں کے بغیر اس کے
دامن میں کچھ بھی تو نہیں ہوتا۔
انسان کی زندگی کی منزل کا تعین اور اس کی طرف یکسوئی کے
ساتھ رواں دواں رہنے کا عزم صرف انہیں نصیب ہوتا ہے جن
کے دل میں محبوب حقیقی کے عشق کی آگ بھڑک رہی ہوتی ہے
اور ذکرِ الٰہی کی شمع ہاتھ میں پکڑ کر وہ جادۂ عشق و محبت پر گامزن رہتا
ہے۔" (مقدمہ دلائل الخیرات۔ مترجم ضیاء القرآن لاہور)

ذکرِ الٰہی عزوجل کے چند فضائل قرآنی آیات سے

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

۱۔ فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿۱۵۲﴾

(البقرۃ: ۱۵۲)

ترجمہ: "سو تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر ادا کیا کرو
اور میری ناشکری نہ کرو۔"

اللہ رب العزت کا بکثرت ذکر کرنے والوں کے لیے یہ آیت کریمہ ایک عظیم بشارت ہے۔ کہاں وہ انسان جس کی حقیقت اک مشت خاک اور نطفہ آب سے بڑھ کر نہیں اور کہاں وہ ذات جو ملک و ملکوت کا شہنشاہ ہے۔ جس کی عظمت، قدرت اور سطوت کی کوئی انتہاء نہیں۔ حق تو یہ ہے کہ بندہ ہر حال میں ایسے عظیم رب کا ذکر کرے کیونکہ بندہ ہر حال میں اسی کا محتاج ہے۔ وہ چاہے بندے کا ذکر کرے یا نہ کرے کیونکہ وہ بے نیاز ہے اور کسی کا محتاج نہیں لیکن کیا نہایت کرم اور بندہ پروری ہے کہ وہ بندے

سے فرماتا ہے کہ میں تجھے اپنا ذکر کرنے کا انعام یہ دوں گا کہ میں اس قدر عظمت و سطوت والا شہنشاہ ہو کر تجھ جیسے کمزور وضعیف انسان کا ذکر کروں گا۔

قارئین کرام! اگر ذکر الٰہی عزوجل کی بالفرض اور کوئی فضیلت نہ بھی ہوگی تو کیا یہ فضیلت کم تھی کہ مالک اپنے بندہ کا ذکر خیر فرمائے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی اللہ رب العزت بندہ کو ذکر کے بے شمار دنیوی، دینی اور اخروی و روحانی فوائد و ثمرات عطا فرماتا ہے۔ ذکر الٰہی عزوجل سے تزکیہ قلب، تصفیہ روح، طمانیت و تسکین، اور دنیا و آخرت کی خیر و برکات نصیب ہوتی ہیں۔ سو بڑا محروم اور حرماں نصیب ہے وہ شخص کہ جو ایسے کریم اور عطا کرنے والے رب عزوجل کے ذکر سے محروم رہا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۲- فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ (النساء:۱۰۳)

ترجمہ: ''پس جب تم نماز پڑھ لو تو اللہ کا ذکر کرو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر۔''

نیز ارشاد فرمایا:

۳- الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ۔

(ال عمران:۱۹۱)

ترجمہ: ''(اللہ عزوجل کے کامل محب وہ ہیں) جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے ہوئے۔''

انسان تین حالتوں سے خالی نہیں، وہ کھڑا ہوگا یا بیٹھا ہوگا یا لیٹا ہوگا۔ اللہ رب العزت نے اس آیت کریمہ میں اپنے کامل ایمان دار اور محبت کرنے والوں کی یہ علامت بیان کی کہ وہ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ وہ

ہر حالت اور ہر کیفیت میں اپنے رب عزوجل کے ذکر میں رہتے ہیں حتیٰ کہ ان کی خلوت و جلوت بلکہ حرکات و سکنات بھی اپنے مولا جل مجدہ کی یاد کے ساتھ ہوتی ہیں۔

چنانچہ مسلم کی حدیث میں ہے کہ

کان النبی ﷺ یذکر اللہ علی کل احیانہ

ترجمہ: "کہ نبی مکرم ﷺ ہر آن اللہ ذو المجد والعلیٰ کا ذکر کرتے رہتے۔"

ارشاد ربانی ہے:

۴۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ (الرعد:۲۸)

ترجمہ: "جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں، جان لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔"

لاریب جن بیدار بختوں نے شراب محبت الٰہی کے جام پیے ہیں اور وہ اس کی محبت کے نشہ میں مخمور اور از خود رفتہ ہیں انہیں اپنے محبوب و مطلوب کی یاد، اس کے ذکر، اس کے ساتھ مناجات اور اس کی بارگاہ میں آہ و بکا اور گریہ و زاری میں ایسی لذت، چاشنی، حلاوت، سکون اور اطمینان قلب میسر ہوتا ہے کہ جو دنیا کی کسی نعمت میں نصیب نہیں ہوتا۔ بلکہ دنیا کی ہر نعمت کا مآل غم و اندوہ، حزن و ملال اور ذہنی قلق، اضطراب اور بے چینی ہے۔ اک اگر سکون کی دائمی اور ابدی خیرات کسی چیز سے ملتی ہے تو وہ فقط اور فقط اللہ رب العالمین کا ذکر ہے۔ اسی لیے ارشاد فرمایا:

۵۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ﴿۴۲﴾ (الاحزاب:۴۱،۴۲)

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم بہت کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرو اور صبح

اور شام اس کی تسبیح بیان کرو۔"

نیز ارشاد فرمایا:

۶- وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴿۱۰﴾ (الجمعۃ:۱۰)

ترجمہ: "اور تم اللہ (عزوجل) کا کثرت کے ساتھ ذکر کرو تاکہ تم فلاح پا سکو۔"

اس آیت کریمہ میں فوز و فلاح اور نجات و کامیابی کا مدار اللہ رب العزت کے ذکر پر رکھا گیا ہے۔ اور یہ عربی کا قاعدہ ہے کہ جب فعل کے ساتھ مفعول کا ذکر نہ ہو تو وہ عموم کا تقاضا کرتا ہے اس آیت کریمہ میں کسی خاص محاذ میں کامیابی کا ذکر نہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ دنیا، قبر اور آخرت کی جمیع مہمات اور مشکلات سے رستگاری اور نجات کا سب سے بڑا ذریعہ، وسیلہ اور سبب اللہ رب العزت کا ذکر ہے۔

۷- فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴿۲۲﴾ (الزمر:۲۲)

ترجمہ: "پس ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جن کے دل اللہ کے ذکر سے سخت ہو گئے، یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔"

۸- وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ﴿۳۶﴾ (الزخرف:۳۶)

ترجمہ: "اور جو شخص رحمٰن کے ذکر سے روگردانی کرتا ہے تو ہم اس کے لیے اک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو ہر وقت اس کے ساتھ جڑا رہتا ہے۔"

۹- وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ

اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ﴿۱۲۶﴾ (طہٰ: ۱۲۴تا۱۲۶)

ترجمہ: ''اور جس نے میرے ذکر سے روگردانی کی تو اس کے لیے تنگی کی زندگی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا۔ اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا حالانکہ میں (دنیا میں) بینا تھا۔ ارشاد ہوگا اسی طرح تیرے پاس ہماری نشانیاں آئیں پس تو نے ان کو بھلا دیا اور آج اسی طرح تو بھی بھلا دیا جائے گا۔''

۱۰- رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ (النور: ۳۷)

ترجمہ: ''مرد وہ ہیں (یعنی کامل) جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر اور اقامت صلوٰۃ سے غافل نہیں کرتی۔''

۱۱- وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ ﴿۲۰۵﴾ (الاعراف: ۲۰۵)

ترجمہ: ''اور اپنے دل میں اپنے رب کا ذکر کر عاجزی اور خوف کے ساتھ اور میانہ آواز سے پکار کر صبح اور شام اور غافلوں میں سے نہ ہو جاؤ۔''

ذکر الٰہی عزوجل کے چند فضائل احادیث طیبہ سے

۱- عن ابی هریرة رضی الله عنه. قال: قال رسول الله

ﷺ: یقول اللہ تعالٰی: انا عند ظن عبدی لی و انا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی. و ان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہم۔

(صحیح بخاری، کتاب: التوحید، باب: قول اللہ تعالٰی و یحذرکم اللہ نفسہ، رقم الحدیث: ۶۹۷۰) (صحیح مسلم، کتاب: الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب: الحث علی ذکر اللہ تعالٰی، رقم الحدیث: ۲۶۷۵) (سنن الترمذی، کتاب: الزھد، باب: فی حسن الظن باللہ عزوجل، رقم الحدیث: ۳۶۰۳)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ میرے متعلق جیسا گمان رکھتا ہے میں اس کے ساتھ ویسے ہی معاملہ فرماتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ اپنے دل میں میرا ذکر (ذکر خفی) کرے تو میں بھی (اپنے شایانِ شان) خفیہ اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ جماعت میں میرا ذکر کرے تو میں اس جماعت سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔''

اس حدیث میں قابل غور نکتہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے ذکر کرنے والے کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ وہ میرے ساتھ ہوتا ہے بلکہ فرمایا کہ میں ذکر کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہوں اور اس میں ذکر کرنے والوں کی جو عزت افزائی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ بلاتشبیہ اگر کوئی بادشاہ کہے کہ فلاں میرے ساتھ ہوتا ہے تو یقیناً اس میں اس کی عزت ضرور ہے مگر جو عزت اس میں ہے کہ بادشاہ کہے کہ میں اس کے ساتھ ہوں وہ اس میں نہیں۔ سو مبارک ہو ذکر کرنے والوں کو کہ اللہ رب العزت کی معیت، قربت

رحمت اور کرم ہمہ وقت ان کے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ وہ شہنشاہ ہو اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

۲۔ عن ابی هریرة و ابی سعید الخدری رضی الله عنهما: انهما شهدا علی النبی ﷺ انه قال: لا یقعد قوم یذکرون الله عزوجل الا حفتهم الملائکه و غشیتهم الرحمة و نزلت علیهم السکینة و ذکرهم الله فیمن عنده۔

(صحیح مسلم، کتاب: الذکر والدعا۔ باب: فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر، رقم الحدیث: ۲۷۰۰)
(سنن الترمذی، کتاب: الدعوات، رقم الحدیث: ۳۳۷۸)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما دونوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے بارے میں گواہی دی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب بھی لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے بیٹھتے ہیں۔ انہیں فرشتے ڈھانپ لیتے ہیں اور رحمت الٰہی اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اور ان پر سکینہ (سکون وطمانیت) کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنی بارگاہ کے حاضرین میں کرتا ہے۔"

۳۔ عن ابی الدرداء رضی الله عنه قال: قال النبی ﷺ: الا انبئکم بخیر اعمالکم و ازکاها عند ملیککم و ارفعها فی درجاتکم و خیر لکم من انفاق الذهب والورق و خیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقهم و یضربوا اعناقکم؟ قالوا بلی قال ذکر الله تعالیٰ۔

(سنن الترمذی، کتاب: الدعوات، باب: ۶، رقم الحدیث: ۳۳۷۷) (سنن ابن ماجہ، کتاب: الادب، باب: فضل الذکر، رقم الحدیث: ۳۷۹۰) (المستدرک: ۱۸۲۵/ مسند احمد: ۲۲۱۳۲/ شعب الایمان للبیہقی: ۵۱۹)

ترجمہ: ''حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے اعمال میں سے سب سے اچھا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے مالک کے ہاں بہتر اور پاکیزہ ہے۔ تمہارے درجات میں سے سب سے بلند ہے تمہارے سونے اور چاندی کی خیرات سے بھی افضل ہے اور تمہارے دشمن کا سامنا کرنے یعنی جہاد سے بھی بہتر ہے درآنحالیکہ تم انہیں قتل کرو اور وہ تمہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: کیوں نہیں آپ نے فرمایا: وہ عمل اللہ کا ذکر ہے۔''

۴۔ عن عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ ان رجلا قال: یا رسول اللہ ان شرائع الاسلام قد کثرت علی فاخبرنی بشیئٍ اتشبث بہ قال لا یزال لسانك رطبا من ذکر اللہ.

(سنن الترمذی، کتاب: الدعوات، باب: ما جاء فی فضل الذکر، رقم الحدیث: ۳۳۷۵) (سنن ابن ماجہ، کتاب: الادب، رقم: ۳۷۹۳)

ترجمہ: ''حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! احکام اسلام مجھ پر غالب آ گئے ہیں مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جسے میں انہماک سے کرتا رہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیری زبان ہر وقت ذکر الٰہی سے تر رہنی چاہیے۔''

۵۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ ﷺ انه

قال: من قعد مقعداً لم یذکر اللہ فیہ کانت علیہ من اللہ ترۃ و من اضطجع مضطجعًا لا یذکر اللہ فیہ کانت علیہ من اللہ ترۃ.

(سنن ابوداؤد، کتاب: الادب، باب: کراھیۃ ان یقوم الرجل من مجلسہ ولا یذکر اللہ عزوجل، رقم الحدیث: ۴۸۵۶)(السنن الکبریٰ:۷:۱۰۲۳۷)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے بیٹھنے کی جگہ سے اٹھ گیا اور اس مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر ندامت وارد ہوگی اور جو بستر پر لیٹے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے بھی ندامت ہوگی۔''

۶- عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ ﷺ ان رجلا سالہ فقال: ای الجھاد اعظم اجرا؟ قال اکثرھم للہ تبارک و تعالیٰ ذکرًا قال: فای الصائمین اعظم اجرًا؟ قال اکثرھم للہ تبارک و تعالیٰ ذکرا ثم ذکر لنا الصلاۃ والزکاۃ والحج والصدقۃ کل ذالک رسول اللہ ﷺ یقول: اکثرھم للہ تبارک و تعالیٰ ذکرا فقال ابوبکر لعمر رضی اللہ عنھما یا اباحفص ذھب الذاکرون بکل خیر فقال رسول اللہ ﷺ: اجل۔''

(مسند احمد:۱۵۶۵۲:۱، المعجم الکبیر:۴۰۸، الترغیب والترہیب:۲۳۰۹، مجمع الزوائد، جلد ۱ صفحہ ۷۴)

ترجمہ: ''حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی

اکرم ﷺ سے پوچھا کون سے مجاہد کا ثواب زیادہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے جو اللہ کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔ اس نے دوبارہ عرض کیا: روزہ داروں میں سے زیادہ کس کا ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔ پھر اس نے ہمارے لیے نماز زکوٰۃ، حج اور صدقے کا ذکر کیا حضور نبی اکرم ﷺ ہر بار فرماتے رہے ان میں سے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے کہا: اے ابوحفص! اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے تمام نیکیاں لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بالکل (درست ہے)۔"

۷۔ عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: اکثروا ذکر الله حتی یقولوا مجنون۔" (مسند احمد: ۱۱۶۷۱، مسند ابو یعلیٰ: ۱۳۷۶)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہیں۔"

۸۔ عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: لیذکرن الله قوم فی الدنیا علی الفرش الممهدة یدخلهم الدرجات العلیٰ۔"

(صحیح ابن حبان: ۳۹۸، مسند ابو یعلیٰ: ۱۱۱۰)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگ دنیا میں بچھے ہوئے پلنگوں پر اللہ

تعالیٰ کا ذکر کریں گے اور وہ انہیں (جنت کے) بلند درجات میں داخل کر دے گا۔"

٩- عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: "سبعة يظلهم الله فی ظله يوم لا ظل الا ظله. رجل ذكر الله خاليا ففاضت عيناه."

(صحیح بخاری کتاب: الاذان، باب: من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ، رقم: ٦٢٩)(صحیح مسلم کتاب: الزکاۃ، رقم: ١٠٣١)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سات آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا۔ جس روز کہ اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (ان سات آدمیوں میں سے ایک وہ ہے) جو خلوت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھیں بہنے لگیں۔"

١٠- عن ابی سعيد الخدری قال: خرج معاوية علی حلقة فی المسجد فقال: ما اجلسكم؟ قالوا جلسنا نذكر الله قال: آلله ما اجلسكم الا ذاك؟ قالوا والله ما اجلسنا الا ذاك قال: اما انی لم استحلفكم تهمة لكم وما كان احد بمنزلتی من رسول الله ﷺ اقل عنه حديثا منی و ان رسول الله ﷺ خرج علی حلقة من اصحابه فقال: ما اجلسكم؟ قالوا: جلسنا نذكر الله و نحمده علی ما هدانا للاسلام و من به علينا قال: آلله ما

اجلسکم الا ذاك؟ قالوا واللہ ما اجلسنا الا ذاك قال اما انی لم استحلفکم تهمة لکم و لکنہ اتانی جبریل فاخبرنی ان اللہ عزوجل یباھی بکم الملائکة۔

(صحیح مسلم، کتاب: الذکر والدعاء، رقم الحدیث: ۲۷۰۱) (سنن نسائی، کتاب: آداب القضاۃ، رقم الحدیث: ۵۴۲۶)

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ کا گزر مسجد میں حلقہ ذکر میں بیٹھے لوگوں پر ہوا انہوں نے دریافت فرمایا: تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لیے (مسجد میں) بیٹھے ہیں انہوں نے دوبارہ دریافت کیا: بخدا کیا تم صرف اس لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: بخدا ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کسی بدگمانی کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی۔ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کو سب سے کم روایت کرنے والا ہوں اور بے شک ایک بار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے صحابہ کے ایک حلقہ سے گزر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی ہدایت دے کر ہم پر جو احسان فرمایا ہے اس کا شکر ادا کرنے کے لیے بیٹھے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بخدا تم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: بخدا ہم اسی وجہ سے بیٹھے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں نے تم پر کسی بدگمانی کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی بلکہ ابھی میرے پاس جبرائیل آئے تھے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کر رہا ہے۔"

۱۱- عن ابی هریره قال: کان رسول الله ﷺ یسیر فی طریق مکة فمر علی جبل یقال له: جمدان فقال: سیروا هذا جمدان. سبق المفردون قالوا وما المفردون یا رسول الله؟ قال: الذا کرون الله کثیراً والذا کرات۔

(صحیح مسلم، کتاب: الذکر والدعاء، باب: الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ رقم الحدیث: ۲۶۷۶) (صحیح ابن حبان: ۸۵۸، المعجم الاوسط، ۲۷۷۳)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ مکہ کے ایک راستے میں جا رہے تھے. آپ ﷺ کا ایک پہاڑ سے گزرا ہوا جس کو جمدان کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: چلتے رہو یہ جمدان ہے مفردون سبقت لے گئے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! مفردون کون ہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بہ کثرت ذکر کرنیوالے مرد اور اللہ تعالیٰ کا بہ کثرت ذکر کرنے والی عورتیں۔"

۱۲- عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ سئل: ای العباد افضل درجة عند الله یوم القیمة؟ قال: الذا کرون الله کثر والذا کرات قلت یا رسول الله ﷺ ومن الغازی

فی سبیل اللہ، قال: لو ضرب بسیفہ فی الکفار والمشرکین حتی ینکسر و یختضب دمًا لکان الذاکرون اللہ کثرا افضل منہ درجۃ۔

(سنن الترمذی, کتاب: الدعوات, رقم الحدیث: ۳۳۷۶)(مسند احمد: ۳۸/۷۵ا, شعب الایمان: ۵۸۹. مسند ابویعلی: ۱۴۰۱)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کون سے لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ میں افضل ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے مرد اور کثرت سے ذکر کرنے والی عورتیں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی (زیادہ)؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی شخص اپنی تلوار کافروں اور مشرکوں پر اس قدر چلائے کہ وہ ٹوٹ جائے اور خون آلودہو جائے پھر بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اُس سے درجے میں افضل ہیں۔"

۱۳- عن ابی عمر والشیبانی قال: قال موسٰی علیہ السلام بربہ عزوجل ای رب ای عبادك احب الیك، قال اکثرھم لی ذکرا۔" (کتاب: الزھد, رقم: ۳۸۹)

ترجمہ: "حضرت ابوعمرو شیبانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب تعالیٰ سے عرض کیا: اے میرے رب! تیرا کونسا بندہ تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو سب سے زیادہ میرا ذکر کرنے والا ہے۔"

۱۴- عن ابی هریرة قال: قال رسول الله ﷺ ان لله ملئكة يطوفون فى الطرق يلتمسون اهل الذكر فاذا وجدوا قومًا يذكرون الله تنادوا هلموا الى حاجتكم قال فيحفونهم باجنحتهم الى السماء الدنيا قال: فيسالهم ربهم وهو اعلمهم منهم ما يقول عبادى؟ قالوا: يقولون: يسبحونك و يكبرونك و يحمدونك و يمجدونك قال فيقول هل راونى؟ قال: فيقولون: لا والله ما رأوك. قال: و كيف لو رأونى؟ قال: يقولون لو راوك كانوا اشد عبادة و اشد لك تمجيدًا و اكثر لك تسبيحًا قال: يقول: فما يسالوننى؟ قال يسالونك الجنة قال: يقول: و هل راوها؟ قال: يقولون: لا والله يا رب ما راوها قال: يقول: فكيف لو انهم راوها؟ قال: يقولون؟ لو انهم راوها كانوا اشد عليها حرصا و اشد لها طلبا و اعظم فيها رغبة قال فمم يتعوذون؟ قال: يقولون من النار قال: يقول: وهل راوها؟ قال يقولون: لا والله يا رب ما راوها قال: يقول: فكيف لو رأوها؟ قال: يقولون لو اراوها كانوا اشد منها فرارًا و اشد لها مخافة قال فيقول: فاشهدكم انى قد غفرت لهم قال: يقول: ملك

من الملائكة فيهم فلان ليس منهم انما جاء لحاجة قال: هم الجلساء لا يشقى بهم جليسهم۔

(صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب: فضل ذکر اللہ عزوجل، رقم الحدیث: ۶۰۴۵)(صحیح ابن حبان: ۸۵۷، شعب الایمان: ۵۳۱)

ترجمہ: "ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں۔ جو راستوں میں پھرتے ہیں اور اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں جب وہ ایسے لوگوں کو پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو ندا دیتے ہیں کہ ادھر اپنی حاجت کی طرف دوڑ آؤ۔ ارشاد فرمایا: پھر وہ آسمانِ دنیا تک ان پر اپنے پروں سے سایہ فگن ہو جاتے ہیں پھر (جب وہ واپس اللہ تعالیٰ کے پاس جاتے ہیں تو) ان سے ان کا رب پوچھتا ہے، حالانکہ وہ ان سے بہتر جانتا ہے، کہ میرے بندے کیا کہتے ہیں؟ وہ عرض کرتے ہیں۔ وہ تری پاکیزگی، بڑائی، تعریف اور بزرگی بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: اللہ رب العزت کی قسم! تجھے تو انہوں نے نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو تیری بہت زیادہ عبادت کریں اور تیری بہت زیادہ بزرگی بیان کریں۔ اور تیری بہت زیادہ تسبیح کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ وہ عرض کرتے ہیں: وہ تجھ سے جنت مانگتے

ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں۔ اے رب! اللہ کی قسم، انہوں نے اسے دیکھا تو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر اسے دیکھ لیں تو کیا حال ہوگا؟ وہ عرض کرتے ہیں: اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس کی بہت زیادہ حرص، بہت زیادہ طلب اور بہت زیادہ رغبت رکھنے والے ہو جائیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے. وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ وہ عرض کرتے ہیں: دوزخ سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: اللہ کی قسم! اسے دیکھا تو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر اسے دیکھ لیں تو کیا حال ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں: اگر اسے دیکھ لیں تو ان کا اس سے بھاگنا اور ڈرنا بہت زیادہ بڑھ جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: گواہ رہنا میں نے انہیں بخش دیا ایک فرشتہ عرض کرتا ہے: ان میں فلاں شخص ایسا بھی تھا جو (ذکر کے لیے نہیں بلکہ) اپنی حاجت کے لیے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ (یعنی میرے اولیاء اللہ) ایسے ہم نشیں ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا کبھی بدبخت و محروم نہیں ہوتا۔"

١٦- عن انس بن مالك رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: "اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا. قالوا: وما رياض الجنة؟ قال: حلق الذكر.

(سنن الترمذی، کتاب: الدعوات، رقم الحدیث: ٣٥١٠) (مسند احمد: ٣/١٥٠، مسند ابو یعلی: ٣٤٣٢)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا: جب تم جنت کی کیاریوں سے گزرو تو (ان میں سے) خوب کھایا کرو صحابہ کرام نے عرض کیا: (یارسول اللہ) جنت کی کیاریاں کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ذکر الٰہی کے حلقے۔"

۱۷- عن ابی سعید رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: یقول الرب عزوجل یوم القیمة: سیعلم اهل الجمع من اهل الکرم؟ فقیل: و من اهل الکرم یا رسول الله؟ قال مجالس الذکر فی المساجد.

(مسند احمد: ۱۱۶۷۰، صحیح ابن حبان: ۸۱۶، مسند ابو یعلی: ۱۰۴۶، شعب الایمان: ۵۳۵)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے قیامت کے دن اکٹھا ہونے والوں کو پتہ چلے گا کہ بزرگی اور سخاوت والے کون ہیں؟ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! بزرگی والے کون لوگ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مساجد میں مجالس ذکر منعقد کرنے والے۔"

۱۸- عن جابر رضی الله عنه قال: خرج علینا رسول الله فقال: یا ایها الناس ان لله سرایا من الملائکة تحل و تقف علی مجالس الذکر فارتعوا فی ریاض الجنة قالوا: و این ریاض الجنة یارسول الله؟ قال ومجالس الذکر فاغدوا و روحوا فی ذکر الله واذکروه بانفسکم من کان یحب ان یعلم منزلته عند الله فلینظر کیف منزلة الله عنده

فان الله ينزل العبد منه حيث انزله من نفسه۔" (مسند ابو یعلی: ۱۸۶۵، المستدرک: رقم الحدیث: ۱۸۲۰)

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے لوگو! فرشتوں میں سے اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے لشکر ہیں جو ذکر کی محفلوں میں آتے ہیں اور وہاں رک جاتے ہیں لہٰذا تم جنت کے باغیچوں سے خوب کھاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جنت کے باغیچے کہاں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذکر کی محفلیں (جنت کے باغیچے ہیں) لہٰذا تم صبح و شام اللہ کا ذکر کرو اور اس کا ذکر اپنے دلوں میں بھی کرو جو شخص چاہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے مقام کو معلوم کرے وہ اپنے ہاں اللہ تعالیٰ کے مقام کو دیکھے۔ اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے ہاں اس مقام پر رکھتا ہے جہاں بندہ اسے اپنے ہاں رکھتا ہے۔"

❁❁❁❁

محبت کی چوتھی علامت

اطاعت محبوب

محبت کا اک مشہور قاعدہ ہے:

ان المحب لمن یحب مطیع۔

ترجمہ: ''بے شک محبت کرنے والا اپنے محبوب کا مطیع اور فرمانبردار ہوتا ہے۔''

یہ محبت کا لازمی تقاضا اور محبت کی بنیادی علامت ہے کہ محب صادق، خلوت و جلوت میں اپنے محبوب کی اطاعت بڑی خوشی اور رضامندی کے ساتھ کرتا ہے اس لیے کہ اس محب کا مقصود و مطلوب محبوب کی رضا کو پانا ہے اور محبوب کی رضا کبھی اس کی معصیت اور نافرمانی میں نہیں مل سکتی۔ اس لیے محبوب کے ساتھ جس قدر محبت اور وارفتگی ہوگی یسر و عسر میں اسی قدر محبوب کے لیے دل میں جذبہ اطاعت و فرمانبرداری ہوگا۔ اور پھر محبوب بھی ایسا ہو کہ جس کے ہر حکم میں دنیوی و اخروی، ظاہری و باطنی اور جسمانی و روحانی فوائد و ثمرات، مصالح و حکمتیں پوشیدہ و مضمر ہوں اور جس کی اطاعت سے دنیا و آخرت کی کامیابی، فوز و فلاح اور ابدی، دائمی نجات ملے تو یقیناً ایسے محبوب کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہی بہتری اور سلامتی ایمان ہے۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اسی لیے اپنے کامل محبت کرنے والے

ایمان دار بندوں کو تاکیداً اپنی فرمانبرداری و اطاعت کا حکم دیا۔

چند آیات ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ قُلۡ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۳۲﴾ (آل عمران: ۳۲)

ترجمہ: "اے محبوب فرمادے تم اطاعت کرو اللہ اور رسول کی۔ پس اگر وہ روگردانی کریں تو بے شک اللہ (ذوالمجد والعلیٰ) کافروں سے محبت نہیں کرتا۔"

۲۔ وَمَا کَانَ لِمُؤۡمِنٍ وَّلَا مُؤۡمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗۤ اَمۡرًا اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہُمُ الۡخِیَرَۃُ مِنۡ اَمۡرِہِمۡ ؕ وَمَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیۡنًا ﴿۳۶﴾

(الاحزاب: ۳۶)

ترجمہ: "اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کے لیے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ فرمائیں تو ان کے لیے اپنے کام میں اختیار ہو اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ یقیناً کھلی گمراہی میں بھٹک گیا۔"

۳۔ وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِیۡمًا ﴿۷۱﴾

(الاحزاب: ۷۱)

ترجمہ: "اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے پس تحقیق وہ بہت بڑی کامیابی کے ساتھ کامیاب ہوگیا۔"

۴۔ وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ یُدۡخِلۡہُ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

(الفتح:۱۷)

ترجمہ: ''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ (عزوجل) اس کو ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں اور جو شخص (اطاعت سے) منہ پھیرے گا وہ اسے دردناک عذاب میں مبتلا کر دے گا۔

۵- وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النساء:۶۹)

ترجمہ: ''اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام فرمایا اور وہ انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین ہیں اور وہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔''

اللہ جل مجدہ کی اطاعت پر احادیث

۱- عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنهما قال رسول اللہ ﷺ اللهم مصرف القلوب صرف قلوبنا على طاعتك۔

(صحیح مسلم، کتاب: القدر، باب: تصریف اللہ تعالیٰ القلوب کیف شاء، رقم الحدیث: ۲۶۵۴)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! دلوں کے پھیرنے والے

ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دیئے۔"

عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قلما كان رسول الله ﷺ يقوم من مجلس حتى يدعو بهؤلاء الدعوات لا صحابه: اللهم اقسم لنا من خشيتك ما يحول بيننا و بين معاصيك و من طاعتك ما تبلغنا به جنتك.

(سنن الترمذی، کتاب: الدعوات، رقم الحدیث: ۳۵۰۲) (کتاب الزھد لابن مبارک رقم الحدیث: ۴۳۱)

ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بہت کم ایسا ہوتا کہ حضور نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام کے لیے یہ دعا مانگے بغیر مجلس سے اُٹھتے: "اللهم اقسم لنا من خشيتك ما يحول بيننا و بين معاصيك و من طاعتك ما تبلغنا جنتك" (یا اللہ! ہم پر اپنا خوف غالب کر دے جو ہمارے اور گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے۔ اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرما۔ اس (اطاعت) کے ذریعے ہمیں جنت میں داخل کر)

عن ابی امامة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: ان اغبط اوليائی عندی لمومن خفيف الحاذ ذو حظ من الصلاة احسن عبادة ربه و اطاعة فی السر و كان غامضاً فی الناس لا يشار اليه بالاصابع و كان رزقهٔ كفافاً فصبر علی ذالك ثم نقر بيده

فقال: عجلت منیته قلت بوا کیه قل تراثه۔

(سنن الترمذی، کتاب: الزھد، باب: ما جاء فی الکفاف، رقم الحدیث: ۲۳۴۷)(مسند احمد: ۲۲۲۲۱، مسند الحمیدی: ۹۰۹)

ترجمہ: ''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل رشک دوست وہ مومن ہے جو قلت مال (کی وجہ سے) ہلکے بوجھ والا ہو، نماز سے لطف لینے والا اپنے رب کا بہترین عبادت گزار خاموشی اور پوشیدگی کے ساتھ اپنی رب کی اطاعت کرتا ہو۔ لوگوں سے مخفی ہو، اس کی طرف انگلیاں نہ اٹھتی ہوں۔ اسے حسب ضرورت روزی میسر ہو اور اس پر وہ صابر ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو زمین پر مارتے ہوئے فرمایا: اس کی موت قریب آچکی ہے اس پر رونے والی عورتیں کم ہوں گی اور اس کا ترکہ بھی قلیل ہوگا۔''

عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما قال: قال رجل: یا رسول اللہ، ای الھجرۃ افضل؟ قال: ان تھجر ما کرہ ربک عزوجل۔

(سنن النسائی، کتاب: البیعۃ، رقم الحدیث: ۴۱۶۵)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! کون سی ہجرت سب سے افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اس چیز کو چھوڑ دو جو اللہ کے نزدیک بری ہے۔''

قال عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالٰی (اتقوا اللہ حق تقاتہ) (آل عمران) قال: ان

یطاع فلا یعصی و یذکر فلا ینسی۔"

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۴۵۵۳ حلیۃ الاولیاء: ۸: ۲۳۸)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ کے فرمان: (اتقوا اللہ حق تقاتہ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے اور اس کی نافرمانی نہ کی جائے اور اسے (ہرگھڑی) یاد کیا جائے اور کبھی بھی بھلایا نہ جائے۔"

پانچویں علامت

اللہ عزوجل کے محبوب بندوں سے محبت

اللہ جل مجدہ سے محبت کی اک علامت یہ ہے کہ جو اللہ رب العزت کے محبوب، پیارے، نیک اور عبادت گزار بندے ہیں ان سے بھی محبت کی جائے۔ اور ان سے یہ محبت اللہ عزوجل کے غیر سے محبت نہ ہوگی بلکہ یہ خود اللہ رب العزت کی محبت قرار پائے اس لیے کہ اگر وہ خدا عزوجل کا پیارا اور محبوب، صالح، عبادت گزار بندہ نہ ہوتا تو اس سے محبت کیونکر ہوتی اس سے محبت بھی صرف اسی نسبت کی بناء پر ہے۔ جو لوگ اللہ رب العزت سے تو محبت کا دعویٰ کریں لیکن اللہ رب العزت کے محبوب، پیارے بندوں سے محبت نہ کریں بلکہ ان سے بغض و عداوت رکھیں یا ان کی تنقیص و بے ادبی کے مرتکب ہوں اور انہیں بتوں کی صف میں کھڑا کرتے ہوئے عاجز، ناکارہ، بے فیض، بے نفع اور بے اختیار سمجھتے ہوں تو یہ ان کی محض خام خیالی ہے کہ وہ اللہ رب العزت سے محبت کرتے ہیں سو باری تعالیٰ سے محبت کا یہ معیار اور کسوٹی ہے کہ جس کے دل میں اولیاء کی محبت اور ان کی تعظیم و تکریم کا جذبہ ہے وہی اس سے محبت کرنے والا ہے اور جس کا دل ان کی قدر شناسی سے محروم ہے وہ اللہ رب العزت کی محبت سے بھی محروم و حرماں نصیب ہے۔ چند آیات و احادیث اللہ رب العزت کے محبوب بندوں سے محبت کے لزوم و وجوب پر ملاحظہ فرمائیں۔

آیات

۱۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾

(آل عمران:۳۱)

ترجمہ: ''(اے حبیب) آپ فرما دیں: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں محبوب بنا لے گا اور تمہارے لیے تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ نہایت بخشنے والا مہربان ہے۔''

۲۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۔ (الفتح:۲۹)

ترجمہ: ''محمد (ﷺ) اللہ (ذوالمجد والعلیٰ) کے رسول ہیں اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور اک دوسرے پر نرم ہیں۔''

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۳۔ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ ۔ (الحشر:۹)

ترجمہ: ''اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا۔ دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے۔''

احادیث کریمہ

۱۔ عن انس رضی الله عنه، عن النبی ﷺ قال: ثلاث من کن فیه وجد حلاوة الایمان ان یکون الله و

رسولہ احب الیہ مما سواھما. و ان یحب المرء لا یحبہ الا للہ. و ان یکرہ ان یعود فی الکفر بعد ان انقذہ اللہ منہ. کما یکرہ ان یقذف فی النار۔

(صحیح بخاری، کتاب: الایمان، رقم الحدیث:۱۶) (صحیح مسلم، کتاب: الایمان، رقم الحدیث: ۴۳)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تین باتیں جس میں ہوں گی وہ ایمان کی مٹھاس پالے گا۔
(۱) اللہ عزوجل اور اس کے رسول سے سب سے بڑھ کر محبت ہو۔
(۲) اور یہ کہ وہ کسی بھی آدمی سے اللہ کی رضا کے لیے محبت کرے۔
(۳) اور یہ کہ وہ کفر میں جانے کو اس طرح ناپسند کرے۔ بعد اس کے کہ اللہ نے اسے بچالیا جس طرح وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔''

۲- حدیث کے مطابق سات آدمی قیامت کے دن اللہ عزوجل کی رحمت کے سائے میں ہوں گے ان میں یہ بھی ہیں:

و رجلان تحابا فی اللہ اجتمعا علیہ و تفرق علیہ۔

(صحیح بخاری، کتاب: الاذان، باب: من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ، رقم الحدیث: ۶۶۰) (صحیح مسلم: ۱۰۳۱، السنن الکبریٰ للنسائی: ۵۹۲۱، صحیح ابن حبان: ۴۴۸۶، شعب الایمان: ۵۴۹، مسند احمد: ۹۶۶۵)

ترجمہ: ''وہ دو مرد کہ جو اللہ عزوجل کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کریں اسی محبت کی وجہ سے جمع ہوں اور اسی وجہ سے جدا ہوں۔''

۳- عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ ﷺ: ان اللہ تعالیٰ یقول یوم القیامۃ: این المتحابون بجلالی؟ الیوم اظلھم فی ظلی یوم

لاظل الاظلی۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فی فضل الحب فی اللہ تعالیٰ، رقم الحدیث: ۶۵۴۸، الکتاب العربی)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا۔ کہ وہ کہاں ہیں جو میرے جلال ذات کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ آج میں ان کو اپنی طرف سے سائے میں جگہ دوں گا جس دن میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔''

۴۔ وعن ابی هريرة رضی الله عنه. قال: قال رسول الله ﷺ: "والذی نفسی بيده لا تدخلوا الجنة حتی تومنوا. ولا تومنوا حتی تحابوا. اولا ادلكم علی شیء اذا فعلتموه تحاببتم، افشوا السلام بينكم۔

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم جنت داخل نہ ہوگے یہاں تک کہ تم ایمان لے آؤ۔ اور تم مومن نہ ہوگے یہاں تک کہ تم اک دوسرے سے محبت کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں کہ اگر تم وہ کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔''

۵۔ عن ابی هريرة رضی الله عنه. عن النبی الكريم ﷺ: "ان رجلا زار اخاله فی قرية اخری. فارصد الله له علی مدرجته ملكا فلما اتی عليه قال: اين

تريد؟ قال: اريد اخالى فى هذه القرية. قال: هل لك عليه من نعمة تربها؟ قال: لا غير انى احببته فى الله عزوجل. قال: فانى رسول الله اليك. بان الله قد احبك كما احببته فيه۔"

(صحیح مسلم، کتاب: البر والصلۃ، باب: فی فضل الحب فی اللہ تعالیٰ، رقم الحدیث: ۶۵۴۹) (الادب المفرد: ۳۵۰)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اک مرد دوسری بستی میں اپنے بھائی کی زیارت اور اس کی ملاقات کے لیے گیا۔ تو اللہ نے اس کے راستہ میں اک فرشتہ مقرر فرمایا۔ پس جب وہ اس کے پاس پہنچا تو کہنے لگا، تمہارا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا اس بستی میں میرا اک بھائی ہے اس سے ملاقات کا ارادہ ہے۔ اس فرشتہ نے کہا کہ اس کا تم پر کوئی احسان ہے جس کا تم نے صلہ دینا ہے؟ تو اس آدمی نے کہا کہ سوائے اس کے مجھے اس سے اللہ عزوجل کے لیے محبت ہے اور کوئی سبب نہیں۔ تو اس نے کہا کہ بے شک میں اللہ عزوجل کا رسول ہوں تیری طرف۔ بے شک اللہ عزوجل بھی تجھ سے محبت فرماتا ہے جیسے تو اس سے اللہ عزوجل کے لیے محبت کرتا ہے۔"

۶۔ عن البراء بن عازب رضى الله عنه. عن النبى المكرم ﷺ انه قال فى الانصار: لا يحبهم الا مومن. ولا يبغضهم الا منافق. من احبهم احبه الله. و من ابغضهم ابغضه الله۔

(صحیح بخاری، کتاب: مناقب الانصار، باب: حب الانصار من الایمان، رقم الحدیث: ۳۷۸۳) (صحیح مسلم:

۷۲۳، سنن الترمذی: ۹۹۹، ۳، سنن ابن ماجہ: ۱۶۳)

ترجمہ: ''حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کی فضیلت میں ارشاد فرمایا، کہ ان سے محبت نہیں رکھے گا مگر مومن، اور ان سے بغض نہیں رکھے گا مگر منافق۔ اور جو ان سے محبت رکھے گا اللہ عزوجل اسے اپنا محبوب بنا لے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اللہ عزوجل اس سے بغض رکھے گا۔''

۷- قال رسول الله ﷺ: قال الله تعالیٰ: وجبت محبتی للمتحابین فی، والمتجالسین فی، والمتزاورین فی، والمتباذلین فی۔

(موطا امام مالک، کتاب الشعر، باب: ما جاء فی المتحابین فی اللہ جل مجدہ، رقم الحدیث: ۱۸۲۷ دار الکتاب العربی)

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ ذوالمجد والعلیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میری محبت ان لوگوں سے واجب ہے کہ جو میری وجہ سے آپس میں محبت کریں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کی زیارت کریں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کریں۔''

۸- عن ابی هريرة رضی الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: "اذا احب الله العبد قال بجبريل: قد احببت فلانا، فاحبه، فيحبه جبريل، ثم ينادی فی اهل السماء، ان الله، قد احب فلانا، فاحبوه، فيحبه، اهل السماء، ثم يوضع له القبول فی الارض۔"

(صحیح بخاری، کتاب: التوحید، باب: کلام الرب تعالیٰ مع جبریل، رقم الحدیث: ۷۴۸۵) (صحیح مسلم،

کتاب: البر والصلۃ والآداب، باب: اذا احب اللہ تعالٰی عبدا حببہ الی عبادہ، رقم الحدیث: ۶۷۰۵) (موطا امام مالک: ۱۸۲۷، سنن الترمذی: ۳۱۶۱)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالٰی کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبرائیل سے فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت فرماتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر، پس جبرائیل امین علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں، پھر جبرائیل آسمان والوں میں ندا فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ، فلاں سے محبت فرماتا ہے، پس تم اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر اس بندے کے لیے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔''

۹۔ عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ، عن رسول اللہ ﷺ انہ قال: من احب للہ، وابغض للہ، و اعطی للہ، و منع للہ، فقد استکمل الایمان۔

(سنن ابو داؤد، کتاب: السنۃ، باب: الدلیل علی زیادۃ الایمان ونقصانہ، رقم الحدیث: ۴۶۸۱) (المستدرک: ۲۶۹۴، المعجم الاوسط: ۹۰۸۳)

ترجمہ: ''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی سے محبت کی اللہ کے لیے، اور بغض رکھا اللہ کے لیے اور دیا اللہ کے لیے اور روکا اللہ کے لیے پس تحقیق اس کا ایمان کامل ہوگیا۔''

۱۰۔ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ ﷺ، افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ۔

(سنن ابوداؤد، کتاب: السنۃ، رقم الحدیث: ۴۵۹۹) (مسند احمد: ۲۱۳۴۱، مسند البزار: ۴۰۷۶، الترغیب والترھیب: ۴۵۹۳)

ترجمہ: ''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اعمال میں سب سے زیادہ افضل عمل اللہ عزوجل کے لیے محبت رکھنا اور اللہ عزوجل ہی کے لیے دشمنی رکھنا ہے۔''

۱۱- عن معاذ رضی اللہ عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ یقول: قال الله عزوجل: "المتحابون فی جلالی لهم منابر من نور یغبطهم النبیون والشهدآء۔" (السنن الترمذی)

ترجمہ: ''حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل مجدہ کا ارشاد ہے'' کہ جو میری جلال ذات کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں ان کے لیے ایسے نور کے منبر ہوں گے کہ انبیاء اور شہداء بھی ان پر غبطہ کریں گے۔''

۱۲- عن ابی هریرة رضی الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: ان الله عزوجل قال: "من عادی لی ولیا، فقد اذنته بالحرب۔ الحدیث

(صحیح بخاری، کتاب: الرقاق، باب: التواضع، رقم الحدیث: ۶۱۳۷) (صحیح ابن حبان: ۳۴۷، السنن الکبری للبیہقی جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۹)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔''

چھٹی علامت

اللہ رب العزت کے دشمنوں سے عداوت

اللہ جل مجدہ سے محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے عداوت اور بغض رکھا جائے۔ اس لیے کہ محبوب اور اس کے دشمن کی محبت کا ایک دل میں جمع ہونا محال و ناممکن ہے۔ لہٰذا یہود و نصاریٰ، کفار و مشرکین اور فساق و فجار سے محبت اور قلبی مؤدت ان لوگوں کے لیے جائز نہیں جن کے دلوں میں باری تعالیٰ کی محبت ہے اس لیے کہ کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ العیاذ باللہ تعالیٰ اللہ رب العزت اور اس کے رسولوں اور اس کی آیات کے منکر و مکذب ہیں، اس کے لیے بیٹا، بیٹی مان کر اسے سب و شتم کرتے ہیں اور اس کے بھیجے ہوئے مکرم رسولوں بالخصوص حضور نبی اکرم ﷺ پر اتہام و الزام لگاتے ہیں اور تکذیب و تنقیص کرتے ہیں۔ لہٰذا ایمان اور محبت باری تعالیٰ کے تقاضا کے پیش نظر ان لوگوں کے لیے دل میں محبت کا کوئی کرشمہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ دل ایسے لوگوں سے نفرت، بغض اور عداوت سے مملوء ہونے چاہئیں۔

بعض معاصرین کی یہود و نصاریٰ اور ہنود و مشرکین سے محبت

اور اس کا رد

بعض معاصرین اپنے خطابات میں برملا یہود و نصاریٰ بلکہ ہنود و مشرکین

سے محبت و مودت کا درس دیتے ہیں اور نا صرف درس دیتے ہیں بلکہ برملا ان سے اظہار محبت اور اظہار عقیدت و احترام کرتے ہیں چنانچہ راقم الحروف نے ان کا ایک خطاب سنا جس میں انہوں نے بڑے واضح الفاظ میں ہنود و مشرکین اور بدھمت کے پیروکاروں اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے ایک دوسرے سے محبت کرنے کا کہا اور اس سے پہلے ان کی اہل تشیع سے محبت اور ان کے لیے جذبہ تکریم و احترام کسی سے مخفی و نہاں نہیں۔ وہ اہل تشیع جو برملا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بالخصوص شیخین کریمین پر ظلم، غصب بلکہ کفر و نفاق کی تہمت لگاتے ہوئے سب و شتم اور توہین و تنقیص کرتے ہیں جس کا اعتراف خود انہیں بھی ہے۔ پھر ان کی طرف سے بڑی باقاعدگی اور پورے تزک و احتشام اور پوری عقیدت و محبت سے ان کے مراکز میں کرسمس ڈے جو عیسائی اس تصور سے مناتے ہیں کہ اس دن العیاذ باللہ، اللہ کا بیٹا پیدا ہوا بھی منایا جاتا ہے۔ جس میں وہ معاصرین خود بڑے اہتمام سے شرکت کرتے ہیں۔ عیسائی پادریوں کے لیے دیدہ و دل بچھاتے ہیں ان کو بڑے عزت و احترام کے القاب سے نوازتے ہیں۔ حالانکہ وہ عیسائی پادری برملا اس موقع پر اللہ رب العزت کو باپ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بیٹا کہتا ہے۔ لیکن یہ عجب قرآن کی منہج پر چلنے والے ہیں، کہ جو اللہ رب العزت کی ذات پر اتنی بڑی گالی بھی سنتے ہیں اور ان کے ماتھے پر شکن بھی نہیں آتی۔ یہ بات اللہ رب العزت کے نزدیک کس قدر غضب کی ہے اس کا اندازہ اس آیت کریمہ سے کریں۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾

(مریم: ۹۲تا۸۸)

ترجمہ: ''اور کافر بولے رحمٰن نے اولاد اختیار کی۔ بے شک تم حد کی بھاری بات لائے۔ قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں مسمار ہو کر اس پر کہ انہوں نے رحمٰن کے لیے اولاد بتائی اور رحمٰن کے لائق نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرلے۔''

اور حدیث پاک کے مطابق اللہ رب العزت کو باپ کہنا، اللہ جل مجدہٗ کو گالی دینا اور سب وشتم کرنا ہے۔ چنانچہ حدیث کے لفظ میں:

عن ابی هریرة رضی الله عنه. قال: قال النبی ﷺ اراه: "یقول الله تعالیٰ: شتمنی ابن آدم. وما ینبغی له ان یشتمنی و یکذبنی. وما ینبغی له. اما شتمه فقوله: ان لی ولدا. و اما تکذیبه فقوله: لیس یعیدنی کما بدانی."

(صحیح بخاری، کتاب: بدء الخلق، باب: ۱، رقم الحدیث: ۳۱۹۳، صحیح بخاری، اطراف الحدیث: ۴۹۷۴، ۴۹۷۵)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے کہ ''ابن آدم نے مجھے گالی دی اور اس کو یہ نا چاہیے تھا کہ وہ مجھے گالی دیتا، اور اس نے میری تکذیب کی اور اس کو یہ نا چاہیے تھا کہ وہ میری تکذیب کرتا۔ سو اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا بیٹا ہے اور اس کا میری تکذیب کرنا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ اسے دوبارہ پیدا نہیں کرسکتا جس طرح پہلی بار کیا۔''

قارئین! آیت کریمہ اور حدیث مبارکہ سے اندازہ لگائیں کہ اللہ رب العزت کو

باپ کہنا اور اس کے لیے اولاد ماننا اس کے نزدیک کتنے سخت غضب کی بات ہے لیکن صد ہزار حیرت اور تعجب ہے کہ کرسمس ڈے پر عیسائی پادری ان کے سامنے بیسیوں بار اللہ رب العزت کو باپ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بیٹا کہتا رہا مگر ان کی طبیعت میں انقباض یا ملال تو بہت دور کی بات ہے۔ یہ انہیں سلام عقیدت و محبت پیش کرتے اور انہیں اپنے سینے سے لگاتے نظر آتے ہیں۔

یہ عیسائی وہ لوگ ہیں کہ جو قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھوٹا تصور کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر گالیاں اور سب وشتم سے بھی گریز نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں سے اتنی محبت و عقیدت وہ بھی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر چہ معنیٰ دارد؟ میں قارئین کو یہ بات پورے وثوق اور یقین سے کہہ رہا ہوں کہ اگر کوئی آدمی خواہ وہ مسلمان ہی ہو۔ ان معاصرین کو گالی دے یا جھوٹا کہے یا ان کی طرف کوئی تہمت منسوب کرے تو یہ ان کے لیے اور ان کے جمیع رفقاء، معتقدین اور وابستگان کے لیے ناقابل برداشت اور ناقابل معافی جرم ہوگا اور اس کے لیے محبت و عقیدت اور احترام وتکریم کا کوئی جذبہ ان کے دلوں میں نہ ہوگا۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ یہ اس کو گالی بلکہ قتال سے بھی گریز نہیں کریں گے۔

چنانچہ جن علماء نے ان کی انہیں باتوں پر گرفت کی اور تنقید کی۔ تو خود انہوں نے اور ان کے رفقاء وکارکنان نے نہ جانے علماء کے لیے کس قدر نازیبا اور اخلاق سے گرے ہوئے کلمات استعمال کیے۔ انہیں فتنہ پرور ملا، ضال، مضل، احمق، بے علم اور جاہل اور کیا کچھ کہا۔ میرا سوال ہے کہ وہ علماء یا سنی مسلمان جن کے دل حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور عقیدت و احترام سے مملوء ہیں، جو اللہ رب العزت کو واحد اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برحق نبی اور رسول اور قرآن کو سچی لاریب کتاب مانتے ہیں، ان سے اس قدر نفرت اور بغض و عداوت کیوں؟ اور وہ کفار جو اللہ رب العزت کے لیے بیٹا

مانتے ہیں۔ حضور اقدس علیہ السلام کو العیاذ باللہ کاذب سمجھتے ہیں۔ قرآن کو من گھڑت اور خود ساختہ کتاب کہتے ہیں۔ ان کے لیے اس قدر جذبہ احترام و تکریم اور قلبی محبت و مودت کیوں؟ کیا ان کے نزدیک اپنے شیخ کی عزت۔ اللہ جل مجدہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت سے بڑھ کر ہے؟ کیا انہیں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے نفرت نہیں ہاں اپنے شیخ کے دشمنوں سے نفرت ہے؟

ان کی یہ روش اور ان کا یہ طرز انہیں کس سمت لے کر جا رہا ہے اس بات کا قارئین خوب اندازہ کر سکتے ہیں؟

اب ذرا قرآن مجید کی آیات ملاحظہ فرمائیں جن میں اللہ رب العزت نے اپنے ان مبغوض اور مغضوب بندوں سے دشمنی، عداوت اور ان پر سختی کا حکم دیا اور انہیں ذلیل و حقیر قرار دیا چنانچہ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہیبت نشان ہے:

۱- لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ (آل عمران:۲۸)

ترجمہ: ''مومنین، مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں۔''

۲- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ۔

(آل عمران:۱۱۸)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم ایمان والوں کے سوا کسی کو اپنا راز دار نہ بناؤ۔''

۳- يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى اَوْلِيَآءَ ؔ (المائدہ:۵۱)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔''

قرآن مجید کے اس صریح، واضح، قطعی اور غیر مبہم حکم کے بعد یہود و نصاریٰ

سے محبت ومودت کا کیا جواز باقی رہتا ہے؟

۴۔ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ (ہود: ۱۱۳)

ترجمہ: "اور ظالموں سے میل جول نہ رکھو ورنہ تمہیں بھی دوزخ کی آگ جلائے گی۔"

سو جب کفار اور ظالمین سے میل جول بھی ممنوع ہے تو ان کی مجالس ومحافل اور کرسمس اور ہولی دیوالی جہاں کفریہ کلمات بکے جا رہے ہوں اور کفریہ افعال کیے جا رہے ہوں وہاں ان لوگوں کا پوری عقیدت واحترام اور جذبہ محبت سے شرکت کرنا باعث صد حیرت واستعجاب ہے۔

۵۔ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ

(النساء: ۱۴۰)

ترجمہ: "جب تم اللہ کی آیات کے متعلق سنو کہ اس کا انکار اور کفر کیا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے تو تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو حتیٰ کہ وہ کسی اور بات میں مصروف ہو جائیں۔"

لیکن ان کے ادارہ میں کرسمس ڈے پر اللہ رب العزت کو باپ کہہ کر صریح قرآن کا انکار کیا گیا مگر ان کا محفل سے اٹھنا تو کجا وہ تو ان کی خوشی میں برابر کے شریک رہے ان کے لیے عزت کے کلمات کہہ رہے اور ان سے معانقے کرتے رہے۔

۶۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ (المجادلہ: ۲۲)

ترجمہ: "تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ

دوستی کریں اللہ و رسول کے مخالفوں سے اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔"

۷۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ

ترجمہ: "اے نبی (مکرم) جہاد کرو کفار اور منافقین سے اور ان پر سختی کرو۔"

۸۔ اللہ رب العزت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قابل مدح و ستائش صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک صفت یہ بیان فرمائی۔

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ۔

ترجمہ: "وہ (یعنی صحابہ) کفار پر بہت سخت ہیں۔"

۹۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ (الممتحنہ:۱)

ترجمہ: "اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم تو ان کی طرف محبت کی نگاہ ڈالتے ہو اور وہ اس حق کا کفر کر رہے ہیں جو تمہارے پاس آیا۔"

تفسیر علامہ ابوالسعود میں ہے:

فيه زجر شديد للمومنين عن اظهار صورة الموالاة لهم وان لم تكن موالاة في الحقيقة۔

(تفسیر ابوسعود جلد ۲ صفحہ ۸۴ بیروت)

ترجمہ: "اس آیہ کریمہ میں مسلمانوں کو سخت جھڑکی ہے اس بات سے کہ

کافروں سے وہ بات کریں جو بہ ظاہر محبت ہو اگرچہ حقیقت میں

دوستی نہ ہو۔"

یہ آیت کریمہ حضرت حطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ پر عتاب کے سلسلہ میں نازل

ہوئی ہیں. اس کی تفصیل اس حدیث میں ہے:

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ اور دیگر محدثین اپنی اسانید کے

ساتھ روایت کرتے ہیں:

"حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے،
حضرت زبیر اور حضرت مقداد کو روانہ کیا اور فرمایا: خاخ کے باغ
میں جاؤ۔ وہاں ایک مسافرہ ملے گی جس کے پاس ایک خط ہوگا،
تم اس سے وہ خط لے لینا، ہم لوگ روانہ ہو گئے. ہم نے اپنے
گھوڑوں کو دوڑایا. پھر ہمیں ایک عورت ملی. ہم نے اس سے کہا:
خط نکالو! اس نے کہا: میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے
اس سے کہا: خط نکالو! ورنہ ہم تمہارے کپڑے اتار دیں گے، اس
نے اپنے بالوں کے گچھے سے خط نکال کر دیا. ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس وہ خط لے کر آئے، اس خط میں حضرت حاطب بن ابی
بلتعہ نے اہل مکہ کے بعض مشرکین کو خبر دی تھی اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض منصوبوں سے مطلع کیا تھا. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا: اے حاطب! کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے عرض کی: یا
رسول اللہ! میرے متعلق جلدی نہ کریں. میں قریش کے ساتھ
چسپاں تھا. سفیان نے کہا: وہ ان کے حلیف تھے اور قریش سے نہ

تھے. آپ کے ساتھ جو مہاجر ہیں ان کی وہاں رشتہ داریاں ہیں. ان رشتہ داریوں کی بناء پر قریش ان کے اہل وعیال کی حفاظت کریں گے۔ میں نے چاہا کہ ہر چند میرا ان کے ساتھ کوئی نسبی تعلق نہیں ہے تاہم میں ان پر ایک احسان کرتا ہوں، جس کی وجہ سے وہ میرے قرابت داروں کی حفاظت کریں گے، میں نے یہ اقدام (یعنی کفار کو خط لکھنا) کسی کفر کی وجہ سے نہیں کیا، نہ اپنے دین سے مرتد ہونے کی بناء پر کیا ہے، اور نہ اسلام لانے کے بعد کفر پر راضی ہونے کے سبب سے کیا ہے، نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں، آپ نے فرمایا: یہ غزوہ بدر میں حاضر ہوا ہے، اور تمہیں کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ یقیناً اہلِ بدر کے تمام حالات سے واقف ہے اور اس نے فرمایا: تم جو چاہو کرو، میں نے تم کو بخش دیا ہے، پھر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔''

(صحیح بخاری، کتاب: المغازی، باب: غزوۃ الفتح، رقم الحدیث: ۴۲۷۴ وفی کتاب: الجہاد والسیر، باب: الجاسوس، رقم الحدیث: ۳۰۰۷) (صحیح مسلم، کتاب: فضائل الصحابۃ، باب: من فضائل اہل بدر رضی اللہ عنہم، رقم الحدیث: ۶۳۵۱) (سنن ابوداؤد، کتاب: الجہاد، باب: فی حکم الجاسوس، رقم الحدیث: ۲۶۵۰) (سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن، باب: سورۃ الممتحنہ، رقم الحدیث: ۳۳۰۵)

ان آیتوں میں اللہ رب العزت نے کفار کی دوستی سے منع فرمایا اور ضمناً ان کی مخالفت کا حکم دیا، اور ان سے اگلی آیات میں کفار سے مخالفت میں حضرت ابراہیم علی

نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نمونہ بیان فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ۔ (الممتحنہ:۴)

ترجمہ: "تحقیق تمہارے لیے ابراہیم اور ان کے اصحاب میں بہترین نمونہ ہے، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: ہم تم سے بے زار ہیں اور جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو، ہم نے تم سب کا انکار کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے دشمنی اور بغض ظاہر ہو گیا حتیٰ کہ تم اللہ احد پر ایمان لے آؤ۔"

کفار و مشرکین، یہود و نصاریٰ اور روافض و خوارج سے بغض و عداوت اور قلبی نفرت پر یہ حدیث بھی واضح دلیل ہے:

عن ابی هريرة رضی الله عنه. قال: قال رسول الله ﷺ: "اذا ابغض عبدا. دعا جبريل، فيقول: انی ابغض فلانا فابغضه. قال: فيبغضه جبريل ثم ينادی فی اهل السمآء: ان الله يبغض فلانا. فابغضوه. قال: فيبغضونه ثم توضع له البغضآء فی الارض.

(صحیح مسلم، کتاب: البر والصلۃ والآداب، باب: اذا احب اللہ عبدا حببہ الی عبادہ، رقم الحدیث: ۲۶۳۷)

(مسند احمد: ۱۰۶۲۳، حلیۃ الاولیائ: جلد ۷ صفحہ ۱۴۱)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے۔ میں فلاں شخص کو ناپسند کرتا ہوں تم بھی اسے ناپسند کرو، سو جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسے ناپسند کرتے ہیں، پھر وہ آسمان والوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کے ساتھ بغض رکھتا ہے تم بھی اس سے بغض رکھو سو وہ بھی اس سے بغض رکھتے ہیں۔ پھر اس بندے کے لیے زمین میں نفرت رکھ دی جاتی ہے۔"

❁❁❁❁

حرفِ اختتام

راقم الحروف نے دیکھا کہ آج کے اس دور میں مسلمان مادیت، طلب دنیا اور محبت دنیا میں اس قدر مستغرق اور منہمک ہو گئے کہ ان کی تمام فکری کاوشوں اور ذہنی وجسمانی تگ و دو کا مقصد صرف اور صرف دنیا کی آرائش وزیبائش بن کے رہ گیا اور اللہ رب العزت کی محبت، اس کا ذکر، اس کی بارگاہ میں عاجزی وانکساری اور اس کی طرف انابت ورجوع اور گریہ وزاری وآہ نیم شبی یہ سب قصہ پارینہ بن گئے الا ماشاء اللہ، بلکہ اب تو لوگوں میں اس قدر جرأت پیدا ہوگئی کہ وہ اللہ رب العزت کا ذکر بڑی بے پرواہی، لاتعلقی اور بے ادبی وتوہین کے ساتھ کرتے ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ محبت الٰہی عزوجل کی شمع دلوں سے بجھتی جارہی ہے۔ اور وہ سبق جو مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کو محبت الٰہی عزوجل کا سکھایا وہ رفتہ رفتہ بھلایا جارہا ہے۔ راقم الحروف کے دل میں اللہ رب العزت کی طرف سے یہ جذبہ پیدا ہوا کہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق اس موضوع پر کام کروں۔ سو یہ کتاب بفضل اللہ تعالیٰ قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کتاب کی وجہ سے اگر کسی ایک کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت کی شمع فروزاں ہو گئی تو میں سمجھوں گا میری محنت ٹھکانے لگی اور اس کتاب میں جو حسن وکمال ہے وہ سب اللہ رب العزت کا فضل وکرم ہے اور اس کے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی توجہات ہیں اور جو نقص، کمی اور خطا ہے وہ صرف راقم الحروف کا قصور فہم ہے۔ جس کی مجھے اپنے کریم رب عزوجل سے امید عفو ومغفرت ہے۔ اللہ رب العزت میری اس کاوش کو قبول فرما

کرا سے میرے لیے دارین میں نافع بنائے اور تاقیامت شرق تاغرب اس کتاب کو قبولیت و پذیرائی نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محمد عاطف رمضان سیالوی
مرکزی جامع مسجد پرانی عیدگاہ جھنگ صدر
0301-7698701

⁂